اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

اَسرارُ المحبّۃ

لِلشّیخ المحقّق المتقن الصّوفی الحکیم المُحدّث

الشّاہ رفیع الدّین الدّہلوی

بتصحیح و تقدمہ

حضرت مولانا عبد الحمید صاحب سواتیؒ بانی جامعہ نصرۃ العلوم



ناشر

ادارہ نشر و اشاعت جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

اسرار المحبّۃ

لِلشّیخ المحقّق المتقن الصّوفی الحکیم المُحدّث

الشّاہ رفیع الدّین الدّھلوی

بتصحیح وتقدمہ

حضرت مولانا عبدالحمید صاحب سواتیؒ بانی جامعہ نصرۃ العلوم



ناشر

ادارہ نشرواشاعت جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

طبع دوم

نام کتاب ــــــــ اسرار المحبۃ

تالیف ــــــــ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین دہلوی رح

تعداد ــــــــ پانچ سو (۵۰۰)

تصحیح و مقدمہ ــــــــ حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتی رح

مقام اشاعت ــــــــ جامعہ نصرۃ العلوم ۔ گوجرانوالہ

طبع اول ــــــــ محرم الحرام ۱۳۸۳ھ

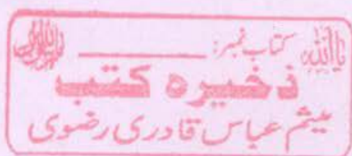
تاریخ طبع دوم ــــــــ شعبان ۱۴۳۴ھ

ناشر ــــــــ ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

مطبع ــــــــ اشرف پریس ۔ لاہور

ملنے کا پتہ

ادارہ نشر و اشاعت جامعہ نصرۃ العلوم ۔ گوجرانوالہ



اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

فہرست کتاب

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وهابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مشتملات کتاب پر ایک نظر :-

اس کتاب کے تین اجزا ہیں،

۱۔ تحصیل

۲۔ تذییل

۳۔ تفصیل

خطبہ کے بعد مصنفؒ نے محبت سے بحث کرنے والوں کے طبقات کا ذکر کیا ہے، مثلاً اربابِ شریعت، صوفیہ کرام، حکماء، اور شعراء، اور ساتھ ہی کتاب کی تصنیف کا اجمالی داعیہ ذکر کیا ہے، دیباچہ کے بعد سب سے پہلے حضرت شاہ رفیع الدینؒ نے

تحصیل :-

کو جگہ دی ہے، جس میں محبت کی حقیقت اور اس کے اقسام اور مختلف شعبے مثلاً محبت الٰہیہ، محبت بشریہ، محبت جامعہ، پھر ان میں سے ہر ایک کی مختلف قسمیں، مثلاً پہلی قسم کے دو شعبے ہیں،

محبۃ من اللہ

اور محبۃ مع اللہ

اور دوسری قسم کے بھی دو شعبے ہیں،

محبۃ طبعیہ

محبۃ غرضیہ

اور تیسرے شعبے کی ایک ہی قسم یعنی محبت مرکبہ ہے،

پھر اس کے بعد ہر ایک شعبے کی پوری تفصیل و تشریح بیان کی ہے۔

چنانچہ پہلے شعبے میں محبت ذاتیہ اور اسمائیہ کی تحقیق بیان کی گئی ہے، اور اس شعبہ میں دو نکتے بیان کئے ہیں،

پہلے نکتہ میں یہ بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تربیت (تربیۃ اللہ تعالیٰ) دو قسموں میں منقسم ہے،

تربیۃ ایجاد

تربیۃ ارشاد

اور پھر محبت کی مختلف شاخین اور فروع کا بیان، مثلاً اجتبا، ہدایت، توفیق، امتحان، تجاوز، تثبیت، تقریب، اخلاص، تکریم، تفضیل، شکر وغیرہ۔

دوسرے نکتہ میں اللہ تعالیٰ کی محبت بندوں کے ساتھ (محبۃ اللہ تعالیٰ مع العباد) کے وجوہ و اسباب اور اس کی مختلف اقسام کا بیان،

دوسرے شعبہ میں، محبت کا فیضان مختلف نفوس پر، اور کیفیت ظہور محبت، اور اس کی نشو و نما، اور مراتب قوت و ضعف، محبت کی کشمکش عقل کے ساتھ، اور محبت کی تبدیلیاں پوری تفصیل سے بیان کی گئی ہیں، آخر میں بعض مشکل مسائل کا حل بھی پیش کیا گیا ہے،

شعبہ ثالثہ میں اتحاد کے اسباب، اتحاد سے محبت کا ظہور، اور افتراق سے انقطاع کا رونما ہونا، اور پھر مناسبات محبت کا بیان، پھر شاہ صاحبؒ نے بیان کیا ہے کہ "اصول المناسبات" پانچ ہیں۔

۱- معانی روحانیہ

۲- اوضاع سماویہ

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔ کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

تناسب فی اقدار الاخلاط ۳

تناسب فی القوی ۴

اور وہ اسباب جو کسی قاسر کی طرف راجع ہوتے ہیں ۵

شعبہ رابعہ میں بیان کیا گیا ہے کہ انسان موجودات کی تمام قوتوں کا جامع ہے، خواہ وہ قوتیں ارضی ہوں، یا سماوی، عنصری، یا معدنی، ملکی ہوں، یا حیوانی وغیرہ،

پھر محبت کے مختلف الوان، اور اعراض متفرقہ کا بڑی بسط سے ذکر کیا ہے،

شعبہ خامسہ میں مدارک عامہ اور خاصہ کا محبت میں مختلف اور متفاوت ہونا بیان کیا ہے،

قرب و معیّت کا صحیح مفہوم واضح کیا ہے، معیت حق، اور معیت رسول کا بیان، اور پھر محبت حق سے مستفید ہونے کے شرائط کا تعین کیا ہے،

احیاء و اموات کے ساتھ محبت اور اس کے نتائج و فوائد کا بیان، اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام اور اہل بیت کے ساتھ محبت کی حقیقت اور اس کی وجہ اور نتائج و ثمرات وغیرہ کا بیان،

تذییل :-

اس میں کتاب (اسرار المحبۃ) کی تصنیف کا سبب بیان کیا ہے اور وہ خط و کتابت درج کی ہے جو خواجہ حسن مودودی لکھنوی نے حضرت شاہ رفیع الدین کے ساتھ کی تھی جس میں محبت کے مختلف نکات کو سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے۔

اور اسی سلسلہ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ محبت کے حقوق کیا ہیں، اور طرفین کے لئے محبت کن شرائط کے ساتھ مفید ہو سکتی ہے اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ کفار کو بھی اللہ تعالیٰ کیساتھ محبت ہوتی ہے لیکن انکی محبت میں نقص ہوتا ہے پھر اسکی تفصیل بیان کی ہے۔ اور اسی وجہ سے عالم آخرت میں یہ محبت ان

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وہابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

کے لئے کارگر ثابت نہ ہو سکے گی۔

اس حصہ میں شاہ صاحبؒ نے "ہو معکم" میں معیت کا مفہوم متعین کیا ہے، اور اس کا مصداق "محبت ذاتیہ" کو ٹھہرایا ہے، لیکن "المرء مع من احب" میں معیت کو اطلاق پر چھوڑا ہے اور اس کی علت اور وجوہات بیان فرمائے ہیں۔

عالم آخرت ایک ایسا گھر ہے جس میں حیات (زندگی) مکمل طور پر پائی جائیگی۔ اور اسی وجہ سے "نفس الامری حقائق" کا انکشاف تام اور ظہور کامل، صحیح اور اصلی شکل میں صرف اُسی گھر (جہان) میں ہو سکیگا دنیا میں چونکہ حیات ناقص ہے۔ اس لئے "حقائق نفس الامری" کا پوری طرح انکشاف نہیں ہو سکتا' اس ذیل میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ "محبت روحانی" کا خصوصی حکم، اور امتیازی شعار اطاعت ہے اور اسی محبت کی وجہ سے حضرت سلمان فارسیؓ کا شمار اہل بیت میں ہونا ہے'

تطہیر اہل البیت کا مفہوم، ولایت عرفانیہ کا بیان، اور یہ کہ جو شخص اولیاء اللہ کے ساتھ محبت کا دعوی کرتا ہے لیکن ان کی اقتدا و اطاعت نہیں اختیار کرتا' تو ایسا شخص کذاب ہے جس کے سر پر سودا باطل سوار ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کے خواص، صفات اولیاء کرام، آخر میں حضرت شاہ صاحبؒ نے محبت طبعیہ کا امام قیس (مجنون) کو قرار دیا ہے وغیرہ وغیرہ۔

تفصیل:۔

اس مبحث میں تحصیل کی بعض مجمل اور مبہم باتوں کی توضیحات اور تفسیر بیان کی گئی ہے۔ اور درجات محبت کی تفصیل، اور یہ کہ ادنی درجہ محبت کا وہ ہے جو اعیان جمادیہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کے بعد دوسرا درجہ شعور کے تابع ہے، تیسرا درجہ اعیان شاعرہ کے ساتھ، اور چوتھا درجہ حس (یا حسن) کے ساتھ تعلق رکھتا ہے، اور سالکین اور واصلین کے مراتب کی تفصیل،

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

موت کے بعد باہم تجاذب کے شواہد اور ان کی شرح اور پھر اس ضمن میں عجیب و غریب اور حیرت انگیز واقعات اور حکایات کا ذکر، اور ان کے باریک اور دقیق اسرار کا بیان،

محبت کی تاثیر اور اس کی شرح و تفسیر جیساکہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ نے بیان فرمائی ہے،

اور اختلام الخواص کی تشریح، انبیاء علیہم السلام کی محبت اللہ تعالیٰ کے ساتھ سب سے زیادہ اور اکمل ہوتی ہے، اور اس سلسلہ میں پانچ اولو العزم انبیاء علیہم السلام یعنی حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ، اور خاتم النبیین سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وعلیہم وسلم، کے مراتب اور درجات محبت، اور ان کے مقامات کے تعین کا عجیب و غریب اور انوکھے طریق پر بیان،

اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ کسی چیز کی طرف توجہ کرنا کس طرح ہوتا ہے، اور اس کے اسباب کیا ہیں اور پھر جا بجا عمیق ابحاث آپ کو ملیں گے،

قصیدۃ شیخ الرئیس :۔

اس کے بعد کتاب میں شیخ ابن سینا کا قصیدہ درج کیا ہے، (یہ قصیدہ شیخ کے دیوان مطبوعہ طہران میں موجود ہے) جس میں شیخ نے پوچھا ہے کہ نفوس کا ابدان و اجسام میں اترنا کیوں ہوا؟ نفوس و ارواح کے ابدان میں اترنے کے بارہ میں شیخ نے سوال کیا ہے اور اس کی حکمت اور لِمّ دریافت کی ہے،

قصیدۃ عینیہ :۔

شیخ ابن سینا کے جواب اور رد میں شاہ رفیع الدینؒ نے ایک قصیدہ لکھا ہے یہ ایک طویل اور نہایت ہی عمدہ قصیدہ ہے جو ۲۵۱ اشعار پر مشتمل ہے، اس قصیدہ میں حضرت شاہ صاحبؒ نے حکمت ولی اللّٰہی کے مطابق نفوس کا ابدان کے ساتھ تعلق بیان کیا ہے، اس میں خالص ولی اللّٰہی فلسفہ کو مدنظر رکھ کر ابن سینا کا رد کیا ہے اور ساتھ ہی فلسفہ اشراقیہ، اور مشائیہ کا بھی ضمناً رد کیا ہے اور ان فلسفوں کی کمزوری ظاہر کی گئی ہے۔

قصیدہ احمد شوقی :-

اس کے بعد ہم نے احمد شوقی کا ایک قصیدہ جو ابن سینا کے قصیدہ کے وزن اور کافیہ میں لکھا گیا ہے اور اس شاعر نے بھی نفس کے بارہ میں اپنی شاعرانہ بساط کے مطابق یہ قصیدہ لکھا ہے اور یہ بھی ابن سینا کے قصیدہ سے متاثر ہو کر لکھا گیا ہے، زبان کی شائستگی اور خیال کے لحاظ سے یہ بھی بہت اچھا قصیدہ ہے نفس موضوع کی مناسبت سے ہم نے اس کو یہاں نقل کر دیا ہے جو قارئین کرام کیلئے فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔

مخمس :-

اس کے بعد حضرت شاہ رفیع الدین ؒ کا ایک مخمس ہے جو حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہؒ نے نفس کے بارہ میں کوئی قصیدہ لکھا تھا، اس پر شاہ رفیع الدین ؒ نے تخمیس لگائی ہے۔ اس کا موضوع بھی نفس کا ابدان کے ساتھ تعلق کائنات کی تخلیق اور ارتقاء اور نوع انسانی کا درجہ کمال تک پہنچنا مسئلہ وحدۃ الوجود، وحدت اور کثرت کا ارتباط وغیرہ اس میں بیان کیا گیا ہے اس لئے اس مخمس کو ہم نے یہاں درج کر دیا ہے۔

قصیدہ معراجیہ :-

آخر میں ہم نے شاہ رفیع الدین ؒ کا ایک عمدہ قصیدہ درج کیا ہے جس میں آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج کا ذکر کیا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائل اور فضائل بیان فرمائے ہیں، یہ بھی ایک عمدہ قصیدہ ہے، مؤخر الذکر دونوں قصیدے (مخمس اور معراجیہ) "حیات ولی" سے لئے گئے ہیں جو حضرت شاہ ولی اللہ ؒ کی سوانح حیات ہے جس کے مصنف شیخ رحیم الدین دہلوی ؒ ہیں، ان دونوں قصیدوں میں بہت غلطیاں تھیں جہاں تک ہم سے ہو سکا ہم نے ان اغلاط کی تصحیح کی کوشش کی ہے لیکن پھر بھی جا بجا کچھ غلطیاں رہ گئی ہیں، اہل علم حضرات پر اگر وہ واضح ہوں تو ہمیں

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے-کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

بھی مطلع فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔

کتاب کی اہمیت اور افادیت پر اجمالی نظر:-

یہ کتاب حضرت شاہ رفیع الدینؒ نے خواص کے لئے لکھی ہے جیسا کہ امام الانقلاب و زعیم السیاستہ حضرت مولانا عبیداللہ سندھی دیوبندیؒ نے فرمایا ہے "خواص کے لئے امام ولی اللہؒ کے فلسفہ کی تشریح میں مولانا رفیع الدینؒ نے "اسرار المحبۃ" اور "تکمیل الاذہان" کے مختلف رسائل لکھے، "حملۃ العرش" کی تحقیق میں انکا رسالہ اس قدر اعلیٰ فکر دیتا ہے کہ امام عبدالعزیزؒ نے وہ رسالہ اپنی تفسیر میں نقل کر دیا ہے ایسا ہی تفسیر آیت النور^{عہ} میں انکا رسالہ بےنظیر ہے"۔ (حزب امام ولی اللہ دہلویؒ کی اجمالی تاریخ کا مقدمہ ص ۱۱۹)

نیز اس کا ثبوت خود کتاب میں بھی ملتا ہے، جہاں شاہ رفیع الدینؒ اپنے والد گرامی کی تصنیفات کا حوالہ دیتے ہیں اور ان میں بیان کردہ بعض باتوں کی تشریح صراحتہً فرماتے ہیں، بعض کی طرف صرف اشارہ کرتے ہیں، اور بعض باتیں ضمناً ذکر کرتے ہیں، جیسا کہ تفصیل میں تفہیمات، لمحات، سطعات اور ہوامع کی طرف اشارہ فرمایا ہے اسی طرح ایک مقام میں خیر کثیر اور بدور بازغہ کا ذکر کیا ہے یہ تمام کتابیں حکمت ولی اللہی کا خزانہ عامرہ ہیں، اور ان میں بہت زیادہ مضامین عالیہ بیان کئے گئے ہیں، نیز ان کتب میں بعض اصطلاحات جدیدہ اور مسائل دقیقہ اور اسرار غامضہ کا بیان ہے حضرت شاہ رفیع الدینؒ ان کو اہل علم کے اذہان کے قریب کرتے ہیں اور ان کی تفصیل و تشریح فرماتے ہیں لیکن ایک شرح کی طرز پر نہیں بلکہ اپنے مخصوص حکیمانہ طریق پر کتاب کے مطالعہ کرنے کے بعد یہ چیز خود واضح ہو جاتی ہے۔

سطعات اور ہمعات کے بعض مطالب کو شاہ رفیع الدینؒ نے تفسیر آیت النور میں حل کیا

عہ رسالہ حملۃ العرش جو مجموعہ رسائل میں درج ہے اور "تفسیر آیت النور" یہ دونوں نہایت اہتمام سے عمدہ کاغذ پر نستعلیق کتابت سے ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کے تحت شائع ہو چکے ہیں ۱۲ سواتی

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وہابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

ہے۔ الغرض کہ یہ کتاب "اسرار المحبۃ" بھی حکیم الامت شاہ ولی اللہؒ کے فلسفہ کی بہت سی مشکلات کو حل کرنے کے لئے کلید کا کام دینے کے علاوہ اپنے موضوع کی جدت اور نکات آفرینی کے لحاظ سے بےمثال کتاب ہے، لیکن یہ عجیب اتفاق ہے کہ شاہ رفیع الدینؒ کی یہ کتاب جو اپنی نوعیت، موضوع اور مشتملات کے اعتبار سے بالکل ہی انوکھی اور بہت ہی بلند مرتبہ کتاب ہے اس سے قبل طباعت کے جامہ سے آراستہ نہیں ہو سکی، محبت جیسے ایک نہایت ہی لطیف وصف کو سمجھنے کے لئے اور اس کے مختلف پہلو معلوم کرنے کس قدر ضروری ہیں، محبت الٰہیہ اور محبت بشریہ کی تفصیل معلوم کرنا اہل علم میں سے ہر شخص کے لئے از حد ضروری امر ہے، خواص اس کی توضیح و تشریح کیلئے یقیناً ہر آن مشتاق ہونگے جس سے اس کتاب کی اشاعت و افادیت کا پہلو بخوبی روشن ہے، اس لئے اس کتاب کی طباعت و اشاعت پر ہمیں بہت خوشی محسوس ہوتی ہے، اللہ تعالٰے ہمارے لئے اور تمام اہل علم حضرات کے لئے اس سے استفادہ آسان کر دے۔ آمین

کتاب کی ادبی حیثیت :-

ایک خاص پہلو اس کتاب کی اہمیت کا یہ بھی ہے کہ عربی ادبیات کے سلسلہ میں اس کتاب کا شمار یقیناً ادبیات عالیہ میں ہوگا، اس لئے کہ موضوع کی عظمت کے علاوہ اس میں زبان کی پاکیزگی اور سلامت انتہائی درجہ کی پائی جاتی ہے، فصاحت و بلاغت اور اظہار ما فی الضمیر کے لئے جس قسم کے الفاظ شاہ صاحبؒ نے چنے ہیں وہ نہایت ہی قیمتی ذخیرہ ہے، پھر سلسلہ محبت کی تفہیم میں مختلف اشعار کا انتخاب اور پھر عمدہ قصائد، ان تمام امور پر جب اہل علم حضرات غور فرمائینگے تو یقین ہے کہ کسی بھی عربی ادب کی کتاب سے اس کتاب کے درجہ و مرتبہ کو کم نہ پائینگے، بلکہ اپنی بعض خصوصیات کی بنا پر ان سے ممتاز ہی پائینگے۔

شاہ رفیع الدینؒ کی تصنیفات :-

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

حضرت شاہ رفیع الدین رحؒ کی کتابوں کا کچھ اجمالی سا تعارف ہم نے شاہ صاحب کی دوسری کتاب "مجموعہ رسائل" کے مقدمہ میں لکھا ہے، اگرچہ شاہ صاحب رحؒ کی تمام کتابوں کا ذکر نہیں صرف چند ایک کتابیں جو ہمیں معلوم ہو سکی تھیں، انہیں کا کسی قدر ہم نے تعارف کرایا۔ ان کے علاوہ مختلف موضوعات پر شاہ رفیع الدین رحؒ کی بعض قیمتی کتابیں ایسی ہیں جن میں سے کچھ طبع ہو چکی ہیں، اور اکثر ابھی تک طبع نہیں ہو سکیں اور بعض تو بالکل ہی معدوم ہیں، شاید زمانہ کی دست درازی انہیں ضائع کر چکی ہے۔

ہم یہاں شاہ رفیع الدین رحؒ کی بعض اہم کتابوں کا ذکر کرتے ہیں جن کا ذکر مختلف تذکرہ نگاروں نے کیا ہے، یا جو ہمیں معلوم ہو سکی ہیں۔

صاحب[ع] نزہۃ الخواطر اور صاحب[ع] حدائق الحنفیہ نے شاہ صاحب رحؒ کی بعض تصانیف کا ذکر کیا ہے مثلاً صاحب نزہۃ الخواطر نے شاہ صاحب رحؒ کی مصنفات کی جو فہرست دی ہے اس میں مندرجہ کتابوں کا ذکر کیا ہے۔

اسرار[۱] المحبۃ، تفسیر[۲] آیت النور، دمغ[۳] الباطل، رسالہ[۴] فی العروض، رسالہ[۵] فی مقدمۃ العلم، رسالہ[۶] فی التاریخ رسالہ[۷] فی اثبات شق القمر و ابطال البراہین الحکمیۃ، رسالہ[۸] فی تحقیق الالوان، رسالہ[۹] فی آثار القیامۃ، رسالہ[۱۰] فی الحجاب، رسالہ[۱۱] فی برہان التمانع، رسالہ[۱۲] فی عقد الانامل، رسالہ[۱۳] فی شرح اربعین کافات، رسالہ[۱۴] فی المنطق، رسالہ[۱۵] فی امور العامہ، حاشیہ[۱۶] علی میر زاہد رسالہ، تکمیل[۱۷] الصناعۃ، تخمیس علی بعض القصائد لوالدہ رحؒ

ع صاحب نزہۃ الخواطر حضرت مولانا حکیم سید عبدالحی حسنی رحؒ سابق ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ، جو حضرت سید احمد شہید بریلوی رحؒ کے مبارک خاندان کے چشم و چراغ ہیں جن کے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا ڈاکٹر سید عبدالعلی رحؒ تھے جن کو دیکھ کر اسلاف کی یاد تازہ ہو جاتی تھی، عرصہ تک وہ بھی ندوۃ العلماء کے ناظم رہے اور چھوٹے صاحبزادے مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ ہیں جو اپنی علمی، دینی، اور ملی خدمات کی وجہ سے تعارف سے بے نیاز ہیں، آجکل آپ ہی ندوۃ العلماء کے ناظم ہیں اطال اللہ حیاتہ و دام فیضہ حضرت مولانا سید عبدالحی صاحب رحؒ نے اردو زبان میں گل رعنا کے نام سے ایک نہایت ہی عمدہ تذکرہ لکھا ہے، اور نزہۃ الخواطر عربی زبان میں متعدد جلدوں میں ہندوستان کے ایک خاص عہد کا علمی، ثقافتی اور تاریخی تذکرہ ہونے کے علاوہ حیرت انگیز معلوماتی کتاب ہے جو غالباً حیدر آباد دکن میں دائرۃ المعارف سے طبع ہوئی ہے ۱۲ سواتی (باقی حاشیہ بر ص ۱۳)

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

قصیدہ عارض بہا قصیدۃ شیخ الرئیس ابی علی بن سینا (العینیہ)[۱۹]

اس کے بعد صاحب "نزہۃ الخواطر" لکھتے ہیں۔ "ولہ غیر ذالک من المؤلفات الجیدۃ" جس سے صاف ظاہر ہے کہ صاحب نزہۃ الخواطر نے شاہ رفیع الدینؒ کی تمام کتابوں کا استقصا نہیں کیا۔ اور صاحب "حدائق الحنفیہ" نے شاہ رفیع الدینؒ کی کتابوں میں ایک کتاب "راہ نجات اردو" کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ اسی طرح ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی نے اپنے ایک مقالہ میں جو انہوں نے "اردو ترجموں کی نوعیت اور اہمیت" کے سلسلہ میں انگریزی زبان میں لکھا تھا اور جس کا اردو ترجمہ "نگار پاکستان" جنوری ۱۹۶۳ء کے ص ۱۹-۲۲ میں شائع ہوا ہے۔ اس میں ڈاکٹر موصوف نے شاہ رفیع الدینؒ کی دو کتابوں کا ذکر کیا ہے۔

تفسیر سورۃ البقرہ[۱]

تنبیہ الغافلین[۲]

اور یہ تفسیر جس کا ذکر کیا گیا ہے بنام "تفسیر رفیعی" شاہ رفیع الدینؒ کے ایک شاگرد کے فرزند نے ۱۲۷۲ھ میں طبع کرائی تھی۔ اور اس کے حاشیہ پر تفسیر مولانا یعقوب چرخی بھی طبع کرائی گئی تھی (دیکھو مضمون مولانا عبدالحلیم چشتی فاضل دارالعلوم دیوبند، مندرجہ ماہنامہ "بینات" رمضان ۱۳۸۲ھ)

صاحب نزہۃ الخواطر نے جن کتابوں کا ذکر کیا ہے ان میں سے بعض کتب کا دیگر تذکرہ نگاروں نے بھی کیا ہے مثلاً صاحب حدائق حنفیہ نے رسالہ "معجزہ شق القمر" اور رسالہ "علم العروض" کا ذکر کیا ہے۔ ان کے علاوہ رسالہ "شق القمر" کا ذکر مولانا نظام الدین کیرانویؒ نے بھی حاشیہ میزان العقائد ص ۲۶ میں انشقاق القمر پر بحث کرنے کے بعد لکھا ہے "وفیہ کلام طویل ذکرہ مولانا الشاہ رفیع الدین قدس سرہ فی رسالتہ ان شئت الاطلاع علیہ فارجع الیہ"۔

(بقیہ حاشیہ ص ۱۲) عسہ صاحب حدائق حنفیہ مولانا فقیر محمد صاحب جہلمیؒ بڑے صاحب علم و فضل بزرگ تھے جنہوں نے علماء احناف کی تاریخ اردو زبان میں حدائق الحنفیہ کے نام سے لکھ کر بہت بڑا احسان کیا ہے جو مطبع نولکشور میں طبع ہو کر شائع ہوئی تھی۔ جزاہ اللہ ... [illegible]

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

صاحب "الیانع الجنی" شیخ محدث محسن تیمی رح نے بھی شاہ رفیع الدین رح کی تصانیف کا ذکر کیا ہے اور خاص طور پر دمغ الباطل اور اسرار المحبۃ کی بہت تعریف کی ہے چنانچہ اس کے بارہ میں لکھتے ہیں "ولہ مختصر جامع بیّن فیہ سریان الحب فی الاشیاء کلہا واوضح الناس اطوارہ یسمی "اسرار المحبۃ" قلما اتفق مثلہ لغیرہ ممن تکلم علیہا" (الیانع الجنی علی ہامش رجال الطحاوی ص۲۲) رسالہ آثار القیامت جو بنام قیامت نامہ یا علامات قیامت بارہا اصل فارسی اور اس کا اردو ترجمہ شائع ہو چکا ہے جو تقریباً ہر جگہ دستیاب ہو سکتا ہے۔

تکمیل الصناعۃ ـــ سے اگر مراد "تکمیل الاذہان" ہے تو اس کتاب میں چار باب ہیں، پہلا باب علم منطق پر مشتمل ہے دوسرے باب میں فن تحصیل، تیسرے میں امور عامہ اور چوتھے باب میں فن تطبیق الآراء کا بیان. باب اول (منطق) کے علاوہ تینوں ابواب کو نواب صدیق حسن خان مرحوم نے اپنی مشہور کتاب "ابجد العلوم" میں نقل کر دیا ہے واللہ اعلم منطق کا حصہ انہوں نے کیوں ترک کیا ہے۔

یہ کتاب نہایت ہی اہم کتاب ہے اور یہ غالباً شاہ رفیع الدین رح کی آخری تصنیف ہے کیونکہ یہ ۱۲۳۰ھ میں اپنی وفات سے تین سال قبل تصنیف فرمائی ہے۔

یہ کتاب بمع مقدمۃ العلم کے ہم مدرسہ نصرۃ العلوم کے ادارہ نشر و اشاعت کے تحت طبع کرا رہے ہیں واللہ الموفق۔

رسالہ مقدمۃ العلم "ابجد العلوم" میں درج ہے اور وہاں سے ہی ہم نے نقل کیا ہے۔ اور اگر تکمیل الصناعۃ، تکمیل الاذہان کے علاوہ کوئی اور کتاب ہے تو اس کا علم ہمیں نہیں، خیال غالب یہی ہے کہ "تکمیل الاذہان" ہی مراد ہے واللہ اعلم۔

قصیدہ عینیہ اور قصیدہ معراجیہ اور مخمس ہم "اسرار المحبۃ" کے ساتھ ہی طبع کرا رہے ہیں، الدرر الدراری شاہ رفیع الدین رح کی ایک بہت ہی اہم کتاب ہے جس کا ذکر انہوں نے تکمیل الاذہان میں کیا ہے اور اسی کتاب سے تطبیق الآراء کے کچھ مباحث نقل کئے ہیں، ہمیں اس کتاب کے بارہ میں کچھ علم نہیں

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

کہ یہ کسی کتب خانہ میں موجود ہے یا تلف ہو چکی ہے۔ واللہ اعلم۔ اہلِ علم اگر اس پر روشنی ڈالیں تو مناسب ہوگا۔

کتاب اسرار المحبۃ کی نقل

اس کتاب کی نقل ہم نے "مجلس علمی کراچی" کے نسخہ سے حاصل کی ہے اور "مجلس علمی" نے اس کی نقل انڈیا سے حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی دامت برکاتہم کے توسط سے حاصل کی ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا اعظمی نے ایک مکتوب میں اس کے بارہ میں یوں انکشاف فرمایا ہے۔

"اسرار المحبۃ کی نقول بھی مجلس علمی کے پاس میری ہی بھیجی ہوئی ہیں جس کو مجلس کے سرپرستوں کی خواہش پر میں نے نقل کرایا اور بھیجا ہے۔ اسرار المحبۃ کے حاشیہ پر بھی جگہ جگہ میرے قلم سے تصحیحات ہیں، فرصت نہیں تھی ورنہ اس سے زیادہ مکمل تصحیح ہو گئی ہوتی"۔

حضرت مولانا اعظمی کی ان تصحیحات سے بہت زیادہ فائدہ ہوا، لیکن پھر بھی بعض مقامات میں غلطیاں رہ گئی تھیں۔ اس مجلس علمی سے حاصل کئے ہوئے نسخہ کا تقابل ہم نے ایک دوسرے نسخہ کے ساتھ کیا جو نسبتہً زیادہ قدیم اور صحیح تھا، یہ نسخہ ڈاکٹر مولوی محمد شفیع ڈائرکٹر انسائیکلوپیڈیا آف اسلام شعبہ اردو پنجاب یونیورسٹی، سابق پرنسپل اورنٹیل کالج لاہور کی ملکیت میں ہے۔ یہ نسخہ حضرت شاہ رفیع الدینؒ کی وفات کے تقریباً بیس برس بعد کا لکھا ہوا ہے اور اس کے آخر میں یہ عبارت درج ہے۔

"تمت بالخیر من فضلہ تعالیٰ و کرمہ و منہ، والحمد لہ والشکر لہ، تم تم تم تمام شد بندہ درگاہ روح اللہ دین محمد اسد اللہ خان ملقب بہ طوسی، کتاب ہذا الفقیر مسودہ تصحیح نمود، ارحم الراحمین وز محبت خود و محبوب خود زندہ دارد و بزمرہ محبان خود محشور گرداند، آمین یا رب العالمین مرقوم ہژدہم جمادی الاولیٰ ۱۲۵۳ھ"

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

یہ نسخہ بڑی حد تک صحیح اور خوشخط لکھا ہوا ہے لیکن اس میں خرابی یہ ہے کہ یہ دیمک خوردہ ہے اس لئے بعض بعض مقامات سے جملے، الفاظ، اور حروف غائب ہیں، نیز اس کے ابتدائی حصہ میں ص۸ کے بعد چند صفحات بھی موجود نہیں، اور اس کے علاوہ اس نسخہ کے آخر میں قصیدہ عینیہ بھی موجود نہیں، البتہ اس نسخہ کی ایک مزید خصوصیت یہ ہے کہ اس کے حاشیہ میں کہیں کہیں مصنفؒ کے قلم سے منہیات بھی درج ہیں جن کو ہم نے تبرکاً نقل کر لیا ہے۔

الغرض کہ جہاں تک ہو سکا ہم نے اس کتاب کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے لیکن بعض مقامات پر ہم تصحیح میں کامیاب نہیں ہو سکے بالخصوص قصیدہ کی تصحیح میں ہمیں اعتراف ہے کہ بہت کوتاہیاں رہ گئی ہیں۔

یہ قصیدہ کتاب "جلاء العینین فی محاکمۃ الاحمدین" للعلامۃ السید نعمان خیر الدین الشہیر بابن الآلوسی البغدادی مطبوعہ مصر ۱۲۹۸ھ میں بھی درج ہے لیکن پورے اشعار اس میں درج نہیں، صرف ۱۱۶ اشعار ہیں۔ جبکہ قصیدہ پورے ۲۵۱ اشعار پر مکمل ہوتا ہے۔ نقل کرنے والوں نے ان اشعار کو بالکل ہی تقریباً مسخ کر دیا ہے۔ اس لئے بہت سے اشعار بہت زیادہ تصحیح طلب ہیں ان کے علاوہ ہمیں کوئی اور نسخہ نہیں مل سکا تاکہ اس کے ساتھ بھی تقابل کر لیا جاتا۔

تشکر:-

سب سے پہلے ہم حضرت مولانا محمد طاسین صاحب مدظلہ، ناظم مجلس علمی کراچی کے شکر گذار ہیں جنہوں نے ہمیں ان مخطوطات کی نقل کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی صرف اجازت ہی نہیں بلکہ ہماری خواہش پر یہ قلمی نسخے ہمارے پاس نہایت ہی فراخدلی سے بھیج دیئے، اور اس کے علاوہ بعض قیمتی معلومات اور گرانقدر مشوروں سے بھی مستفید فرماتے رہے اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے اور دنیا و آخرت کی بہتری عطا فرمائے۔

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

اسی طرح حضرت مولانا اعظمی دامت برکاتہم کے بھی ہم ازحد ممنون ہیں، جن کی تصحیحات سے ہم نے فائدہ اٹھایا اور جو اپنے گرانقدر علمی مشوروں سے ہم جیسے کم علم لوگوں کو نوازتے ہیں اور حوصلہ افزائی فرماتے ہیں۔ ادام اللہ فیوضہم وبرکاتہم۔

اس سلسلہ میں ہم محترم مولوی ڈاکٹر محمد شفیع صاحب کے بھی شکر گذار ہیں، جنہوں نے اسرار المحبۃ کا قلمی نسخہ ہمیں تصحیح کی خاطر عنایت فرمایا۔ اور وقتاً فوقتاً دیگر مفید مشورے بھی دیتے رہے۔ آپ کی اس علم نوازی اور فیاضی کے ہم شکر گذار ہیں۔

● ابھی چار پانچ ہی دن ہوئے تھے کہ یہ مقدمہ احقر نے لکھ کر تیار کیا تھا۔ اور خیال تھا کہ اسرار المحبۃ کی طباعت کے بعد مولوی ڈاکٹر محمد شفیع صاحب کے پاس کتاب کا نسخہ بھیج دیا جائیگا جیساکہ اس سے قبل "مجموعۂ رسائل" اور "تفسیر آیت النور" جب ان کے پاس ہم نے بھیجے تھے تو موصوف نے نہایت ہی پسندیدگی کا اظہار کیا تھا اور ایک مکتوب میں انہوں نے شاہ رفیع الدین ؒ کی کتابوں کی اشاعت پر بہت زیادہ تحسین و آفرین فرمائی تھی۔ خیال تھا کہ اسرار المحبۃ کے طبع ہو جانے پر موصوف کو بہت زیادہ خوشی ہوگی کیونکہ وہ خود بھی اس کتاب سے بہت زیادہ دلچسپی رکھتے تھے اور اس کا اظہار انہوں نے ایک مکتوب میں کیا تھا۔ مگر افسوس کہ ۱۴ مارچ ۱۹۶۳ء کی شب ڈاکٹر صاحب موصوف پر کوس رحلت بج گیا۔ اور وہ اس عالم آب و گل سے کوچ فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ موت سے کسے مفر ہے۔ ؎

انا الموت الذی آتی علیکم

فلیس لهارب منّی نجاء (جریر)

ہم حضرت مولانا محمد ابو الخیر صاحب اسدی مدظلہ (مخدوم رشید ملتان) کے بھی شکر گذار ہیں، جنہوں نے ہماری خواہش اور طلب پر "جلاء العینین" سے قصیدہ عینیہ نقل کر کے ارسال فرمایا جزاہ

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

اللہ خیر الجزاء

حضرت مولانا عبدالقیوم صاحب مدرس مدرسہ نصرۃ العلوم نے کتاب کی تصحیح میں تعاون فرما کر ہمیں ممنون احسان بنایا اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ فاضل نوجوان عزیز مولوی عزیز الرحمٰن صاحب (فاضل مدرسہ نصرۃ العلوم) کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری ہے کیونکہ انہوں نے کتاب کے مسودات نقل کر کے ہمارے کام میں تعاون کیا اور ہمارے بوجھ کو ہلکا کیا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ مولوی عبدالعزیز صاحب (فاضل دارالعلوم دیوبند، ناظم مدرسہ نصرۃ العلوم و ناظم شعبہ نشر و اشاعت) کا بھی ہم بہت بہت شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے اس کتاب کی کتابت کا بیڑا اٹھایا اور حسن سعی سے اس کی کتابت کی۔

آخر میں ہم ان تمام حضرات کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت میں کسی بھی قسم کا تعاون فرمایا ہے اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کو اپنے کرم بے پایاں سے نوازے۔

جو حضرات اس کتاب سے فائدہ اٹھائیں تو اس عاجز مصحح کے لئے بھی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان اکابر کے طفیل ان کی جماعت کے ساتھ ہی وابستہ رکھے اور ان کے علوم و فیوض سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور خاتمہ بالخیر کرے۔ آمین

حضرت شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کے حالات :۔

ابجد العلوم، الیانع الجنی۔ نزہۃ الخواطر اور حدائق الحنفیہ کے علاوہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حالات ان کی تصنیفات اور علمی خدمات پر لائیڈن انسائیکلو پیڈیا آف اسلام (طبع اول) میں ایک مفصل مقالہ ڈاکٹر مولوی محمد شفیع صاحب نے سپرد قلم کیا ہے اس میں حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کا ذکر ہے۔

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

شاہ رفیع الدین رح کی ولادت ۱۱۶۳ھ میں ہوئی ہے اور وفات ستر سال کی عمر میں ۱۲۳۳ھ میں ہوئی ہے۔ جیسا کہ بشیر الدین احمد صاحب نے "واقعات دہلی" مطبوعہ ۱۹۱۸ء ج ۲ ص ۸۸ میں لکھا ہے حقیقت یہ ہے کہ علوم ولی اللہی کی نشر و اشاعت اور تفہیم و تسہیل میں حضرت شاہ عبد العزیز رح کے ساتھ ساتھ شاہ رفیع الدین رح نے بہت زیادہ حصہ لیا ہے یہی وجہ ہے کہ جب شاہ عبد العزیز رح کی حیات میں شاہ رفیع الدین رح کی وفات ہو گئی تو شاہ عبد العزیز رح اس سے بہت متاثر ہوئے، چنانچہ شاہ عبد العزیز رح کے ملفوظات جمع کرنے والے نے شاہ رفیع الدین رح کے جنازہ کی کیفیت اس طرح بیان کی ہے کہ "جب شاہ رفیع الدین رح کو لوگ دفن کر کے فارغ ہوئے تو اس وقت حضرت شاہ عبد العزیز رح نے ایک خاص کیفیت کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ "مرا چار رشتہ بود یکے برادر حقیقی، دوم قبلہ گاہی (حضرت شاہ ولی اللہ رح) مرا بہ تقریبے دادند کہ فرزند تست، سیوم شیر دا بہ من نوشیدہ، چہارم شاگرد" نیز جامع ملفوظات نے لکھا ہے کہ شاہ عبد العزیز رح باوجود نابینا ہونے کے ان کی چارپائی اٹھانے کی کوشش، اور انتہائی ضبط کی کوشش کے باوجود، بار بار بلبلا اٹھنا اور فرمانا کہ "چہ گویم من طاقتے ندارم" (تذکرہ شاہ ولی اللہ رح از مولانا مناظر حسن گیلانی رح)

تصحیح :-

ہم سے جہاں تک ہو سکا "مجلس علمی کراچی" اور ڈاکٹر مولوی محمد شفیع صاحب کے ذاتی نسخہ کو سامنے رکھ کر دونوں کا تقابل کیا۔ اور بعض مقامات پر اپنی دانست کے مطابق بھی بعض اغلاط کی درستگی اور تصحیح کر دی۔ اور اس کے علاوہ ان دونوں مذکورہ بالا نسخوں (مجلس علمی والا نسخہ اور ڈاکٹر مولوی محمد شفیع صاحب والا نسخہ) کا تفاوت بھی جا بجا حاشیہ میں ظاہر کر دیا ہے، اور بعض مقام پھر بھی رہ گئے ہیں جن کی تصحیح کما حقہ نہیں ہو سکی۔ ہم اہل علم سے درخواست کرینگے کہ وہ اس طرف

توجہ مبذول فرمائیں۔ اور جو مقامات ہماری تصحیح سے رہ گئے ہیں ان کی تصحیح فرمائیں اور ہمیں بھی اطلاع دیکر شکریہ کا موقعہ دیں۔

قلمی کتابوں کی تصحیح ایک نہایت ہی مشکل اور دشوار سا معاملہ ہے اور اس سلسلہ میں ہمیں اپنی علمی بے بضاعتی کا بھی پورا احساس اور اعتراف ہے۔ اہلِ علم اس کی تلافی کر سکتے ہیں، واللہ المیسر والموفق۔

رموز :۔

کتاب کے حاشیہ میں جہاں "ش" اس سے مراد "اسرار المحبۃ" کا وہ قلمی نسخہ ہے جو ڈاکٹر مولوی محمد شفیع صاحب ڈائرکٹر آف انسائیکلو پیڈیا آف اسلام پنجاب یونیورسٹی لاہور (سابق پرنسپل اورنٹیل کالج لاہور) کی ملکیت میں اور ان کی ذاتی لائبریری میں موجود ہے۔ اور جہاں حاشیہ میں "مولانا اعظمی" ہوگا اس سے مراد سید الفقہاء، تاج العلماء، رئیس المحدثین، و شیخ الحدیث حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی دامت برکاتہم (فاضل دار العلوم دیوبند و مہتمم و شیخ الحدیث مدرسہ مفتاح العلوم مئو اعظم گڑھ یوپی - انڈیا) کی ذات گرامی ہوگی۔

عبد الحمید سواتی

خادم مدرسہ نصرۃ العلوم نزد گھنٹہ گھر شہر گوجرانوالہ

(پاکستان)

شوال ۱۳۸۲ھ

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ بکمال المحبۃ، والصلوۃ علی حبیبہ محمد احب الاحبۃ، وعلی آلہ ومن صحبہ وتبعہ واحبہ،

اما بعد، فیقول العبد المسکین محمد رفیع الدین، الحقہ اللہ بسلفہ الصالحین ان المحبۃ وصف شریف، و حال لطیف، فہی بنفسہا لذیذۃ فی الوجدان غایۃ اللذۃ، وہی ناشئۃ عن کمال باہر فی المحبوب، وکاشفۃ عن اندماج سر قاہر من ذلک الکمال فی المحب، ومنبئۃ عن بلوغ معرفتہ الی ذلک الکمال من حیث ہو کمال، وہی اذا وافقت محلہا ووقعت علی اہلہا سبب[1] لعدۃ مراتب اقترابیۃ، ولصفاء فکرۃ وجودۃ رویۃ، ولتہذیب کثیر من الاخلاق الفاضلۃ، ولمباشرۃ جمیع من الاعمال الصالحۃ، و لوثاقۃ جملۃ من الروابط النافعۃ فی الدنیا والآخرۃ، واذا صادفت غیر محلہا ووقعت علی غیر اہلہا، فہی مدخل جم من الفتن الدینیۃ والدنیویۃ، حتی ورد التحذیر عنہ، بان "المرء علی دین خلیلہ فلینظر احدکم من یخالل[2]"، وہی شرط لکسب کل کمال، وہی وسیلۃ للترقی الی مقامات الفناء والبقاء، والمملکۃ الکبیرۃ فی دار الجزاء، والمناصب الدنیویۃ ذات العز والاعتلاء، وقد اعتنی بالبحث عنہا مع استیلائہا علی الناس قاطبتہم فرق منہم اربع -

اولہم ارباب الشرائع فقد وقع فی الانجیل ان الیہود امتحنوا روح اللہ علیہ السلام بان ای احکام التوراۃ اعظم فقال ان تحب اللہ بکل قلبک وان تحب لاخیک ما تحب لنفسک، وقد تواتر عن حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بیان شعبہا وفوائدہا واحکامہا ما لا یبلغہ الاحصاء والاستیفاء -

---

(۱) فی "ش" فہی سبب ۱۲ سواتی

(۲) رواہ احمد من حدیث ابی ہریرۃ والترمذی وابوداؤد والبیہقی فی شعب الایمان - وقال الترمذی ہذا حدیث حسن غریب، وقال النووی اسنادہ صحیح - مشکوٰۃ ج ۲ ص ۴۲۷ ۱۲ سواتی

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

وثانیہم اصحاب التصوف فقد روی عن اکابر الصوفیۃ سلفاً وخلفاً رموز منہا دقیقۃ ومعاملۃ فیہا وقیعۃ[1] وافرد لاحکامہا فوائح الجمال للشیخ احمد الغزالیؒ واللمعات للشیخ فخر الدین العراقیؒ وفی المثنوی الجلالی منہا بحار وامواج وفی شرح الخمریۃ للسید علی الہمدانیؒ والمولیٰ الجامیؒ تفصیل واسفار وفی احیاء العلوم واٰخر عین العلم منہا باب وفی الفتوحات للمحبۃ والخلۃ والاخوۃ ابواب وفی العوارف للمحبۃ باب وغیر ذلک مما لا یرجی عدہ وحدہ

وثالثہم الحکماء فقد افرد ابو علی بن سینا رسالۃ فی العشق وبسط فیہ الکلام الصدر الشیرازی فی الاسفار الی غیر ذلک وما عدوا من الامراض الدماغیۃ السوداویۃ الا المراتب الغالیۃ من بعض اقسامہ الردیۃ ورابعہم الشعراء عربہم وعجمہم وہنودہم نشروا اسرارہا ونظموا حکایاتہا وانی کنت قدیما اذکر بین اصدقائی منہا ابحاثا شریفۃ غیر مضبوطۃ ونکات منیفۃ غیر محفوظۃ الی ان اتفق فی السنۃ الرابعۃ عشر من المائۃ الثالثۃ عشر ۱۳۱۴ تقریب حرکنی الی استنباط لبابہا والخوض فی عبابہا ووافق ذلک منی حالا تنازع[2] فیہ آرائی وتجاذب[3] فیہ عزائمی وحینا لا تیسر لی مراجعۃ محفوظ ولا مطالعۃ کتاب فتارۃ امیل الی بسط واطناب وتارۃ الی قصر وایجاز فشرعت فی کتابتہ وتالیفہ حتی انتظم بفضل اللہ سبحانہ فی تلک الحالۃ من نکاتہا وابحاثہا ما شاء اللہ علی ضبط وترتیب لم اسبق الی مثالہ وما اطلعت علی من سلک علی منوالہ فاردت بثہا فی اہل ودادی وتذکیرہم بطارفی وتلادی وقد بقی فی النفس امور لم تیسر فی الحالۃ الراہنۃ رسمہا ولا تمہد[4] ما ینسج علیہ رقمہا ثم اتفق لی الحاق امور معہا حسنت توزیعہا علی ثلثۃ اجزاء فاقول

---

(۱) فی "ش" رقیقۃ ۱۲

(۲) فی "ش" تتنازع ۱۲

(۳) فی "ش" تتجاذب ۱۲

(۴) فی "ش" ولا تمہد ۱۲

تحصیل

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

أورد فيه حقيقة المحبة واقسامها من محبة إلهية وبشرية وجامعة، و
محبة من الله ومحبة مع الله، ومحبة طبعية وعرضية وتشريح المحبة الذاتية والاسمائية
واصول المحبة وشعبها وفروعها وفيضان المحبة على النفوس وكيفية ظهور المحبة وغايتها و
مراتب قوتها وضعفها ومسارعة المحبة مع العقل وكيفية بقائها وحقوقها وتمامها ونقصها والتباسها
واحكامها ثم كشف عن حل المسائل الغامضة وتشريحات مستفيضة عن دقائق احوال المحبة
وتطوراتها المتنوعة بعبارات رشيقة ومعاني لطيفة وايضاح آثارها وثمراتها والمواجيد القيمة
ثم كشف عن باعث الاتحاد وحدوث المحبة وابان اصول المناسبات ومبادي المحبة ووجوهها
في حال الوصل والهجران من الانس والغرام والحب والايثار والفداء والهوى والدهش، و
الضعف والوداد والشوق والصبابة والولع والوله والهيمان والكآبة والاستغراق والوجد والعشق
ثم ذكر انفعالات عجيبة وحالات غريبة ووجوه الجمال واسباب تفاوته في الرجال والنساء وغيرها
من ابحاث شريفة ونكات طريفة من غرائب انعطافات المحبة ما يدهش العقول ويبهر الالباب
ثم اوضح ان الانسان اجمع الموجودات للقوى قاطبة سواء كانت فلكية او عنصرية معدنية
او نباتية حيوانية او ملكية، وبين تفاوت درجات القوى وتشتت اغراض المحبة وتفرق
الوانها بعلو الاغراض وخستها واعتدالها وغلوها وتفاوت مدارك العامة والخاصة في المحبة واظهر
مطلب القرب والمعية وحل المعاني لاحاديث المعية وتفاوت نفوس الكاملين في الفنائية والتفريق بين
الحب في الله والتحاب في الله وبيان المحبة مع الاحياء والاموات ونتائجها المثمرة ذكر مباحث دقيقة
بشهادة الكتاب والسنة لان النصوص مشتملة عليها والآيات دالة عليها والاحاديث شارحة لها
وكل موجود منغمس في بحار المحبة والمشاهدة امر قاطع وما القلوب الا مرائي المحبة ولا الرقاب
الخاضعة خانعة تحت نير المحبة وكل عبيد لسلطان الغرام وما من احد الا وهو نزاع الى عطف و
حنان وكل على ارتياد نجعتها وورود شرعتها۔

فبالجملة فهذا كتاب جديد في ابحاثه، فذ في بابه، ثابت في حقائقه، وقلما وفق عالم محقق او
كاتب بارع سوى المصنف لتشريح ابواب المحبة واحوالها على هذا النهج وتفسير اقسامها وتبيين حقائقها
وتحقيق مواردها واظهار فرق بين درجاتها وكيفيتها العجيبة، واثبت ان الحب مستول على
جميع طبقات الموجودات وتغلغل الانسان في المحبة ابعد متغلغل، وانهماكه فيها الى اقصى الغايات مشاهد ولا ينكر
المحبة الا من انكر الجمال بأسره ؎ ايها المنكر الغرام علينا حسبك الله قد جهلت الجمالا - (رشوقي)
(سواني)

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

الذی نعتقدہ ونجزم بہ انہ لاریب ان المحبۃ سر قدسی غیبی وشان عظیم الہی کلما یقال فی الابناء عن شانہ واستیفاء لبیانہ فھو عن حقیقتھا قاصر وسعۃ سباسبھا بسبیل المدارک[1] حاصر وہی کسائر الصفات الالٰہیۃ من العلم والحیوٰۃ والقدرۃ مستوعبۃ الظھور للمظاہر بجملتھا وساریۃ ینبوعھا[2] فی الاکوان برمتھا وکیف لا وظھور العالم انما ہو باقتضائھا کما ورد "فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق لاعرف"

ثم تعدد آثار الرحمۃ الرحمانیۃ العامۃ المشار الیھا بقولہ "ورحمتی وسعت کل شیٔ"

والرحمۃ الرحیمیۃ الحاصلۃ المنبۃ علیھا بقولہ واللہ یختص برحمتہ من یشآء من انشعاب[3] فان الرحمۃ انما ہی نوع من المحبۃ ثم انتظام النشأتین انما ہو بانبساطھا وشیوعھا کما ورد "ان للہ مائۃ رحمۃ انزل منھا رحمۃ واحدۃ بھا یتراحم الخلق بینھم وبھا یتعاطف الوحش علی اولادہا وامسک عندہ تسعۃ وتسعین رحمۃ فاذا کان یوم القیامۃ اکملھا بھذہ الرحمۃ ورحم بھا اہل الجنۃ"

ثم المنصب الخاص بنبینا صلی اللہ علیہ وسلم المسمّٰی بالمحبوبیۃ انما ہو لاجلھا کما قلت بالفارسیۃ

در ازل ذات حق بری ز عیوب — بود مر ذات خویش را محبوب

حب مستوعب از جمیع جہات — متعلق بذات ہم بصفات

چونکہ عالم ازو ظہور نمود — ہر صفت را دراں ظہورے بود

ظل آں حب اقدس اعلیٰ — ذات او بودہ است بے ہمتا

زیں سبب گشت ذات او جامع — جملہ اوصاف حق درو لامع

---

(۱) فی "ش" بسبیل ۱۲

(۲) فی "ش" بتنوعھا ۱۲

(۳) فی "ش" من انشعابھا وکذا صححہ مولانا حبیب الرحمٰن الاعظمی دامت برکاتہم ۱۲۔ سواتی

شد مسلم بدو ہمہ خوبی ٔ خلعت وتاج وتخت محبوبی

والنبوة علی اطلافہا صنف منہا کما ورد "اٰتَانِی رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِہٖ" "اٰتَیْنَاہُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنَاہُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا" "وَاٰتَیْنَاہُ رَحْمَةً وَّعِلْمًا"

والولایة ایضا نوع منہا کما ورد فی امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ "لاعطین الرایة غداً رجلا یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ" وفی عموم الصحابة "فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّہُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ"

والایمان الذی ہو اصل الفضائل شدتہا کما ورد "وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ" "ولا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین" والفوز بالنجاة ونیل الدرجات بہا کما ورد فی امیر المؤمنین ابی بکر رضی اللہ عنہ عند معارضتہ خطیبا بلیغا "اعطاک اللہ الرضوان الاکبر قیل ما الرضوان الاکبر یا رسول اللہ قال ان اللہ تعالیٰ یتجلی للناس یوم القیامة عامة ویتجلی لابی بکر خاصة" وورد "المرء مع من احب" واہم مراتب التوحید التوحید فیہا کما ورد "اِنْ کَانَ اٰبَآؤُکُمْ وَاَبْنَآؤُکُمْ الی ان قال اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَجِہَادٍ فِیْ سَبِیْلِہٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰہُ بِاَمْرِہٖ" وشرع جملة من الاحکام لانشائہا وابقائہا کما ورد "لاتدخلوا الجنة حتی تؤمنوا ولا تؤمنوا حتی تحابوا الا ادلکم علی شیٔ اذا فعلتم تحاببتم تہادوا وتحابوا افشوا السلام بینکم" وبالجملة فاکثر اللذات والابتہاجات واکثر الہیمانات والاحتراقات بہا کما قیل شعر

گر عشق نبودے وغم عشق نبودے چندیں سخن نغز کہ گفتے کہ شنیدے

وقد تفطن قوم من الاذکیاء بحصولہا بین الممکن والواجب وبین العرض والجوہر وبین الہیولیٰ وصورہا، وبین النفس والبدن، وبین ارباب الانواع وبین الملائکة، وفی خواص الثوابت ونظرات السیارات، وفی احکام البروج والدرجات، ولبعض العناصر مع المرکز، ولبعضہا مع المحیط وفی خصائص الآثار العلویة والمعادن والنباتات، ویوجد فی الاعداد والاشکال لمعان منہا شواہد و

هي في طائفة من الحيوانات والانس والجن شائعة معروفة، ولهذا النوع المتعارف منها حيطة عظيمة انتسابا وورودا فيرتبط بالعدم لمكروه استمرارا ولحوقا وبالمعدوم تمنيا وتحصيلا، وبالموجود تعلقا وتحققا فيولد المحبوب كما يتولد منه فمن التعلق ان يكون له وعنده في حكمه وتصرفه او في مثال[1] سمعه وبصره او في استعماله ومباشرته على اختلاف جهات الاستعمال كالمسكن والمركب والملبس والخدم والنساء و آلات الحرب والرصد والغناء والحرف واللعب والدرس وغيرها وان يكون له في قلب غيره كالجاه و الاطاعة وحسن الظن وحسن الثناء ودوام الذكر ووفور الشفقة والعناية ونحوها وان يكون منه مباشرة و توليدا كالاولاد وبدائع التصنيفات وغرائب الصنائع والنكات المستخرجة ومن التحقق ان يكون في بدنه كالغذاء الصالح والدواء النافع والصحة والقوة والزينة او في نفسه كلذات الحواس الظاهرة والباطنة و الاخلاق الشريفة والملكات الفاضلة والعلوم الحقة والمناصب العالية وكما يحصل من المحبوبات الغائبة بعد[2] نوع من الفناء والبقاء فيتسبب على احد هذه الوجوه بالقديم والحادث والاعيان والمعاني والمشهود والمعقول والجزئي والكلي فيتوزع آثارها في موادها من الاعضاء وحركاتها ومن الحواس وشعبها و من القوة العقلية وملكاتها في السياسات والصناعات ومن القوة الملكية وانوارها في اللطائف والكرامات على تنوع وتصنف يضيق عنها المقام

واسبابها جملة الاختصاص والمماثلة، واعتقاد الكمال واللذة تمتعا تذكرا او توقعا وايضا برفع حاجته، او فضول ونباهته وايضا من اجل حسن او غرابة او اعتياد او حكاية او نحوها والتوسل الى غيره من المحبوبات ومحبة المحبوب له وبالجملة فما تعلق منها بالاعيان الشاعرة وان كانت لها اقسام فنعتني ههنا منها بثلثة محبة الٰهية ومحبة البشرية ومحبة جامعة فللاولى شعبتان محبة من

---

(١) ليس في "ش" لفظ مثال - وكتب مولانا الاعظمي مثال ؟ او متناول ؟ بالشك ١٢ سوتى

(٢) بعض كذا صححه مولانا الاعظمي ١٢ -

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

الله ومحبة مع الله وللثانية شعبتان محبة طبعية ومحبة عرضية وللثالثة شعبة ملتئمة منهما وهي محبة بينها
بينهم لله ونتكلم في الشعب الخمس۔

اما الشعبة الاولى :۔

فمن اصولها ان من المتحقق عند ارباب التحقيق ان لله تعالى كمالا ذاتيا وكمالا اسمائيا ولكل مرتبة محبة
اما المحبة الذاتية فهي اقتضاء الذات ظهور كمالات نفسها بكل شان لسعة(١) الدائرة الامكانية فهذه
المحبة شاملة لكل شئ في كل حال وحاصلة لاصحاب الجحيم في عين عذابهم وآلامهم وليس لهم بها نفع ولا
شرف اذ ليس فيه تكميل لهم بكمالاتهم بل ابراز كمالاته في مرائيهم۔

واما المحبة الاسمائية فلكل اسم صفتان محبة مع ظله ومحبة مع مرآته وجزئيات الاسماء غير محصورة
ولكن من كلياتها حضرة الالوهية وما كان منها فقط فاثرها اما التعرف والجذب ورفع الحجب فيتسنه
المحبوب البتة بالضرورة الوجدانية واما الاقامة على خصلة من خصائل المقربين كالانقياد التام ظاهرا و
باطنا لامر الله والتسليم كذلك لقضاء الله والتواضع المفرط بين يدي الله والشفقة البالغة على خلق الله
مع تنويه ذكره في الملكوت بذلك وشدة الرضا منه لذلك ففي هذا النوع ربما لا يعرف المحبوب محبوبيته
والولي ولايته وكان الحظ لاكثر عوام الصحابة والتابعين والعلماء والمتقين والملوك العادلين والشهداء
المخلصين ولطوائف من المؤمنين الراسخين من هذا النوع وسلطنة هذه المحبة وثمرتها في الآخرة وليس لها
وجوب الظهور في الدنيا فمنها ما لا تظهر في الناس وما تظهر فيهم ولا تصحب الاذلال و بلاء كما وقع لبعض الانبياء
والاولياء من ايدي الكفار واهل الانكار ومنها ما ظهرت فاجدت نكدا وهم في جميع ذلك في عين البهجة و
التلذذ والافتخار ومن كلياتها حضرة الربوبية وما كان منها اي انضم حكمها فيها ففيها تصلح الدنيا والآخرة ويقع
القبول في الخلق والنصر على الاعداء والتفضيل على الناس وتسخيرهم وفيها ورد " اذا احب الله عبدا نادى

(١) تسعه ؟ صححه مولانا الاعظمي ١٢

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وہابی مولوی نے کیا ہے۔ کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

جبرئیل انی احب فلانا فاحبہ فیحبہ جبرئیل ثم ینادی جبرئیل فی السماء ان اللہ یحب فلانا فاحبوہ فیحبہ اہل السماء ثم یوضع لہ القبول فی الارض"

ومن اصولہا ان مثل تربیۃ اللہ تعالیٰ للنفوس من بدء من نزولہا من عالم الاعیان الثابتۃ و مرورہا فی منازل الارواح والمثال والشہادۃ والبرزخ والحشر الی اقامتہا فی دار الخلد ووقوع النظرۃ الحبیۃ الالٰہیۃ علیہا یشبہ[1] تربیۃ الزارع لحرثہ من بدء القاء البذر والسقی وقلع النوابت والحصاد و الدیاس والتنقیۃ من العصف وامثال ذلک فانہا یکون علی نہج واحد ولکن المطلوب الاصلی من البعض اوراقہا او زہرہا ومن البعض حبہا او ثمرہا ومن البعض خشبہا او لیفہا ومن البعض بذرہا او نواہا ومن البعض ما یتخلص من البذر والنوی بعد عمل فکذلک موقع النظرۃ الحبیۃ الالٰہیۃ ربما کان نفس التعین الروحی او النفسی او النسمی او لطیفۃ من اللطائف او قوۃ من القوی او خلق من الاخلاق او عمل من الاعمال او قول من الاقوال او ہیئۃ جمیلۃ منتزعۃ من الاحوال والاعمال او صورۃ تتخلص منہا فی البرزخ او المحشر مثلا فما کان معتمدا[2] نظرۃ الالٰہیۃ احد التعینات تسمی محبۃ ذاتیۃ وما کان من الاخلاق والاحوال تسمی محبۃ صفاتیۃ وما کان من الاقوال والاعمال تسمی محبۃ افعالیۃ وما کان جملۃ منہا تسمی محبۃ کاملۃ فاذا احب اللہ عبدا لم یضرہ ذنب ای اذا تعلقت بہ المحبۃ ووقعت علیہ فیرزق بواسطتہا عفو السیئات بانحاء المغفرۃ وقبول الحسنات بانواع التضعیف ورفع الدرجات الی ما شاء اللہ لذلک الامر المحبوب وتبلیج[3] لکنون ہذا الاصل بالاطلاع علی امرین احدہما ان تربیۃ اللہ سبحانہ لعبادہ علی نحوین تربیۃ ایجاد وامداد وورد فیہما "کُلًّا نُّمِدُّ ہٰٓؤُلَآءِ وَہٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّکَ" قُلْ

(۱) خبران ۱۲ سواتی

(۲) معتمد النظرۃ کذا صححہ مولانا الاعظمی ۱۲

(۳) ای یظہر سر ہذا الاصل ۱۲ سواتی

مَنْ كَانَ فِي الضَّلٰلَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا" فہی نعم السعداء والاشقیاء فلا تعد من نتائج المحبۃ معہم لاعیانہم وہی التی یکون علی نہج واحد وتربیۃ ارشاد وارفاد وورد فیہا صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ" اَلَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ" وتختص بالسعداء فہی ثمرۃ المحبۃ واثرہا ولہا فروع غیر محصورۃ بحسب استعدادات الاشخاص وسوانحہم وہی معاملات شریفۃ تستوفی اصولہا للکاملین ویکتفی ببعضہا لغیرہم وتختلف جمیعا کما وکیفا وترتقی بمرور الاوقات من حد الی حد بینہما کما بین السماء والارض

فراسہا الاجتباء وہو جذب القلب الی نفسہ بالانشراح لذکرہ والاطمینان فی حضورہ والرغبۃ الی طاعتہ والتلذذ بالانتساب الیہ وایثارہ علی ما عداہ وینتہی الی کیفیات تملاء الباطن وتلزمہ من عشق مقلق ودہش مغرق وسکون فی رضاء واضمحلال فی التجاء وبہجۃ بالوجدان وتوسع لشہود السریان وامثالہا

ثم الہدایۃ وہو تعریفہم بنفسہ علی ما ہو علیہ من الصفات والاخلاق والافعال فی حضراتہ العینیۃ التی بہا نظام الوجود وبما یحصل بہ رضائہ وقربہ فی کل حین وینتہی الی درجۃ العلماء الراسخین والاطباء الروحانیین۔

ثم التوفیق وہو صرف ہمتہم الی مرضیاتہ وتمکینہم منہا بجمع الاسباب ورفع الموانع وتیسیر الاتیان بہا علی وجہہا بحفظ اوانہا واصلاح النیات فیہا سواء کانت مشروعۃ عامۃ او محمودۃ فی حقہ خاصۃ کمناجاۃ برخ؟ وینتہی الی حفظ الانفاس وعزائب المجاہدات۔

ثم الامتحان وہو تسلیط المکروہات الطبعیۃ علیہم من الفقر والمرض والذل والاعداء واللماز ونقص الاموال والانفس لتمحیص قلوبہم والکسر الشدید لنفوسہم واثبات استحقاقہم لمزید المحبۃ ورفع الدرجات وتوطین اقدامہم فی عوالی المقامات وینتہی الی ما یترتب علیہ حکمتہ فی علم اللہ تعالےٰ۔

ثم العصمۃ وہو کفہم عن المساخط والمکارہ وحفظہم عما یسول النفس والشیطان من المکائد بتشجیع

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

التقلب علی المصائب وتنفیرہ عن[1] المعائب والتبعیۃ عن مظانہا والحیلولۃ[2] بینہم وبین وسائلہا والتنبیہ و الزجر عند المیل الیہا ولیست ہی بالتی تختص بمفترض الطاعۃ فانہا امتناع صدور الخطاء الاجتہادی و الذنب امتناعاً شرعیا لاستلزامہ ایجاب الممنوعات او اباحتہا[3] وہذہ عدم صدورہا علی وجہ بعید عن حضرتہ وینتہی فی الورع الی ما یحق لہ الاقتدار بقولہ وفعلہ۔

ثم التجاوز وہو محو آثار التقصیرات والجنایات عنہم ولا بد منہا رعایۃ لجمعیۃ الصورۃ البشریۃ و ایفاء لحقوق الصفات المقتضیۃ لوقوعہا فلا یحرم مواعن فیوضہا وبرکاتہا کما ورد "لو لم تذنبوا لذہب اللہ بکم ولجاء بقوم یذنبون فیستغفرون اللہ فیغفر لہم" وامتنانا بالعفو علیہم وطرداً للعجب عن بواطنہم وجلباً للحیاء والخوف منہ سبحانہ الیہم وہو اما بعدم المبالاۃ لہا[4] مطلقاً او بازالتہا بمکفراتہا او بمجرد استغفار او مع ندم واعتراف او مع مقاساۃ تعب واحزان او بذوق تبعۃ ومواخذۃ قلیلۃ وایضا اما بحبس الانتقام[5] فقط فتوبۃ قاصرۃ او بالعود الی الاختصاص السابق فتوبۃ کاملۃ وینتہی الی مثل "اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم"

ثم التثبیت وہو ادامۃ[6] العصمۃ والتجاوز بارادۃ عدم الرد المطلق او عن درجۃ الخصوص والقربۃ و ینتہی بالتوثیق بحسن الخاتمۃ والمنزلۃ الفاضلۃ۔

ثم التقریب وہو رفع الحجب عن قلبہ وبصیرتہ والتشریف ببوارقہ وشوارقہ والاستخدام علی بینۃ وبصیرۃ فما[7] ہو من مقاصد الحق ومراداتہ وراء مقاصدہ ومہماتہ وینتہی بتجلی الذات والجاریۃ للحضرۃ الربانیۃ

---

(۱) فی "ش" من ۱۲

(۲) فی "ش" والحیلولۃ ۱۲

(۳) فی "ش" او باجتہاد ہذہ ۱۲

(۴) فی "ش" بہا ۱۲

(۵) فی "ش" الانتظام ۱۲

(۶) فی "ش" ادامۃ ۱۲

(۷) فی "ش" فیما ۱۲

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

۹ ثم الاخلاص وہو محق الظلمات الجسمانیۃ عنہم باثبات الانوار السبحانیۃ فیہم والتبدیل[1] بکینونتہ لاکوانہم وینتہی بالکمال المطلق

۱۰ ثم التکریم وہو توفیر[2] آثارہا وتوفیۃ ثمراتہا من المکاشفات القدسیۃ البہیۃ[3] والتصرفات الخارقۃ[4] السنیۃ وتاثیر القول والہمۃ ودوام استجابۃ[5] الادعیۃ والاقامۃ لاصلاح البریۃ وینتہی بعد النبوۃ والرسالۃ بالمناصب الشامخۃ من القطبیۃ المداریۃ والارشادیۃ والخلافۃ النبویۃ وغیرہا۔

۱۱ ثم التفضیل وہو تخصیص من شاء منہم بشیٔ من المزایا الفائقۃ وان ادنی[6] الاکمل منہ الافضل منہا کالامامۃ والخلۃ والتکلیم[7] والعصا وحباء[8] الشہادۃ والانۃ الحدید ومنطق الطیر وتسخیر الریح والآیات البینۃ ودوام المصاحبۃ روح القدس ورفع الدرجات بالختم فی الدنیا والسبق فی الآخرۃ والمحبوبیۃ والشفاعۃ الکبریٰ والوسیلۃ وامثال ذلک، وہی کما تکون للانبیاء تکون لکمل الاولیاء۔

۱۲ ثم الشکر لہم بحسن الثناء علیہم ونشر المبشرات بفضلہم من صوادق المنامات وشہادۃ العجم والجمادات۔ فی عہدہم ومن بعدہم ونصرہم واشاعۃ فیضہم وحسن التولیۃ والحمایۃ لاعقابہم واتباعہم انہ غفور شکور، ہذا ولا ینبغی ان یغفل عن ان وضع ہذہ الاسامی وہذا الترتیب انما ہو بضرب من الاصطلاح والتناسب من غیر ان ینفی لہا محامل اخر فی الموارد الشرعیۃ او اختلاف[9] وقوع فی الحوادث الخلقیۃ فانہ واسع حکیم۔

---

(۱) لیس لفظۃ والتبدیل فی "ش" ۱۲

(۲) فی "ش" توقیر ۱۲

(۳) فی "ش" الالہیۃ ۱۲

(۴) فی "ش" الخارقیۃ ۱۲

(۵) فی "ش" دوام استجابۃ ۱۲

(۶) فی "ش" ادنی ۱۲

(۷) فی "ش" التکلم ۱۲

(۸) فی "ش" وحباء ۱۲

(۹) فی "ش" او اختلاف وقوع فی الخلقۃ فانہ واسع حکیم ۱۲

وثانیتھما ان المحبۃ اللہ سبحانہ مع عبادہ ورضائہ عنہم وقبولہ لہم بل لاضدادہا ایضا بحسب النظر والاعتبار درجات اربع۔

اولہا فی سابق العلم حین قدر اعیانہم وحکم بسعادتہم وشقاوتہم والزمہم اعمالا مختلفۃ فی مدۃ اعمارہم وتقضی بالصلاح والفساد علی خواتیمہم وسرہا انفساح شیونہ الذاتیۃ وانفسار(۱) المصلحۃ الکلیۃ فی صقع الربوبیۃ المسمی بالعنایۃ الازلیۃ۔

وآخرہا بعد دخول الجنۃ بقرون متطاولۃ حیث یقول الرب تبارک وتعالیٰ "یا اہل الجنۃ بقیت من امانیکم شیٔ فیقولون لا یا ربنا وقد اعطیتنا مالم تعط احدا من خلقک فیقول بلی ان لکم عندی کرامۃ انعم بہا علیکم احل علیکم رضوانی فلا اسخط بعدہ ابدا فیجدون منہا لذۃ لم یجدوا مثلہا من نعم قط" و فیہا ورد " وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکْبَرُ " وسرہا اتصال النفوس فی ترقیہا باشعۃ اصل الرضوان المستقر فی جوہر الذات فی حضرۃ الربوبیۃ من غیر استتار بمظانہ واکتناف بآثارہ وسریان فیضہ فیہم بدون احتجاب بظلالہ وحیلولۃ مظاہرہ ولا بحث ہٰہنا عن ہاتین الدرجتین کما اشرنا الیہ فی صدر الکلام و لکن بینہما درجتان عامۃ صوریۃ مطلقۃ ورد فیہا "لَا یَرْضٰی لِعِبَادِہِ الْکُفْرَ" "وَاِنْ تَشْکُرُوْا یَرْضَہُ لَکُمْ" "اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا" ونظائرہا وخاصۃ حقیقیۃ منجزۃ ورد فیہا "وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُھٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ" "لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ" بیان للاولیٰ ان کل حسنۃ وہی(۲) محبوبۃ مرضیۃ لہ تعالیٰ ومن ثم لا یؤاخذ بہا احدا اثاب(۳) علیہا اولم یثب کما ان کل سیئۃ مکروہۃ عندہ تعالیٰ لا یرحم لفعلہا احدا عاقب علیہا اولم یعاقب فمن وفق لشیٔ من الحسنات فقد استحق منہ سبحانہ للاحسان وتعرض للرحمۃ والرضوان

(۱) فی "ش" انفسار ۱۲

(۲) فی "ش" کل حسنۃ ھی محبوبۃ ۱۲

(۳) فی "ش" اثاب علیہا بشرط صحۃ الایمان ولم یثب لشرط وقوع الخواتیم ۱۲

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

واستعد لنعیم الآخرة ودخول الجنان ولکن بشرط الختم علی الایمان والخروج عن عهدة ما ارتکب من العصیان و

بیان الثانیة ان بعد الایمان فی الاعمال الصالحة ما یرضی به الرب تبارک وتعالیٰ حتماً باتاً من غیر تعلیق و

لا تاجیل وربما کانت تلک الاعمال موجبة لحسن الخاتمة حافظة لها کما وقع فی اہل بدر "اعملوا ما شئتم فقد

غفرت لکم" وفی اہل الحدیبیة "لن یلج النار احد ممن بایع تحت الشجرة" وفی امیر المؤمنین عثمان رضی الله

عنه "ما ضر عثمان ما عمل بعد هذا" ولا ینکر هذا فان القدر المبرم لم یبطل لسببیة(١) الاسباب وقد افهمت انه' ما

من حسنة جلیلة ولا دقیقة الا لاجلها یتجاوز الله عن قوم ویرحمهم بها وما من سیئة صغیرة ولا کبیرة الا

یؤاخذ الله بها قوماً ویعاقبهم علیها وان انتهی الامر بالآخرة الی الایمان عند الخاتمة فان اصل الدخول فی الجنة

والخلود فی النار بالایمان والکفر عندها ولکن لا یدری ایهم یغفر بایة حسنة وایهم یؤاخذ بایة سیئة ولابد

ان یعرف بذلک بعد الموت ومن ثم لا یحتقر معروف ولا یجترئ علی منکر وکما یحصل الهیئة المرضیة من الافعال

والاقوال کذلک یحصل من مبادیها من الاخلاق لاجل وقوعها علی اعتدال مصروف(٢) بالطبع الی آثار فاضلة

وکذلک یحصل من جوهر النسمة لاجل تکونها من مادة صافیة طیبة نورانیة علی طبع الملائکة السفلیة او

من جوهر الروح المنعقد(٣) من قوی فلکیة سعیدة منیرة مواطئة لانوار القدسیة علی طبع الملائکة العلویة او

من لمعات الجبروتیة استولت اربابها علی جوامعها جداً علی طبع التجلیات الربانیة فیکون فطریاً لهم ما یکون مکتسباً

لمن(٤) دونهم باقصی المجاهدة وجمیع ذلک علی اختلاف مراتب الرضا بهم قلةً وکثرةً فیتفاوت به درجاتهم فی

ما بینهم فهذا الرضا المنجز الباتّ بما حصل ومتی حصل ومهما حصل هو المراد بوقوع النظرة الحبیة ومن

اصولها ان من العلوم عند المبصرین ان النفس لمحة ولاتها کالمرآة والمرائی تختلف امتلائها بالصور د

---

(١) فی "ش" بسببیة الاسباب ١٢

(٢) فی "ش" مصروف ١٢

(٣) فی "ش" المعتقد ١٢

(٤) فی "ش" فیمن ١٢

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

عظم الصور فی فضائہا بحسب القرب من المرئی والبعد عنہ والقرب من الحق سبحانہ انما یکون بتقریبہ وذلک انما یکون علی حسب المحبۃ منہ تعالیٰ لاستواء تعلق العلم والقدرۃ بہم فبکثرۃ انبساطہ عزوجل فی المدرکۃ ورسوخ صورتہ فیہا وبقلتہا یعرف مراتب محبتہ تعالیٰ لہم وقربہ منہم وبیان ذلک ان من الناس من لا یستطیع استحضار صورۃ الحق عزوجل الا بالتفات وتنبہ[1] فی ضمن قول او عمل وہذا یکون فی عبادۃ وشغل[2] خاص یصدر عنہ بالحضور او فی جمیع العبادات او لا یصدر قول ولا فعل الا عن اخلاص نیۃ واتباع امر وارادۃ تقرب ومنہم من یستحضر الصورۃ الالہیۃ مجردۃ عن الحروف والبرازخ ولکن من حیث انہ صورۃ علمیۃ لا من حیث انہ تجلی قدسی وہذا قد یکون مع مداخلۃ الخطرات والہواجس وصور الاغیار او مع معاملۃ من الخوف او الحیاء او الالتجاء او الاشتیاق مثلا او بالتحدیق[3] علی وجہ الاستغراق بلا فتور ولا مزاحمۃ شیٔ وہو المسمیٰ بالیاد داشت وایضا قد یکون المحاضرۃ بالحاصل فی النفس او الی صرف المعنیٰ او بالتطلع الی الخارجی الصرف وہو اعلیٰ ومنہم من یستحضرہ من حیث ہو تجلی لہ لا علیٰ[4] انہ صورۃ فقط والفرق[5] بین الصورۃ والتجلی دقیق یتفطن لہ فی ضمن مثال اذا کانت مرأۃ فی ید زید یراک فیہا وانت غیر ملتفت الیہ فقد نال صورتک فاذا التفت الیہ وکالمتہ بالاشارۃ بواسطۃ الصورۃ امرا ذہنیا[6] وعتابا وضحکا الیہ عادت الصورۃ کانہا حیۃ شاعرۃ فحینئذ قد صارت تجلیا لک فمادۃ التجلی ہی الصورۃ العلمیۃ وصورتہا ہی ارادۃ التعرف[7] الی العبد وہذا بحسب الحقیقۃ واما بحسب الفہم والوجدان فقد تحضر الصورۃ ایضا علی انہ ہو ویکون الملاحظ الی عین المعلوم

(۱) فی "ش" وتنبیہ ۱۲

(۲) فی "ش" وشغل من یصدر ۱۲

(۳) فان کان ذلک فی ضمن حال کما ذکر او مقام کالتوکل والصبر والشکر فہؤلاء یسمون الابرار وان کان لصرف التحدیق او بمزاج معشق فہؤلاء یسمون النظار ۱۲ منہ "من ش"

(۴) فی "ش" ہو تجلی لہ علی انہ ۱۲

(۵) ای الفرق بین الصورۃ العلمیۃ والتجلی ۱۲ مولانا الاعظمی

(۶) فی "ش" ونہیا ۱۲ (۷) فی "ش" التعریف ۱۲

لا الی صورتہ ثم انہ قد جرت العادۃ الالٰہیۃ انہ یفیض بعد تعلق ہذہ الارادۃ[1] الخلافۃ للصور النوعیۃ و النفوس وجوداً جبروتیاً او ملکوتیاً نورانیاً خارجیاً یسمی بالسکینۃ مرۃ و بالروح المؤید بہ تارۃ اخری و بالوجود الموہوب اخری فیعتمد ہذا الوجود علی النفس اعتماد نار الکلیم علیہ السلام علی الشجرۃ و تستتبع علماً و حالاً و تصرفاً خارقۃ للعادۃ استتباع صورۃ الماء البرودۃ والرطوبۃ فی محلہا و اول[2] ورودہ واستقرارہ یکون علی القوۃ النفسانیۃ المدرکۃ[3] فیسری فی البدن بسریان[4] الروح الحامل لتلک القوی وہو المعنی بقولہ "فاذا احببتہ کنت سمعہ وبصرہ" ثم یزداد نفوذاً ورسوخاً فی جوہر النفس الناطقۃ اعنی الصورۃ الشخصیۃ التی بہا انا انا وانت انت ثم فی الحصۃ الحاملۃ للحقیقۃ الانسانیۃ ثم الحیوانیۃ ثم المعدنیۃ ثم فی جواہر العناصر ویکون لہ فی کل مرتبۃ قوۃ وسعۃ واثر خاص مغائر الحکم لغیرہا فاذا توحدت الکل مطیۃ لہا وفاضت حقیقۃ متوحدۃ جامعۃ لہا فہو الکمال المطلق ثم یترقی السعۃ والشیوع فی مواطن الوجود غیباً وشہادۃ ولذلک تفاخرت الانبیاء بکثرۃ الاتباع وامتداد الشریعۃ فالمحبۃ الاولی کمحبۃ دار المتاع والثانیۃ کمحبۃ دار التنزہ نظراً او قدیاً والثالثۃ کمحبۃ دار العمل والحکومۃ والخلوۃ واللہ اعلم،

ثم ان لہذہ المحبۃ شعباً من الہدایۃ والاصطفاء والاجتباء والتقریب والاستخلاف والایحاء و الارسال والخلۃ والتکلیم والحب وغیرہا وللناس بحسبہا مراتب من الایمان والصلاح والولایۃ و الشہادۃ والصدیقیۃ والنبوۃ والرسالۃ والعزم والخاتمیۃ وامثالہا ولم یتیسر لی فی ہذہ الساعۃ حصر عددہا وتمیز حقائقہا وتشخیص درجاتہا جمیعاً سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا وقد ارشدنا اللہ سبحانہ الی

---

(۱) ای ارادۃ مستمرۃ لا زاید ...... من "ش" ۱۲

(۲) فی حاشیۃ "ش" اسماء ہذہ التکمیل ۱۲

(۳) فی "ش" والمحرکۃ ۱۲

(۴) المعنی الحامل للصورۃ المعدنیۃ ہی الصورۃ اللحمیۃ والعصبیۃ وامثالہا والحامل للصورۃ الانسانیۃ ہی النفس الناطقۃ ای بما ہو متوافقۃ لسائر افراد بنی آدم مخالفاً لہا فی الجن والملائکۃ والافلاک والصور الشخصیۃ ظاہرہا ای ما یختص بکل فرد ۱۲ من "ش"

سبیل الاکتساب ہذہ المحبۃ بقولہ "قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ" وفصل اصولہا وفروعہا فی امثال قولہ "إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ" "يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ" "يُحِبُّ الصَّابِرِينَ" "يُحِبُّ التَّوَّابِينَ" "يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ" "وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ" "وَإِنْ تَشْكُرُوا يَرْضَهُ لَكُمْ" وبمثل قولہ "ما تقرب الی عبدی بشیٔ احب الی مما افترضت علیہ ولایزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احببتہ" وبمفہوم امثال قولہ "لَا يُحِبُّ الْخَائِنِينَ" "لَا يُحِبُّ كُلَّ خَتَّارٍ كَفُورٍ" ونحوہ وہی فی السنۃ[1] النبویۃ مبسوطۃ معلومۃ واللہ سبحانہ اعلم علم۔

اما الشعبۃ الثانیۃ :-

فمن اصولہا ان سر الفیض الاقدس رکز فی کل نفس رقیقۃ بحذاء الذات المقدسۃ مکتسبۃ کسوۃ شان من شیونہا الاسمائیۃ وجعل لہا فی النفوس السعیدۃ حلا من الغلبۃ والظہور وھیأ لہا من حضرۃ الفیض المقدس مطیئۃ بحسب ما یتفق من امداد الکواکب والعناصر ومن ممارسۃ المکاسب ومصاحبۃ الاکابر عند انعقادہا وبعد انزعاجہا[2] ولقوۃ ہذا المرکب تجول وتصول النقطۃ الحبیبۃ محملۃ منازلات الکمل وتنوع احوالہم وتصنف معاملاتہم انما ہو علی طبق ہذا الراکب والمرکب۔

ثم النظر فی اقسام ہذہ المحبۃ واہلہا من جہات[3]۔

احدہا کیفیۃ حدوثہا فمن الناس من یترعرع متیقظا مؤثرا للحق معرضا عن غیرہ مستأنسا بانکشاف الواردات من الغیب[4] فیسمی ولی الولادۃ ومن ینشأ نشأۃ العوام فیوقظ بخارق غیبی فینقطع الی الحق ویطلق وصولہ فیسبق فتحہ مجاہدتہ ومن یوقظ بخارق من قبول وتصرف من واصل کامل فیسمون مرادا مجبوبا

---

(۱) ان اللہ لاینظر الی صورکم واعمالکم ولکن ینظر الی قلوبکم ونیاتکم رحب العباد الی اللہ اضعفہم ...... مجتبی للمتحابین فی جلالی ۱۲ من "ش" (۲) فی "ش" عند انعقادہا بعد انزعاجہا ۱۲

(۳) ذکر منہا عشرین جہۃ ۱۲ منہ من "ش" (۴) فی "ش" ویطلب ۱۲

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وہابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

ومن یوقظ بتقریب معتاد من الصحبۃ مع اہل ہذا الشان واستماع کلامہم ومطالعۃ احوالہم وتطلب بذاتہم او بانزجار من مرض او فقد محبوب او من تقلب الدنیا باہلہا او بذلۃ فیہا او یأس وحرمان منہا او نحو ذلک فیسبق مجاہدتہ فتحہ فیسمی مریدا ومحبا۔

والثانیۃ[۲] کیفیۃ ثمارہا فمنہم من یتحرک بتوالی واردات مطربۃ وباہتزاز بوجدان ملذ[۱] ومن یتحرک بولہ متقلق وتالم بعقد موجع ومن یتحرک بتخویف ومواخذۃ عند الکسالۃ ومن یتحرک بتناوب قواسر والفاقات واعرفہا بمہ الہادی۔

والثالثۃ[۳] مراتب قوتہا فمنہم من یکون محبتہ ضعیفۃ فیکتفی بشغل قلیل ولا یرغب الی قطع العلائق او قویۃ فی الجملۃ فیرغب الیہ ویتعسر علیہ او قویۃ جدا فیسہل علیہ وہی المسماۃ عشقا باللہ وانما یتعسر علی بعض الانخلاع عن المال وعلی بعض ترک النخوۃ والجاہ وعلی بعض مفارقۃ الاحباب وعلی بعض ترک الرسوم[۲] و علی بعض ترک الراحۃ وعلی بعض ترک الاشغال المالوفۃ سواء کانت من الطاعات التی لا تلائم الوارد فیتمسک بہا علی سبیل العادۃ ویتضرر بہا فی تربیۃ الوارد او من المباحات الملہیۃ او المحرمات المکدرۃ المظلمۃ

الرابعۃ[۴] تربیتہا فمنہم من جعلت لذتہ فی عمل الجوارح واللسان ومن جعلت لذتہ فی الانفاق والاحسان ومن جعلت لذتہ فی خدمۃ الاخوان ومن جعلت لذتہ فی مقابلۃ الاقران وکبت اہل الفتنۃ والبہتان ومن جعلت لذتہ فی السیاحۃ وتبدیل المکان ومن جعلت لذتہ فی شغل القلب والفکر بالجنان

والخامسۃ[۵] افتنانہا[۳] فمنہم من یطمئن بخلوۃ وخمول ومن یفر[۴] فی جلوۃ ومن ینشرح بواح فی عشرۃ

والسادسۃ[۶] ثورانہا فمنہم من یثور نور سرہ بثوران النفس بمسمع او منظر من سماع الحکایات او الالحان ورؤیۃ الآیات او الحسان او یثور بانکسار بذل وفقر ومصیبۃ او بتقویتہا بطاعۃ بدنیۃ او مالیۃ

(۱) فی "ش" بلذۃ "

(۲) فی "ش" بالحیاء "

(۳) فی "ش" افتنانہا "

(۴) فی "ش" یقر "

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وهابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

او بمصاحبة فيض روح او مكان او زمان -

والسابعة الكيفيات الممازجة لها فمنهم من يمتزج محبته[1] بالالتجاء او بالتحديق او بالتحير او بالانجذاب والانتظار السانح او بالعشق حتى مات طائفة فی الوجد او بالابتهاج بالوجدان او بالافتخار بالقبول او بالحذر عن ملال المحبوب او بالتواضع والانكسار ونحوها وقد حكى ان ابابكر كان يعبد الله اجلالاً وعمر خوفاً وعثمان حياءً وعلى محبة

والثامنة[2] مصارعتها مع العقل العقال[3] فمنهم من غلب وارده عقله فسلبه او استخدمه فتسبب[4] بالامر واستبد دونه فتوكل بترك الاسباب ولم يبال لمخالفتها او لم يغلبه مع قوته فی نفسه فاشتغل بتدبير الظاهر بحكم العادة

التاسعة ثمراتها الفاضلة المرغوبة فمنهم من يحب الاستغراق فی الشهود او البسط فی العلوم او الكشف للقلوب او الارواح او الغائبات او المستقبلات او يحب التصرف فی الحوادث الجزئية لطفاً او قهراً او اقامة الرياسات الكلية بنفسه او بحماية القائمين بها او بترويج الطريقة او تحمل الاذى عن الناس او جارحية الحق فی خاص او عام من نظام[5] التكوين او التشريع -

والعاشرة ظهورها فی مواردها ففی اللسان ذكر وثناء وفی العين سهر وبكاء وفی الاذن استماع الكلام وكماله واصغاء وفی البدن تارة مجاهدة ومكابدة وتارة وجد ورقص وتارة اصفرار ونحول وفی القلب قلق ووجيف وفی العقل فكر ودهش وفی النفس حلاوة وصل ومرارة هجر وفی الروح انس وانجذاب وفی السر مشاهدة وبقاء وفی الخفی والاخفی فناء وبقاء الى غير ذلك من المقامات كما قيل ؎

---

(۱) فی "ش" محبته ۱۲
(۲) فی "ش" وهولاء يسمون المجانين ۱۲
(۳) فی "ش" الفعال ۱۲
(۴) ای اشتغل ۱۲ من "ش"
(۵) فی "ش" لوتمام من نظامتی التكوين والتشريع ۱۲

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وهابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

احبک اصنافاً من الحب لم اجد　　لہا مثلاً من سائر الناس تعرف،
فمنہن ان لایعرض الدہر ذکر کم　　علی الروح الاکادت الروح تتلف
ومنہن حب بالفواد بخصہ،　　ولا امتری فیہ و لا اتکلف
وحب بدا بالجسم واللون ظاہرا　　وحب لدی نفسی من الروح الطف

(۱۱) والحادیۃ عشر سوانحہا عند المعاملات مع المحبوب فمنہا قبض وبسط وسکر وصحو وتجلی واستتار وضحک وبکاء وفرح وحرقۃ وندم ومعذرۃ وشکر وشکایۃ وکظم وکابۃ وطرب وجدل وتسلیم وجزع وتصبر ومصادقۃ واحتیال وغیرۃ وایثار وتذلل وملال وطلب وتوقف واستغراق وتلذذ وافتخار وتضجر وخوف واحتجاب وطمع اصطحاب الی غیر ذلک من الاحوال الطاریۃ علی اہلہا،

(۱۲) والثانیۃ عشر متعلقاتہا اعنی وجہاً من وجوہ الحق سبّی[1] وشاق سرہ فلا سلوان للمحب الابہ وذلک ان منہم من ینتہی الی برزخ مالوف او تجلی صراح ظلی اوالی حضرۃ التکلیم والمحادثۃ او الغیبۃ[2] والمشاہدۃ اوالی حضرۃ اللطف والتبشیر او القہر والتسخیر او الحکمۃ والتدبیر او الانبساط والسریان او التجرد والاحدیۃ الی غیر ذلک مما لا یحصی ولا یحصر فکل انما یعشق ربہ بحسب ما تجلی لہ فی سریرتہ وترااٰی لہ من وراء زجاجتہ ہمتہ بصیرتہ۔

(۱۳) والثالثۃ عشر کیفیۃ بقارہا و دوامہا فمنہم ذو التمکین لا یزال یترقی فی مناہجہا سریعاً او بطیئاً و ذو التلوین یشتد محبتہ، ثم یضعف وتغلب علی النفس وتنہزم عنہا ثم تنتعش وینقلب من حال الی حال وجانب الی جانب

(۱۴) والرابعۃ عشر حقوقہا فمن ضروریاتہا التصدیق لقولہ وقوۃ العزم علی اتباع امرہ ونہیہ وایثار عبودیتہ علی من سواہ، والاخلاص لہ بنفی الشریک عنہ والسکون تحت فضائہ[3] والسرور لرضائہ وتحمل للمکارہ فی سبیلہ والتحذر عن ملالہ، وتعظیم اسمہ وآثارہ وشعائرہ، وتعرف صفاتہ واحکامہ وافعالہ، والاکرام وسائط وصولہ

(۱) فی "ش" حسبی ۱۲　　(۲) فی "ش" الغیبیۃ ۱۲
(۳) فی "ش" قضائہ ۱۲

والوفاء بذلك كله الى آخر الحياة۔

والخامسة عشر [15] المطلوب بها فللعامة القيام بمراده ويسمى بالتقوى ظاهراً وباطناً وللخاصة المشاهدة بلا مزاحمة وفتور وللاخص الاتصال وهو سقوط اللطائف السافلة فى الفناء وبلوغ كل من اللطائف العالية الى غاية عروجها معًا وهذا فى غاية الندرة منعنا الله به وللكمل لبعض ماذكر فى آخر اصول الشعبة الاولى على حسب الاستعداد۔

السادسة عشر [16] من لوازمها الابتلاء كما ورد "اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ" بل ربما يعد هذا من احكام اصلها اعنى الشعبة الاولى كما ورد "ان الله اذا احب قومًا ابتلاهم فمن رضى فله الرضاء ومن سخط فله السخط" وحقيقته انشاء تقريب يظهر به المكنون ويقع به بالفعل ما كان بالقوة من الجودة والصدق او الرداءة والكذب وبيانه ان لنا قولاً وفعلاً اما فى العلانية او فى الكتمان ويجرى فيهما التصنع والادعاء ولنا عقيدة وعزمًا بالاضطرار او بالالزام [1] وهما ظاهران على صاحبهما مختفيان عن غيره ولنا استعداد مفطور لا نطلع عليه اصلاً بل كثيراً ما نقيس [2] الباطن فلا نجد الا خلافه له اسخًا فاذا وجد تقريب انبعث من القلب داعية لا يطاق ردها فاذا استولت ملكت الظاهر والباطن وانصبغ بها القلب واحاطت به كانه لم يكن ثمه غيرها كما قد يكون للجبان الغير الممارس للحرب اذا دخلها وذلك التقريب خوف او طمع او محبة او بغض او محنة او لذة او نحو ذلك [3] وقد اشير الى هذه المراتب فى قوله تعالىٰ "وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى" فلا يزال يلم بالرجل من الحوادث الاضطرارية والمطالبات الاختيارية مع وقوع شئ من العوائق الطبعية ما يخرج المكنون فى جوهره كما يلقى النار غش الذهب والفضة على ظاهرهما ويكون فى هذه المعاملة جم من الحكم منها ابلاغ النفوس الى كمالها وتنقيتها من كدوراتها والزام المدعى اصابة الله

---

(1) فى "ش" بالالتزام ۱۲   (2) فى "ش" نفتش ۱۲

(3) کبغض وکبر مثلاً ۱۲ منہ "من ش"

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

سبحانہ فی معاملتہ السابقۃ واللاحقۃ وکشف الحکمۃ علی خدام القضاء ومن یحضرہ یوم الفصل والجزاء واظہار الکمال علی افاضل العقلاء وما خلق الخلق الا لیعرف کمالہ وجمالہ۔

والسابعۃ عشر تمامہا وقصورہا فان القاصر اذا اشتغل فی یوم ولیلۃ برہۃ بالذکر والحضور مع اللہ شبع واکتفی والاتم منہ لایکتفی بہ حتی اذا وجد الحق فی مرأۃ نفسہ وغیرہ شبع واکتفی والاتم منہما لایکتفی بہ حتی اذا وجد الحق وراء المرایا فیوما فی احاطۃ ازلیۃ وابدیۃ اعنی فی مرتبۃ من التجلیات الکلیۃ الخارجیۃ شبع واکتفی والاتم منہم لایکتفی بہ حتی اذا رأی نفسہ وغیرہ فی مرأۃ الحق شبع واکتفی والاتم مطلقا لجمیع[1] المراتب جمیعا وتحضر[2] مع الحق فی المواطن کلہا باحضارہ۔

والثامنۃ عشر من مہماتہا المجاہدۃ وہی التزام لبعض النوافل من قبیل الاخلاق الصالحۃ او العادات النافعۃ او العبادات الفاضلۃ البدنیۃ او المالیۃ مما یعسر علی غیر المحبین ویزداد بہا القرب عند المحبوب علی سائر المطیعین وشرطہا کمال الاخلاص فیہا والمکتومۃ علی الناس افضل ولہا فوائد منہا امتثال الامر فورد "وَجَاهِدُوا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ" واستحقاق الوصول الی المشاہدۃ فورد "وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا" وتصدیق دعوی المحبۃ فورد "وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ" وکسر النفس عند جموحہا والرقابۃ علیہا عند بطالتہا وصیانۃ الاوقات عن اضاعتہا وتحصیل ملکۃ ینصبغ الباطن بہا والتمسک بالاعتیاد عند فتورہا فان للقلوب اقبالا وادبارا او توقع نفعہا عند فساد الاختیار فی الشدائد والموت فلا یترک الملتزم الا لتقویۃ الافضل الاہم او لمداخلۃ الہوی فیہ فیصلح الترک حینئذ تبادرا الی الامتثال او انقاذا عن الاعجاب واعترافا بعجز البشریۃ عن مکافاۃ حقوق مالک الرقاب وجاز تبدیل نافلۃ بنافلۃ نظرا الی الانفع فی الحال والمآل ولکن الامور الثلاثۃ اعنی الالتزام والترک والتبدیل عن حکومۃ علم واثق او اشارۃ مرشد حاذق او شہادۃ

(۱) فی "ش" بجمیع ۱۲ (۲) فی "ش" یحضر ۱۲

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

قلب صادق۔

التاسعۃ عشر[19] من احکامہا ابتغاء الوسیلۃ فان المحب المہجور اذا لم یجد وسیلۃ الی المحبوب فہو حائر بائر[1] وان الانسان لا یستطیع التوسل الی الصنائع الحقیرۃ و وجدان الاصدقاء فی البلاد الغریبۃ فضلاً عمن لا ینالہ الحس والوہم فالمطلوب غیر معروف والطریق غیر مانوس وفی السبیل بالتعدی قاطعون وبالتزویر غادرون فلا سیما قد امر المحبوب بنفسہ بہ فقال "وابتغوا الیہ الوسیلۃ" ویجب ان یکون المرشد عارفاً بمرضیات المحبوب منتہیاً فی سیرہ واصلاً الیہ مکیناً عندہ مطلعاً علی الضمائر قادراً علی الوقایہ عن الحدی والایصال الی المدعی غیر مسامح فی تربیۃ الطالب لعلو نفس ولا سماحۃ طبع ولا لحقارۃ مسترشد فلیتخذہ علی بینۃ وبصیرۃ ولیولہ الطالب سرہ وعلنہ منشطہ ومکرہہ ویسرہ وعسرہ ولا یال فی طلب المحبوب اینما وجد بلا نکیر علی الآخرین محترزاً عن غیرتہم لترتب فوائد الوسیلۃ کما ینبغی ولا یترتب ہذہ الفوائد علی[2] کل احد الا من متکفل لہ مشفق علیہ۔

العشرون[20] اکتسابہا وذلک ان من المحبۃ محبۃ وہبیۃ سرہا انجذاب الوجود الخاص الی الوجود المطلق وقد لا ینتبہ لہ الا بعد رفع العوائق ولہا حالتان فقبل الکسب ارادۃ وطلب وبعدہ بعض ابتہاج و طرب کما فی الری بعد الظماء وبعض یأس ومیل دائم کما فی عطش المستسقی وہی مطلقاً مثل ما لجاء الی الارض ولکن یختلف لونہا بصلابۃ الصورۃ المظہریۃ ورکاکتہا ولکل منہا[3] فضل لیس للآخر ومحبۃ کسبیۃ سرہا تمطی النفس لاسبابہا واقوی ذرائع اکتساب ہذہ المحبۃ صحبۃ المامورین بہا المغمورین فیہا علی شریطۃ حسن الظن وصدق الطلب ثم کثرۃ الذکر ودوام الفکر فی محامد المحبوب من جمالہ وکمالہ وانعامہ و مناقب اہل محبتہ وتوقع حصولہا لہ فی اکتسابہا وقد اشار الی بعضہا من قال ؎

---

(1) من الحیرۃ ومن البور وہو الہلاک ۱۲ من "ش"

(2) فی "ش" عن ۱۲ (3) فی "ش" منہما ۱۲

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

احبک حبین حب الہوی   وحبا لانک اہل لذاکا

فاما الذی ہو حب الہوی   فذکر شغلت بہ عن سواکا

واما الذی انت اہل لہٗ   فکشفک للحجب حتی اراکا

ولا حمد فی ذا ولا ذاک لی   ولکن لک الحمد فی ذا وذاکا

وقلت بالفارسیۃ :- ؎

من بندگیت بجا نیارم چہ کنم   احسان ترا چو زیر بارم چہ کنم

خوبیست ترا بہیم و امید ز تو   ہیچم کہ وجود از تو دارم چہ کنم

والجہر فی الذکر وحبس النفس فی الخفیۃ وبعض البرازخ والاوراد والصلوات اثر بلیغ فی اہاجۃ المحبۃ وترقیق القلب لہا۔

ومنہا من المسائل الغامضۃ التی تحتاج الی رؤیۃ وحکومتہ ان الفحص یقف بنا علی رجال غلبت فیہم محبۃ اللہ تعالیٰ والاستہتار بذکرہ والتبتل الیہ عن غیرہ واستولی شغل القلب علیہم حتی اثمر آثار القبول عند اللہ ورفع الحجب والمکاشفات الصادقۃ والتصرفات الخارقۃ وحمایۃ من اللہ تعالیٰ لہم وہم علی قصور بین من الدیانۃ حتی یری منہم ترک الفرائض وارتکاب شیءٍ من المحرمات ولکن مع ندم واعتراف ومع اہتمام ببعض الخصال الحمیدۃ کالصبر علی خشونۃ العیش والقناعۃ بالیسیر من الحظوظ والانکسار والتواضع والرحمۃ علی الخلق فتختلف فیہم الظنون فمن الناس من یعتقد لہم ویقتدی بہم فیقع الوہن فی عزمہ لاوامر الشریعۃ(۱) فیضل ضلالاً مبیناً ومنہم من ینکرہ ویحقرہم ویتصدی لایذائہم فیحرم خیراً کثیراً وربما یبتلی بشوم الانکار بآفۃ او بزجر من الغیب فی منامہ فیحمل مثلہ علی المکر والاستدراج فینضرر بہ ضرراً عظیماً وکل ذلک افراط وتفریط والذی فیہ عندی ان لا امتناع فی مثل ذلک فان من اصول

(۱) فی "ش" الشریعۃ ۱۲

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

اہل السنۃ تجویز العفو عن الکبائر بلا توبۃ و تعلیق المغفرۃ بالمشیئۃ فیما دون الکفر من کل معصیۃ والقول بالعدل والفضل معًا وقد ورد " انکم فی زمان من ترک منکم عشر ما امر بہ ہلک وسیأتی زمان من عمل منہم عشر ما امر بہ نجا" وقد اشار قولہ جل شانہ " اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِہِمْ حَسَنَاتٍ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا " الی من اکمل عملًا صالحًا وان لم یستوعب الاعمال باسرہا لایقنط من رحمۃ اللہ فضلا عمن تمسک بافضل الاعمال واحبہا الی اللہ کما ورد " الا ادلکم بخیر اعمالکم و ازکٰہا عند ملیککم وارفعہا فی درجاتکم وخیر لکم من انفاق الذہب والورق وخیر لکم من ان تلقوا عدوکم فتضربوا اعناقہم و یضربوا اعناقکم قالوا بلٰی قال ذکر اللہ " وورد " سبق المفردون قالوا وما المفردون قال الذاکرون اللہ کثیرا والذاکرات خفف الذکر عنہم اثقالہم " وورد " ثلٰث من کن فیہ وجد حلاوۃ الایمان من کان اللہ ورسولہ احب الیہ مما سواہما " فمثل ہذا لاینبغی الانکار علیہ بل علی عملہ ولا یحرم قبول العذر منہ والبر الیہ بل الاقتداء بہ واستحسان سوء اوبہ ویجب تفویض امرہ الی اللہ والنظر فی مالہ الی سعۃ رحمۃ اللہ وماہم فی الآخرۃ علی ما ظہر لی انہم یوقفون فی زمرۃ العصاۃ لصدق اخبار اللہ تعالٰی واستحکام امر الشریعۃ عندہ جل شانہ ثم یعامل معہم معاملۃ الفضل بل معاملۃ الحکمۃ حیث مالم یقعوا فیہا الا للتوسل الی الاشرف الاعلٰی والمحافظۃ علی الاہم الاسنٰی فہم مصداق ما ورد " ان من العباد من یرٰی صغار ذنوبہ وہو خائف من کبارہا حتی اذا رأٰی انہ ہلک قال اللہ تعالٰی اعطوہ بکل سیئۃ حسنۃ فیقول ان لی ذنوبا لا اراہا " اذ لاشک ان مورد ہذہ العنایات لایکون اہل التمرد والاعراض وعدم المبالاۃ بالشرائع والانہماک فی الدنیا بل المستحق لہ فی حکمۃ الحکیم من دفع فی مثلہ للاستغراق فی الشغل مع اللہ وصولۃ المحبۃ علیہ مع ما بہ من ضیق العطن عن محافظۃ جمیع الآداب وقلۃ العلم بمراتب الاحکام ونحوہ ونحن نؤاخذہم لخفاء سرائرہم ولسد تمسک الکاذبین بہم واللہ علیم بذات الصدور وفی الحدیث " من[1] قال لا الٰہ الا اللہ صدقًا من قلبہ حرمہ اللہ علی النار[2] "

(١) ای من داوم علیہ بالاکثار (٢) ای منی من شیء

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

وههنا مسئلة اخرى ادق من الاولى تحتاج الى تامل بليغ وامعان تام وحل غامض وهي ان الاستقراء يرينا قوما من الكفار يوجد فيهم شدة محبة مع الله والانهماك في ذكره والانقطاع عن الدنيا ويسنح لهم سوانح جمع[1] الهمة في المراقبة ولذة المشاهدة وانكشاف التوحيد الوجودي ويظهر منهم تصرفات خارقة نظير ما في الاولياء فكيف يقال لهم انهم كفار محرومون عن النجاة وكيف يرجح عليهم عصاة المتدينين بالاسلام مع ما فيهم من اصل[2] الحجاب والفساد واي فوق قرب المعبود من كمال وهل على من نال وصله من وبال

والتحقيق فيه عندي ان فيض الحق سبحانه على مراتب في العموم والخصوص فاعمها الوجود ومداره الامكان ومناسبة المصلحة الكلية ثم الحيواة وهي تتبع الاعتدال فيوجد من الارادة والشعور والتلذذ في الحيوانات الفرسية[3] ما يوجد في الذهب والياقوت وبعدها العقل وهو يتبع[4] النفس المجردة فيحصل من الفهم والتدبير والتكليفات وثمراتها للناس سفهاء المدركة ادانى الهمة ضعفاء الحيثية ما لا يوجد للاسود والافيال والنسور الشامخة المحال وبعده الهداية وهي تتبع رضاء الله سبحانه عن العبد ووثوق العهد منه تعالى بموافقة امره رضاء او عهدا ثابتين الى الابد كما قال "لَا يَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا" وقال "اَمْ لَكُمْ اَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُوْنَ سَلْهُمْ اَيُّهُمْ بِذٰلِكَ زَعِيْمٌ" وعليهما مدار النجاة في الآخرة والقربة هناك وبعدها مراتب الولاية والنبوة وغيرهما ولكل منها مدار.

فاذا تمهد هذا فليعلم ان من خاصة العقل انه اذا توجه الى شئ توجها بليغا انكشف له احكامها ودقائقها ومن خاصية[5] القلب انه اذا تجرد لشيء انصبغ به فاذا توجه الرجل الى الحق واجتمعت له الهمة وحصلت التصفية تجلت في ادراكه الحقيقة القيومية وانصبغ بالقوة الفعالة فتظهر منه الخوارق وتتاثر

(۱) في "ش" جميع ۱۲
(۲) في "ش" من اهل ۱۲
(۳) في "ش" القرفسية ۱۲
(۴) في "ش" تتبع ۱۲
(۵) في "ش" خاصة ۱۲

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

الهيولى عنه تأثر البدن عن القوة الوهمية وهذا ليس من باب الهداية في شيء نعم اذا حصل مثله لاهل الهداية كان فضيلة عظمى وعطية كبرى ودرجة عليا ومجرد هذه الاحوال كما لا تدفع امراض البدن و مصائب الدنيا كذلك لا تدفع آثار السخط وسوء الجزاء في الآخرة لفقدان مدارها وان وجد دونه الف فضيلة فمن هذا السبيل نحكم بان الكافر وان نال محبة مع الله فلا ينال محبة من الله ونجزم بان " مَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ " والى هذه النكتة وقعت الاشارة في قوله تعالى " وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا " وبين الفئتين فرقة يتسمون بالاسلام ويعظمون الله ورسوله واهل بيته وينكرون الفرائض ويستحبون المحرمات ويستخفون بالشرائع " فهم للكفر اقرب منهم للايمان يقولون بافواههم ما ليس في قلوبهم والله اعلم بما يكتمون " ومن آثار هذه المحبة نكتة في تفسير قوله تعالى فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ " الهمتها في ضمن الوارد استحسنت ذكرها وهي ان للناس في اصابة المكروه معاملات فمع طائفة خصومة وانتقام ومع طائفة شكاية واعراض ومع طائفة مصابرة على مرارة ومع طائفة صفح وصفاء ومع طائفة تبسم ورضاء ومع احب الناس تلذذ وامتنان تارة وتملق وتصدى ارضاء تارة فيكون له اظهار المكروه في صورة المرغوب وابداء الجور في كسوة البر حذرا عن ان يقع على قلبه من الكجالة حجاب او من ظن تكدره[1] منه انقباض ۔

واذا عرف ذلك فليعرف ان لله سبحانه مع العبد معاملتين انعام وايلام وللعبد معه معاملتين اطاعة وعصيان ومن جبلة الناس مقابلة الاول بالاول والثاني بالثاني ومن مقتضى غاية المحبة معه ان يعمل معه معاملة احب الناس فايما عبد مؤمن نزل ايلامه في صورة الانعام من صميم قلبه وان لم يكن من اهل التقرب اليه بطاعته بدل الله سيئاته حسنات من كمال فضله والله ذو الفضل العظيم

(۱) في "ش" تكدرة ۱۲

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

اما الشعبة الثالثة :-

فمن اصول المتأصلة عند الخائضين والغائصين ان وجه الاتحاد بين الشيئين يثمر الانسة والايتلاف وان وجه الافتراق يورث الوحشة والاختلاف وبغلبة وجوه الاتحاد يزداد المحبة وبغلبة جهات التفارق يزداد النفرة وينافيه بحسب الظاهر ما قرره العقلاء من ان التضاد انما يكون بين نوعين من جنس واحد والمختلفان بالجنس لا يمتنع اجتماعهما ومما يشهد له في الاستقراء ان التباغض انما يكون بين المتشاركين في منصب و مطلب دون الاجانب وان التعصب بين السني والشيعي اشد مما بينهما وبين الذمي وتجنب الصوفية عن الفقهاء اكثر من الجهلاء وتحاسد العلماء فيما بينهم ازيد مما لهم مع العوام الى غير ذلك من النظائر فلا بد لهذه العقدة من حل ولهذا الغموض من كشف والمطلوب(۱) من حبيبنا ادام الله ايامه اجالة النظر فيه والتعرض له والتنبيه عليه۔

وبالجملة فلهذا المحبة على اختلاف مراتبها قوة وضعفا اسباب كذلك ويجمع شتاتها في اثنى عشر وهي الاتفاق في النوع والنسب والوطن واللغة والسن والحرفة والعقيدة والاحسان الجزيل بلا من ولا اذى وطول الصحبة مع الانبساط وحسن الخلق وحسن الصوت وحسن الصورة وهذا الاخير يتقوم بصفاء اللون و تناسب الاعضاء ويتقوى بطيب اللهجة ولطف الحركات ويكمل بالملاحة والزينة ويؤدي الى افراط وقلق يسمى بالعشق وللحسن مراتب اربع المقبول وهو الملذ غير المقلق والمرقص وهو المقلق للباطن والظاهر لا يدوم فعله والمفيد(۲) وهو ما يلزم القلب فيتعسر الانخلاع عنه ويتحمل شدته والمهلك وهو ما لا يتحمل القلب قوة لذته فيزيل الافاقة قبل الاحاطة به والمراتب الثلاثة الاخيرة لا يترتب على مجرد الصورة ما لم ينضم اليه قوياته وكمالاته ونصل سهمه ما اشار اليه من قال ؎

شاہد نیست کہ موئے ومیانے دارد   بندہ طلعت آں باش کہ آنے دارد

(۱) بيانه في الرابعة المكمل منه ۱۲ من ش   (۲) في "ش" والمقيد ۱۲

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

وتحقیقہ عندی انہ ہیئۃ متصلۃ[1] مطبوعۃ من مقولۃ الوضع والملک یدل علی طریان حالۃ مطبوعۃ سریعۃ الزوال بغیر اختیار علی قلب المحبوب فینفعل عنہ قلب المحب اسرع مایکون واشدہ واول نظر المحب کبذر اخرج شطأہ فآزرہ فاستغلظ فاستوی علی سوقہ فانبعاث انقلب الی المحبوب بالم ینفطن لہ ہو شطأہ فاذا تفطن لہ ولم یشعر المحب بتفطنہ فقد آزرہ واذا شعر بہ ولم یعرف رضا المحبوب وتسلیمہ لعدم تعریفہ بہما فقد استغلظ فاذا عرفہ المحبوب ذلک فقد استوی علی سوقہ فیکونان کمرآتین متقابلتین ینعکس کل مع ما فیہ فی الاخری واما رجحان صورۃ والاختصاص بجمیل دون جمیل فکما قیل ؎

ان المحبۃ امرہا عجب + تلقی الیک ومالہا سبب

والذی انتہت فیہ ان مرجح ذلک توافق تناسب مودع فی النفس مع تناسب یصادفہ من خارج فتقع اللذۃ فی القوۃ الوہمیۃ من حیث وجدان الملائم علی قدر ملائمتہ فاذا افرطت وغلبت ملکت زمام النفس لان الوہم سلطان القوی حاکم علی النفس فانتنع التماسک عنہا وایثار غیرہا علیہا وہذہ النسب المودعۃ فی النفس ترجع عندی الی اصول خمستہ۔

احدہا معان روحانیۃ اومی الیہا فی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم الارواح جنود مجندۃ فما تعارف منہا ائتلف وما تناکر منہا اختلف" فہی خاصیۃ فی الصورۃ الشخصیۃ مثل خواص الصور النوعیۃ کما للحدید مع المقناطیس والورد الدائم المواجہۃ للشمس معہا وہذہ المحبۃ لاتزول وان صار الجسم رفاتا وربما کما یحکی من قصۃ بشر القائل ؎

ولو ان لیلی الاخیلیۃ سلمت — علی ودونی تربۃ وصفائح
لسلمت تسلیم البشاشۃ اوصدت — علیہا صدی من جانب القبر صائح

وقد سمعنا فی العصر القریب شواہد لہذہ المحبۃ من تجاذب الاجساد بعد الموت یطول ذکرہا۔

[1] فی "ش" منتقلۃ ۱۲

وثانیہا مایرجع الی اوضاع سماویۃ وقوی فلکیۃ اذ فیہا تناسب والاجتماعہا مزاج فقد رأیت من انکسف الشمس فی درجۃ طالعہ وہو متمسک بالتقوی ظاہرًا وباطنًا فشمس البدن ہو القلب فابتلی بہوی فتاۃ ابتزت[1] فیہا قوۃ قمریۃ واللہ یعلم بادرجۃ طالعہا فکان یجد قلبہ مرجا[2] اخضر واسعا وربما داجہا فرای کان اشعۃ تنفصل عنہا وتنتشف فی جسدہ وما کان یستطیع الاقلاع عنہا وہو بالف حیل حتی نزلت الشمس فی تلک الدرجۃ وخسف القمر فی نظیرتہا فطہر القلب وصفی وربما کان مثل ہذا من لوازم طالعہا فدام بدوامہا وربما کان فی نفس قوۃ کوکبیۃ یقتضی ان یحبہ کل من راہ والیہ الاشارۃ فی قولہ تعالی " وَاَلْقَیْتُ عَلَیْکَ مَحَبَّۃً مِّنِّیْ "۔

وثالثہا مایرجع الی تناسب فی اقدار الاخلاط وکیفیاتہا مثل ما یوجد بہ الاختلاف فی اشتہاء الطعوم والروائح والالوان فی اللباس ۔

ورابعہا مایرجع الی تناسب فی صلابۃ القوۃ الشہویۃ والغضبیۃ والوہمیۃ ورخاوتہا وفی قوتہا وضعفہا وفی الاخلاق الراسخۃ فی جوہرہا فمن الناس من یحب الحیاء المفرط او المتوسط اویحب الاصغاء والانقیاد او الاباء والتمرد اویحب الطرافۃ[3] اویسیر البلاہۃ او التأدب او الجسارۃ ویستحسن ہدیا دون ہدی وزیا دون زی لدلالتہا علی غرائز مرضیۃ او مکروہۃ او الاعتیاد بالاستیناس باہل بعضہا والاستہجان لاہل بعضہا ونحو ذلک فاذا وجدت جملۃ منہا معا اوجبت فرط اللذۃ وکثیرا ماتتبدل[4] فیہما او فی احدہما ۔

وخامسہا مایرجع الی قاسم من ملۃ[5] الروحانیات وتاثیر العزائم والرقی والدعوات المستجابۃ والہمم النافذۃ والاوفاق المجرب والخواص ولہ بسط بسیط فی فنہ عند اہلہ ۔

ثم ان للمحبۃ حکما نافذا البتۃ فی محلہا اعنی المحب فمبدأہا المعرفۃ برؤیتہ او برؤیۃ تصویرہ او برؤیاہ

---

(۱) فی ش " ابتزت " ۱۲ (۳) فی ش " الظرافۃ " (۵) فی " ش " من لمیۃ ۱۲
(۲) مرجا سبزہ زار ۱۲ من ش (۴) فی " ش " تتبدل ۱۲

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

وقد رأيت من رأى فى منامه جنيّة فشغفته حبًا او باستماع محامده وبالجملة فالمبدأ بالحقيقة الصورة الخيالية او الحسية -

واولها الانس وهو ارتياح القلب بصحبة المحبوب ورؤيته وذكره -

ثم الغرام وهو اللزوم للنفس فيتاذى بفرقته بل بغمض العين وصرف النظر عند حضوره -

ثم الحب[1] وهو انبعاث القلب للبذل والاحسان -

ثم الايثار وهو تقديمه[2] فى اللذيذة والنفيس على نفسه وغيره -

ثم الخذاء وهو الاقدام على بذل العرض والنفس فلا يتاثر بالملام والحبس والضرب -

ثم الهوى وهو الاكباب عليه بترك الالتفات الى غيره من الحسان فان كان ضعيف النفس فيعقبه السكر وهو الغفلة عن اعيان الحاضرين واصواتهم -

ثم الدهش وهو الغيبة عن نفسه فلا يقدر على الانتباه ساعة -

ثم الصعق[3] وهو عسر الانتباه بالتنبيه[4] وربما ينجر الى الموت وان كان قوى النفس -

فالوداد وهو التفطن برضاء المحبوب بشهادة القلب -

ثم المصافات وهو ارتفاع المخالفة عن الارادة -

ثم الخلة وهو كمال الموافقة فى الرأى فيستحسن ما يستحسن ويستهجن ما يستهجن كما قيل ؎

وقف[5] الهوىٰ اذ حيث انت فليس لى | متاخر عنهٗ ولا متقدم
احد الملامة فى هواك لذيذة | حبا لذكرك فليلمنى اللوم
اشبهت اعدائى فصرت احبهم | اذا كان حظى منك حظى منهم

---

(۱) ہذا معنی خاص ۱۲ من "ش"
(۲) فی "ش" وہو تقدیمہ فی اللذیذ والنفیس ۱۲
(۳) کما مر فی سابعۃ التکمیل ۱۲ من "ش"
(۴) فی "ش" بالتنبیہ ۱۲
(۵) فی "ش" وقف الهوى بی حیث ما انت فلیس لی ۱۲

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

واہتنی فاہنت نفسی عامدًا — مامن یہون علیک ممن اکرم

فحینئذٍ لایبقی بینہما سر محجوبًا ولاشان مستورا فہذہ المراتب فی حالۃ الوصل واما فی حالۃ الہجر فالشوق وہو المیل الی اعادۃ اللقاء۔

ثم الصبابۃ وہو انصباب الشوق الی الاعضاء فلا یتمکن من التماسک والضبط۔

ثم الولوع وہو الہیجان لذکرہ ولاثارہ ویشبہ کما وقع للمجنون فی الظبیۃ المصیدۃ اذ انصب الحبالۃ[1] اہتغاء لقوت اہلہ لما نزل بہ وبہم من الفاقۃ فوقعت فیہا ظبیۃ فوثب الیہا وحلہا دخلاہا قائلا ؎

فول وقد اطلقتہا من وثاقہا — فانتِ للیلیٰ یا حییتِ[2] طلیق[3]

ایا شبہ لیلی لاتراعی فاننی، — لک الیوم من بین الانام صدیق

فعیناک عیناہا وجیدک جیدہا — ولکن عظم الساق منک دقیق

(وکما قیل ؎ لثمت ثغر عذولی حین سمّاکِ ÷ بلفیہ حتی کانی لاثم فاک (منؔ شؔ))

وکما قیل ؎

احب من اجلکم من کان یشبہکم — حتی لقد صرت اہوی الشمس والقمر

امر بالحجر القاسی فالثمہ — فان قلبک قاس یشبہ الحجرا[4]

---

(۱) الحبالۃ دام ۱۲ (۲) مادامیکہ زندہ انی ۱۲ منؔ شؔ

(۳) گذاشتہ باشی ۱۲ منؔ شؔ

(۴) وما احسن ما قال شاعر قرن العشرین امیر الشعراء الشوقی ؎

بثثت شکوائی فذاب الجلید — واشفق الصخر ولان الحدید

وقلبک القاسی علی حالہ — ہیہات بل تسوتہ لی تزید……

ومن یحمل الاشواق یتعب ویختلف — علیہ قدیمٌ فی الہوی وجدید

ثم الولہ وہو خلع الحیاء والرسوم فی الطلب۔

ثم الہیمان وہو الخروج عن قضیۃ العقل فی الحرکات والکلام لشغل القلب

ثم الکابۃ وہو سقوط المرافق البدنیۃ ورغبۃ الصحبۃ فیذہب الجوع والنوم ویتوحش عن الناس

ثم الاستغراق وہو خلو القلب عن غیر المحبوب زمانا طویلاً۔

ثم الوجدان وہو تمثل المحبوب ومماشاتہ ومکالمتہ شبحا[1] کما رأینا تصدیق لنا اسمہ ضیاء الدین

ثم العشق الحقیقی وہو سریان صورۃ المحبوب مع متانتہ ورسوخ فی الارواح النفسانیۃ سائرہا۔

وتحدث منہ انفعالات عجیبۃ کما وقع للقیس فی قصد لیلی ولا عجب للعقل فی مثلہ کما یری فیمن عضہ الکلب فسری[2] صورتہ فی الادراک والحرکات والصوت وربما تتقاطر منہ الدم متشکلا بہ وقد وقع لبعض اہل التصفیۃ من سرعۃ الانفعال ان ضرب مظلوم سوطا فانتقش علی جلدہ وفی احوال العامۃ لقبول البدن من صرف الادراک مثل ما یقبل من الاسباب الخارجۃ[3] شواہد۔

منہا احتلامات[4] الحواس الخمس نعم لاشک فی ندرۃ ہذا الحال۔

وہہنا نوع آخر من المحبۃ لطیف یسقط فیہ الہجر والوصل والبعد والقرب وہو القیام بمراد المحبوب والرسوخ فی الوفاء وحفظ العہد وابتغاء الرضاء وبذل النفس والعرض والمال لہ وان لم یکن معہ طلب اللقاء ولا قلق فی النوی[5] وہذا النوع اکثر وقوعا بسبب الاحسان والصحبۃ وعدۃ وجوہ من القرابۃ و فی اسباب المحبۃ الغرضیۃ وعامۃ من بہ محبۃ مع اللہ وللہ ویطرء فی ہذہ الشعبۃ عند للمعاملۃ مع المحبوب مثل ما ذکر فی الشعبۃ الثانیۃ کما یقع فی تلک الشعبۃ المراتب المذکورۃ ہہنا وانما وزعناہا[6] کذلک لامور ثلثۃ

احدہا انہا اذا حصلت فی الابدان المتباینۃ والارواح المتفارقۃ ففیمن[7] لہ المعیۃ الذاتیۃ

---

(۱) فی "ش" تشبحا ۱۲ (۲) فی "ش" فیسری ۱۲

(۳) فی "ش" الخارجیۃ ۱۲ (۴) ذکرہا فی تاسعۃ التکمیل ۱۲

(۵) ابعد ۱۲ من ش (۶) وانما وضعناہا ۱۲ مولانا اعظمی (۷) فی "ش" فیضمن لہ المعیۃ ۱۲

والقیومیۃ الوجودیۃ اولیٰ واذا وجدت فیمن لا علم لہ الا باعلام المحب ولا قدرۃ لہ علی انشاء التصرف من وجودہ الظلی الذی فی دراکۃ المحب ففی من لہ العلم الشامل والقدرۃ الکاملۃ اولیٰ

وثانیہا ندرۃ تلک المعاملات مع اللہ وشہرتہا بین الناس وبالعکس فی المراتب لشیوع بعضہا فی اہل اللہ وغرابتہا فی الناس والنادر الغریب اولی بالذکر من المشہور الشائع ۔

وثالثہا ان تلک المراتب غایۃ ما توجد فی المحبۃ البشریۃ واما فی المحبۃ الالہیۃ ففوقہا مراتب من قرب النوافل والفرائض وغیرہا کما اشرنا الیہ فی آخر الشعبۃ الاولی۔

واما حکم المحبۃ فی المحبوب فمختلف وذلک ان المعشوق اذا استشعر بباوی العاشق۔

فمنہم من یزداد تزیناً وتجملاً ثم تعطفاً وتقرباً لرقۃ جنسیۃ[1] او طماعیۃ مالیۃ[2] ۔

ومنہم من یزداد دلالاً وتفتناً او اعراضاً وتنفراً او لا یتغیر اصلاً وقلیل ما ہو وایضاً الامر الاکثر ان المحبوب لا یتأثر عن المحب اصلاً فیحتاج المحب الی التزین فی عینہ وبذل المال علیہ واقامۃ الموجبات المحبۃ الغرضیۃ واذا عجز التجأ الی الاسباب القاسرۃ علیہ فان الغریق یتعلق بکل حشیش ومن اصوبہا ما قیل بالہندیۃ ؎

ٹونا ٹامن توڑ کا بھول گیو سب کوئی　　جو پیو کہے سو کیجئے ایہی ٹونا ہوئی

ومن النوادر ان یکون نفس المحب بلغ جبلۃ او کسباً قوۃ وہمۃ مبلغ قوۃ اصحاب الہمۃ وکان المحبوب منفعل النفس فاحدث فیہ عطفاً ثم جذباً ثم تسخیراً او تسخیر اللسان[3] والمواعید المرغبۃ مع الکتمان فیہ تاثیر بلیغ والمطلوب من ہذہ المحبۃ للمتنزہین عن شوائب الشہوۃ الصحبۃ والکلام معہ والانبساط منہ والقرب عندہ والاظہار علی ما فی الضمیر ورؤیتہ فی احسن احوالہ تجملاً وسروراً فحسب ۔

---

(۱) فی "ش" جبلیۃ ۱۲　　(۲) فی "ش" او طاعۃ مالیہ او مثلہا ۱۲

(۳) فی "ش" وسحر اللسان ۱۲

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وہابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

وقد برهنت على ان العشق بهذا النوع اخبث الفتن واشنع المحن الا من عصمه الله تعالى فى ابتلائه كما انه بالنوع المذكور فى الشعبة الثانية(1) اشرف النعم وافضل المنن بان لنا سبعة اشياء ولا شئ يدانيها(2) فى عزتها وشرفها كل منها لذة العيش وخلاصة الحياة وهى راحة القلب وراحة البدن والعقل والعرض والمال والشريعة والطريقة وهذا يفسد الكل ويهدمه ثم لا يعقبه غاية محمودة تخلفها والكل ظاهر الا فى الشريعة والطريقة فاما الشريعة فلان بناءها على الانقياد التام للشارع بنعت التوحيد والاخلاص والمعشوق ربما يامر ويرضى بالمعصية فان اطاعه بطل الدين وان لم يطعه فسد العشق واما الطريقة فلان اصلها تخلية القلب عما سوى الله وهذا يضاده اما عند غير القائل بوحدة الوجود فصريح بين واما عند القائل بها فلالزام(3) الحصر فى المعشوق والاعراض عن اطلاق المحبوب الحقيقى وانما جهة الغيرية هى جهة التقييد وقد قال الشيخ محى الدين ابن العربى رح انما كفرت النصارى فى قولهم اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ بْنُ مَرْيَمَ لاعتقادهم الحصر فيه واثبات الالهية من جهة انه ابن مريم وما روى "ان من عشق وكتم وعف ثم مات مات شهيدا" فلا يدل على فضيلة له بل على فضيلة الكتمان والعفة فانهما من غاية الصبر "وَاِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ" وايضا فالام غيره من الآفات يتاذى بها النفس فتحتال لدفعها والام هذه البلية تتلذذ بها فلا ترضى بازالتها واشنع منه ما كان لمصادفة خلط سوداوى صورة مستحسنة فى الوهم والخيال وفساد الباطنة والمحركة بالانفعال عنها وهو المذكور فى الطب للعلاج نعم(4) العشق العفيف يحرك القلب الساكن الجامد ويوقظ الروح النائم الخامد ويقطع العلائق القوية فيجعله لان يصرفه الشيخ الكامل الى الله وينبه الباطن الطامع على العبادة باللذة لا بالغرض وربما الحقه ندم وحرمان فكان احد الاسباب العادية للتوبة ولكن لا نرى من عظماء الحقيقة وكبراء الطريقة وائمة العرفاء من هدى للعرفان بالتمرن عليه والمزاولة له وسالت عن قول

---

(1) ثالثها ۱۲ من ش

(2) فى "ش" بدانيها ؟ ۱۲

(3) فى "ش" فالالتزام ۱۲

(4) فى "ش" ثم العشق العفيف الخفيف ۱۲

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

بعض العرفاء اتقوا الامارد فان لہم لونا کلون اللہ فاجبت بانہ لاشک فی ان لیس للامارد لون معین یشبہ بہ ولامختص بہم دون غیرہم بل المراد ان مافی لونہم من السر المستولی علی النفوس الفتان للقلوب الجاذب للارواح لیس صرف امر جسمانی یوثر فیما فوق الاجسام بل ہو من اشعۃ المعنی المشار الیہ فی قول القائل ؎

لقد صرت مقناطیسنا فقلوبنا لجذبک ایاہا الیک تمیل

فہو ینبج من ذکار اللہ ولا غرو فی وقوعہ کل موقع کما قیل ؎

وان ضیاء الشمس تفشوا فیوضہ فیشرق مایلقی بیاضا و اغبرا

وانوارہا لم تنقفص[1] من بہائہا تصیب جمیلا والقبیح المقذرا

فالجاہل یتخذہ حبالۃ من الضلالۃ دالغی والعارف یتخذہ مرأۃ لمطالعۃ ہذا الشان الالٰہی ومثل ہذہ الجہات قالوا المجاز قنطرۃ الحقیقۃ فلا مدخل لہ فی الایصال الی الحق کما قالت الجاریۃ ؎

ویوم الوشاح من تعاجیب ربنا الا انہ من بلدۃ الکفر انجانی

واللہ یہدی ویعصم وینجی ویرحم۔

واما الصوت الحسن فاختصاص الناس فیہ بلحن دون لحن ایضا لمثل ہذہ المناسبات المودعۃ فی النفس وللصوت العاد ثلثۃ فطولہ ہذا الامتداد الزمانی وعرضہ سعۃ مخرجہ وغلظہ او ضیقہ ودقتہ وبہا دونت شعبہا وعمقہ درجۃ قوۃ تخرجہ فیتحقق فی الاصوات نسب ضمنیۃ وعددیۃ وانما دونت بالاخیرۃ بل رجوع استحسانہا الی التناسب اظہر فانما حددت وضبطت بالنسب ومن عین لہا اوقاتا وصورلہا تماثیل بہیئات فانما راعی تناسبہا وقد راینا تواطی قریۃ وقبیلۃ علی لحن وتواطو الاقالیم والبلاد فی الاخراج والالتذاذ علی الحان مختلفۃ کما یری فی الہند والعرب والفرس والافاغنۃ وغیرہم لاختلاف امزجتہم فی ہلکیفیات المزاجیۃ والکوکبیۃ وغیرہا وللصوت مع التناسب صفاء وملاحۃ وزینۃ وہی تصحیح الحروف

---

(۱) فی "ش" لم تنتقص وقال مولانا الاعظمی ولعل الصواب لم تنفص او لم تتقص" ۱۲

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

ولہٗ المراتب الاربعۃ من المقبول والمرقص والمفید(۱) والمہلک فان تاثیرہٗ باستعداد السامع یصل الی الصعق والموت وافراط لذتہ یسمی بالوجد وبالجملۃ فلہٗ عند سلامۃ السامع عن المعارضات تاثیر عظیم فی اہاجۃ القلب وابداء مکنونات النفس خیرا وشرا کما قیل ؎

یہیج الفتی عند السماع لانہ ۔۔۔ یبین لہ السر الذی فیہ قد خفی

وذلک ان الصورۃ فی نغماتہ ۔۔۔ عبارات معنی الشوق من غیر احرف

وقد بالغت فی استنباط قدر تاثیرہ وتوقع(۲) فعلہ فوجدتہٗ اقوی الوسائل لترقیات الاحوال ولا اثر لہ اصلاً فی ترقیات المقامات

وکما ان لحسن الصورۃ اقساما فجمال النساء یخالف جمال الرجال وجمال الصبیان وجمال الصبیان جمال الفتیان وہما جمال المشائخ اصحاب الانوار وہم جمال المقاتلۃ اہل الارعاب

فکذلک لحسن الصوت اقسام لحن الاذان ولحن التلاوۃ ولحن الاذکار ولحن انشاد الاشعار الشوقیۃ والمراثی ولحن الغناء ولحن النوح ولحن تنشیط الحیوانات والاطفال وہدوہم ونحو ذلک وکل منہا علی انواع ولہا اصناف۔

ولحن الغناء یحقق النظر فی امور اربعۃ

احدہا المعنی المؤدی فیہ انہٗ ذکر الحق توحیداً اوثناءً اومناجاۃً اومنقبۃً للصالحین اومدح عظیم اومحبوب معلوم مستحق علی وجہ الصدق اوالمبالغۃ اوالاغراق اوغیر مستحق اومفروض اوشوق اوتحزن علی الہجر اوالقصور اوفرح بوجدان المطلوب وہل ہو مشتمل علی کلمۃ بدعۃ اوفسق اوکفر وہزل اولا۔

وثانیہا فی خصوص محلہ ومخرجہ انہ ذکر ام انثی محرک شہوۃ محرمۃ اومہیج فتنۃ محبۃ اوصاحب فسق وبدعۃ یکرم بہ اولا۔

(۱) فی "ش" والمقید ۱۲ ۔۔۔ (۲) فی "ش" وموقع ۱۲

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

وثالثها في الغرض المحرك اليه انه لكسب معيشة او توسل او تذلل الى ذي جاه او فرح باعياد المسلمين او مسارهم او باعياد الكفار ومسارهم او هيجان شوق او تهيج مشتاق على اختلافهما خيرا او شرا او نحو ذلك

ورابعها انه مجرد عن الآلات او مقرون بها من المزامير بالفم او من ذوات الاوتار المضروبة بالنقر او بالقوس او من ذوات الجلود المضروبة من الجانبين او من جانب واحد مع الانسداد الطرف الآخر حقيقة او حكما او مع الفتاحه او بمقارعة التبين ؟ او غير ذلك -

وهذه الامور كما انها مدار اللذة او الكراهة كاملا او ناقصا بحسب الموافاة لحال السامع كذلك هي مدار اباحتها شرعا وتحريمه، واذا تعارض سببا اباحة وحرمة رجح المحرم وما جاء من ارتكابها والانهماك فيها ممن نعتقده[1] ولايته بما يقارب اليقين فناهيهم[2] على نية من حماية الدين او اعلامهم بالمحبة الى الطريق الاقوم المتين او اظهار فرط تشرعه بين المسلمين او اهانة اهل المحبة باثبات القادح عليهم في الدين ومنكرهم غافل عن قوله تعالى "فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ" فان ذلك تحصل بزيادة حسنة واحدة فما ظنك ممن يحفظ الانفاس ويعمر الاوقات ويجتنب الشبهات ويراعي سائر الآداب[3] ويرجي له اكثر مما يرجى لغيره من عفو الزلات ولا يقع في مثله الا في شدة الشوق والغلبات اما مع الندم والاعتراف بالتقصير او مع شهادة الوجدان بانتفاء المعنى المحرم عنه ثم حصول الظن بتخصيص المحرم من قبيل خطاء المجتهد ثم التمسك لاباحته بكل نقل ضعيف او حقير والله سبحانه بما في الصدور خبير ولكن لا التقليد لغيرهم بهم فان حكم التحليل والتحريم للشارع البشير والنذير وتتبع كلامه عهدة اهل النقل والاجتهاد والتنقير -

وسأل جدي رضي الله عنه احد اصحابه ممن كان ينبسط اليه ميلكم الى حسن الصوة اكثر ام حسن الصوت؟

---

(۱) في "ش" يعتقده ۱۲

(۲) هكذا في "ش" وفي العبارة سقم والله اعلم ۱۲ سواتی

(۳) في "ش" الارادات ۱۲

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وهابی مولوی نے کیا ہے-کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

فقال الی حسن الصوت فتبسم جدی رضی اللہ عنہ وقال ع شنیدہ کے بود مانند دیدہ - وظنی ان تاثیر حسن الصوت اسرع واعم حتی فی الحیوانات وہو فی الحیوانات اندر کثیراً وتاثیر حسن الصورۃ ادوم ویختص من الناس ایضا ببعض واللہ اعلم -

واما الخلق الحسن فاستحسانہ یرجع الی اصول ثلثۃ

احدہا المشارکۃ فی غلبتہ[1] فلما کانت محبۃ کل لنفسہ ضروریۃ کانت محبۃ النفس الشبیہۃ بہا ضروریۃ وثانیہا انجذاب النقص الی التمام الذی لایستبد بدونہ ولایستتب الا بہ فکما یضطر الظامی الی الماء والجائع الی الغذاء والانثی الی الذکر والصبی الی الحاضن کذلک یضطر الخائف الی الشجاع والضعیف الی القوی والمحتاج الی الجواد القاسم المحتاج الیہ والملوم الی المستحسن -

وثالثہا رسوخ اعتقاد کونہ کمالاً اما بعادۃ وتقلید او تجربۃ وتحقیق فالکمال من حیث ہو کمال محبوب لذاتہ لمحبوبیۃ اللذۃ لذاتہا وقد یکون ذلک لخصوص طبعی فقد رأیت من حبب الی طبعہ مقولۃ الاضافۃ فلا ینشرح الا فی تحقیق النسب والسلاسل والروابط ومن لاینشرح الا فی مقولۃ الکم من المحاسبات والتقدیرات ومن لایفرح الا بمذاکرۃ الحروب وخداعہا ونحو ذلک والکل تختلف بغلبۃ الخلق واشتداد الحاجۃ وفرط اعتقاد الکمال واعم الاخلاق جلباً للقلوب التواضع[2] والسماحۃ فالتواضع اثبات الجاہ ممن لایسبب ضروریا فیہ لاثباتہ والسماحۃ ترک التعرض للغیر طلباً وترکاً وان کان لوسعۃ[3] الصدر فقط وقد ورد ازہد فی الدنیا یحبک اللہ وازہد فیما عند الناس یحبک الناس ومنہا التسلیم و ترک الاعتراض علی العبادۃ[4] الغالبۃ ثم لکل من السخاوۃ والشجاعۃ والکفایۃ والامانۃ والحیاء والعصمۃ والحلم والوفاء والرزانۃ والجلادۃ والصدق والفصاحۃ ولامثالہا فی القلب محل لیس لغیرہ -

---

(۱) فی "ش" غلیۃ ۱۲ (۲) قال شیخ مشائخنا الامیر امداد اللہ المہاجر المکی اصل الاتحاد التواضع واصل المنافرۃ الکبر ۱۲ سواتی (۳) فی "ش" توسعتہ ۱۲ (۴) فی "ش" العادۃ ۱۲

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وہابی مولوی نے کیا ہے-کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

وأما طول الصحبة مع الانبساط فلقرب الابدان والتصاق[1] الصدور وفيه مدخل جليل كما يرى في حواضن الاطفال ۔

وأما الاحسان فلا يختص بالمال بل يشتمل اعطاء المنصب والعلم والانجاء من الدواهي البدنية والمالية والعرضية وعدم انفعال البعض عنه ليس بضعف سببية[2] بل بفساد جوهرهم وخبث طينتهم ۔

وأما العقيدة فكالدين والمذهب والطريقة مالم يقع معها مخالفة وتعصب توجب اضداد المحبة

وأما الحرفة فعبارة عن الفعل الكثير الوقوع بالعناية والقصد سواء اتخذه العامل مكسبة معاشه اولا وجذب الوطن واللغة والسن والحرفة اصرح مايكون عند تفاقم خلافها ولعمومها كثيرا مالا يوقف على اقتضائها الجهة محبة[3] ۔

وأما النسب فيبلغ شدته خصوصا في الاقارب مبلغ العشق ومن اصوله ان حب الاصل للفرع يكون اقوى من العكس وهو عمود الهي في نظامي التكوين والتشريع للمحبة والاعانة كما جاء " وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ " وجعل في الابوين كانه ظل الشعبة الاولى مما ذكرناه والاتفاق الصنفي للرجال بينهم وللنساء بينهن وان كان من اسباب المحبة بالعموم ولكن الحكمة الالهية حيث القت بين الرجل وامرأته مودة ورحمة ليسكن اليها فيقع بينهما مع الاختلاف من المحبة مالا يقع في الاتفاق الصنفي لعدة معان اشرنا الى بعضها ونشير في المحبة الغرضية الى بعض آخر منها وهو احكم الحاكمين ۔

الشعبة الرابعة :۔

فمن اصولها ان الانسان كما علم اجمع الموجودات للقوى الفلكية والعنصرية والمعدنية والحيوانية

---

(۱) في "ش" والصاق ۱۲ (۲) في "ش" لضعف سببية ۱۲
(۳) في "ش" على اقتضائها محبة ۱۲

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

والملكية واكثرها[1] اجزاء حاملة لها واوسعها ارتفاقات ينتفع بكل شيء استعمالاً واستعلاماً واوفرها احتياجاً الى الآلات واشدها تفاوتاً[2] من بني نوعه وتفضل على سائر الموجودات بعقل مستنبط للكليات من الجزئيات وطارد لها في الغائيات فله بحسب كل قوة وجزء آفة يحترز عنها ورياضة يتقوى فيها بها ولكل قوة لذة محبوبة لها لذاتها ولكل آلة صنعة كاسبة لها وبها ولكل اعانة من بني نوعه علاقة حاملة عليها وضابطة حافظة لها ودليل كاشف لهم عما في ضميره وفي كل ارتفاق رغبة وحاجة لطلبه والنفس اذا تمكنت من ضرورة الحاجة وهي دفع ضرر لا صبر عليه وجلب نفع لا صبر عنه قصدت رفاهية فيها وهي استيفاء اللذة معها فاذا تمكنت من الرفاهية المعتادة قصدت جميع اصناف اللذة اليها فاذا وجدت ذلك بحسب الوقت العاجل لنفسه ولامثاله طلبت ابقائها وادامتها بحسب المستقبل الآجل له ولهم واذا بلغت بغية من مناها استنبطت او تلقت من اخواتها افضل منها واجتهدت في سعيها وكما يكون ذلك في الاغراض الدنيوية يكون مثله في الاغراض الدينية والاخروية وجملة هذه المطلوبات اغراض سهامها ومرامي قصدها فاذا مالت الى شيء منها فقد حصلت له محبة فاوجبت محبة ما يفيده ويعينه في تحصيله وكراهة ما يصده عنه فذلك مجال انفساخ المحبة الغرضية وتبين منه ان هذه الشعبة فرع ما قبلها كما كانت الثانية شعبة لما قبلها والفرق بين الشعبتين ان ما يكون سبب المحبة معها او قبلها فطبيعية وما كان بعدها فغرضية والنظر في اقسامها۔

تارة في مبادي الاغراض فقد يكون من فروع القوة الملكية كالمريد مع الشيخ والمقلد مع المجتهد او من العقل الكلي كما بين التلميذ والمعلم او من القوة الوهمية كما بين الاعوان في الملاعب او من القوة الشهوية كما بين الزوجين او من القوة الغضبية كما بين الاعوان في الحرب۔

وتارة في نفس الغرض انه اقامة نظام ديني كما بين النبي واصحابه او دنيوي كلي كما بين الملك

(۱) في "ش" ومن اكثرها ۱۲ (۲) في "ش" تعاونا ۱۲

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

ووزيره او جزئي كما بين المالك ومملوكه هذا يتمتع بنعمة ذاك وذاك بخدمة هذا او حظ نفس بمباح كما بين الاعوان في المكاسب والمعاش من الزراعة والتجارة والحرفة والمؤاجرة باقسامها او حرام كما مع الفوادات[1] والغواحش۔

وتارة٣ في حصول الغرض انه بالذات او بالتبع كما يكون مع الملوك وندمائها ومع الازواج واوليائها قبل اللقاء وبعده فيكون مجمعاً كذلك۔

وتارة٤ في الثبات والانقلاب لتغيره في احدهما او كليهما سريعاً او بطيئاً او لا۔

وتارة٥ بلزوم محنة ومؤونة مكافية للمقصود او دونه او فوقه او بدونه۔

وتارة٦ بشرافة الغرض وخساسته عقلاً او عرفاً او شرعاً۔

وتارة٧ يكون[2] عاجلاً او آجلاً قريباً او بعيداً

وتارة٨ بكونه ضرورياً او نافعاً او فضولاً او ضاراً بوجه آخر

وتارة٩ بخصوص متعلقه او بعمومه

وتارة١٠ بوجدان الغرض بالسعي او تخلفه عنه فهذه عشرة وجوه ولا حاجة الى مزيد تفصيلها بعد الاحاطة باصولها،

ومن انفع الكلام في هذا الباب قوله صلعم "احبب حبيبك هوناً ما عسى ان يكون بغيضك يوماً ما وابغض بغيضك هوناً ما عسى ان يكون حبيبك يوماً ما"

وبالجملة يجب في هذه المحبة العمل بالحذر والتأليف معاً واكثر الاغراض حباً الجاه والمال لكونهما ذريعة تحصيل اكثر المشتهيات فكان حصولها حصول جميعها او زوالها فقدان جميعها

ومن المحبة الشهوانية ما يسمى بالعشق ايضاً وسره توزع البخارات المنوية في القوى على حسب

---

(١) في "ش" كما مع القوادات ١٢ (٢) في "ش" بكونه ١٢

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

توزع الارواح من الدماغ والقلب فيسري في جميعها فيلتذ جميع الحواس والخيال والوهم وتهيج الشوقية و ينعقد العزم الى المحبوب واليه الاشارة في الحديث "زنا الاعضاء" فاذا اشتد الشوق وتعذر الوصل تفاوتت احوال ذكرت في الشعبة الثالثة فليفرق بينهما بالصادق والكاذب فان هذا الضعف بقضاء الحاجة وطول الصحبة او يبطل بالكلية واما الاول فانه يتضاعف بطول الصحبة ويقطع الشهوة وربما وقع عند اللقاء رجيف في القلب وتافض في البدن ولهيب في الصدر وحيرة في الحواس يمتنع طغيان الشهوة معهما و لكن ربما يتفق انقلاب الصادق كاذبا والكاذب صادقا فالانقلاب في اسبابهما فيشتبه الامر الا على ذي بصيرة نافذة ومن الانقلاب ان صنفا من الناس يكون محبوبا بغرض[1] فاذا لزم القلب حبهم حضرت المحبة حيث لا يتوهم الغرض اصلا فكانه حب طبعي۔

ثم ان هذه المحبات قد ينعكس معا او يتعاقب لاشتراكهما في سبب او لانفراد كل بسبب وقد لا ينعكس وقد يكون لشخص واحد محبوبات كثيرة من جهة واحدة او جهات شتى ويكون لجماعة محبوب واحد كذلك و حينئذ قد يقصد التمتع بالاختصاص فيكون احد اسباب التحاسد والتشاجر اولا فيكون احد اسباب المحبة و التعاون ولكن لا يخفى انه ليس كل من يتعلق به الغرض ويستوفي منه الحاجة محبوبا فان المحبة حالة ميل و انجذاب فربما يميل الباطن الى الغرض والحاجة ولا يلتفت الى صاحبها لفتة" اللهم الا ان يسمى محبوبا بالعرض والمجاز وذلك كمن يبيع امرا مطلوبا فيرغب في الامر ولا يرغب الى صاحبه معرفة فضلا عن محبة وكل ذلك واضح عند الانفراد واما الصاق فقد يبقى للنفس معها اختيار كف وكبح فيراكبها[2] الاحكام الشرعية الحسنة وقد لا يبقى فيجمح[3] عليها

الشعبة الخامسة :-

(۱) في "ش" لغرض ۱۲ (۲) في "ش" فتراكبها ۱۲
(۳) في "ش" فتجمح ۱۲

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے-کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

فمن اصولها ان من التحصيل[1] عند المحصلين ان الاستفاضة بقدر المناسبة ومعلوم ان الانسان العامى مجال مشاعره فى المحسوسات ومجال عقله الغريزى فى المعانى المجانسة لها والمنتزعة منها والحق جل شانه بما هو هو منزه عن جميع ذالك ووراء فوق الوراء فوجب عليه طلب دليل موصل اليه وطلب منبه على دلالة الدليل وكيفية الاستدلال به ولاشئ فى التنبيه مثل الانسان من جهة حذاقته فى وجوه التفهيم[2] من المنطق الفصيح والاشارات الواضحة والحكاية المطابقة ونصب القرائن وتاثير الهمة والتحريض الجائى عليه لما تكرر فى النفوس من داعية التقليد فى الناقص بالكامل والفاقد[3] الطالب لفضيلة للواجد لها من بنى نوعه وجهة حسن معرفته بطرق الاشكالات او الشبهات والعوائق وبانحاء ازالتها بالمماثلة الوجدانية وكذلك الادليل على الحق سبحانه مثل الانسان من جهة كونه مظهر كمالاته وجامع شيونا ته وآثاره ومكشاف تجرده مع قيوميته وفهم دقائق خطابه مع شركته[4] لغيره من الكائنات فى ابانة آثار القدرة والحكمة وغيرها ولاسيما الكمل منهم فانهم للمرايا المشاهدة جماله وجوارحه فى خوارق تصرفاته والحبائل لجذبه واجتبائه واتصل ذلك بما لهم من قرب الحق سبحانه منهم ومحبته لهم وترغيبه على محبتهم واستصحب ذلك محبة ما فيهم من محامد الاخلاق ومحاسن الشمائل واقترن ذلك بما يتعلق بهم من الاغراض الفاضلة والحاجات العاجلة والآجلة وبما فى متابعتهم من انتظام الروابط الواثقة والمعاونات الصالحة واكد ذلك ما فى جبلتهم من ان محب الشئ يحب محبوبه ومحبه حتى صار الكمل منهم انوار الحق كمشكوة فيها مصباح المصباح فى زجاجة الزجاجة كانها كوكب درى يوقد من شجرة مباركة زيتونة لا شرقية ولا غربية يكاد زيتها يضيئ ولو لم تمسسه نار

فقرب الحق سبحانه منهم نار وصفاتهم الكاملة زجاجة وحسن ثنائهم قبل وجودهم فى البشارات و

---

(۱) فى "ش" ان من المتحصل ۱۲ (۲) فى "ش" التفهيم ۱۲

(۳) فى "ش" والفاقد بالطالب لفضيلة للواجد لها ۱۲ (۴) فى "ش" مع شركته ۱۲

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

بعد وجودہم فی السیر الصالحات مشکوۃ وما یتعلق بہم من الاغراض الشریفۃ زیت والاحکام الجبلیۃ الداعیۃ الی تقلیدہم وترویج آثارہم زیتونۃ وہم مصابیح الہدی فہم نور من نور ونور فی نور ونور علی نور وبہم تمت للمناسبۃ مع الحق سبحانہ فی استفاضۃ الکمالات الظاہرۃ والباطنۃ فوجب التوسل بہم فی معرفۃ الحق وسلوک سبیلہ واقتفاء رضائہ وبقدر المحبۃ یحصل الاتباع لہم والانصباغ بہم فیکمل الانتفاع ویتم الاستمتاع فصار حبہم اشرف الاغراض عقلا وطبعا کما کان کذلک شرعا واجمعہا للفوائد وادومہا فی الدارین واوثق الوسائل الی الکمال المطلق الحقیقی حتی کانہ المقصود بعد المقصود ولاجلہم تؤثر محبۃ من تعین وتفریغ لمحبتہم والتشبہ[1] بہم وکفی بہ فضلا عظیما وفوزا مبینا۔

ولہذہ الشعبۃ اصول تستنبط من اصول جزئیہا وتختص النظر فیہا من وجوہ

احدہا مراتب انتسابہا الی الحق جل شانہ فاعلاہا ما کان بوجدان الحق فی مجلاہ[2] کما ورد "کنت سمعہ وبصرہ" ولابد فی مثل ہذا من التمیز[3] بینہ وبین الحلول الذی یعتقدہ النصاری والہنود وتحصل ذلک بانہ مخلوق اللہ سبحانہ لا عینہ ویتوضح ذلک بمثال وہو استواء اشراق الشمس من کبد السماء علی قطع من زجاجۃ ومن صینی ومن خزف ومن مدر ومن فحم وتساوی وصفہا من الجمیع مع اختلاف ظہور آثارہا بواسطۃ صفاء الجوہر وکثرۃ قبول الفیض بدون التغیر والتنزل[4] والممازجۃ والانحصار وما احسن ما قال ؎

ولما تجلی من احب تکرما … واشہدنی ذاک الجناب المعظما
تعرف لی حتی تیقنت اننی … اراہ بعینی جہرۃ لا توہما
وفی کل شیئ اجتلیہ ولم یزل … علی طور قلبی حیث کنت مکلما
وما ہو فی وصلی بمتصل ولا … بمنفصل عنی وحاشاہ منہما

---

(۱) فی "ش" وتشبہ بہم ۱۲ — (۲) فی "ش" مجلاہ ۱۲
(۳) فی "ش" التمیز ۱۲ — (۴) فی "ش" والتنزل ۱۲

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

وما قدر مثلی ان یحیط بمثلہ ۔ وابن الثری من رفعۃ البدر انما

اشابدہ فی ضوء سری فاجتلی ۔ جمالا تعالیٰ عزہ ان یقسما

کما ان بدرا ینظر وجہہ ۔ بوسط غدیر وہو فی افق السماء

ولا یذہبن علی حبیبی طال بقاءہ ان التجلی اصل عظیم لا یستغنی عنہ القائل بالوحدۃ[1] ولضرورۃ التمیز بین احکام المظاہر ولا ینکرہ منکرہا لکونہ من احکام جہۃ الغیریۃ وعندی فیہ کلام مبسوط وبعد ذلک انہ موصل الی اللہ وکاشف للحجب بتصرف ہمتہ وتفہیم دقائق طریقہ وبالترغیب علی الدخول فیہ وتحمل مشاقہ[2] وبعد ذلک ان اللہ یأمر ویرضی بمحبتہ وبعد ذلک انہ محبوب اللہ او محبہ فہذہ محبات اصلیۃ فی بابہا وبعد ذلک انہ یعینہ[3] فی امر اللہ بالمرافقۃ والصحبۃ او بالاباحۃ[4] والانشاء[5] وبعد ذلک انہ یفرغہ لطاعۃ اللہ بتحملہ مؤنۃ معیشتہ او مؤنۃ خدمتہ او مؤنۃ حمایتہ او مؤنۃ من یعینہ فیہا وہذہ محبات طبعیۃ فی بابہا وثانیہا مراتب قوتہا فاضعفہا مجرد الاستحسان والذکر الجمیل والدعوۃ الصالحۃ والفرح باصابۃ الخیر[6] والتاسف علی ضدہ ثم ما یبعث علی المواساۃ والاحسان ثم ما یبعث علی اللقاء ثم الملازمۃ فان کان المحبوب اہل فالتوسل بہ ثم التلقن منہ ثم التشبہ بہ عملاً وحالاً ثم التبتل الیہ عن محبۃ غیرہ ثم بذل کل ما فی یدہ من النفس والعرض والمال علیہ وان کان انقص فالشفقۃ علیہ وتربیتہ ومحافظتہ وتکمیلہ علی حسب استعدادہ ثم استخلافہ ثم تمکینہ فی ما یجری فیہ البذل ثم ادراجہ فی ضمنہ فینصب علیہ ما انصب علیہ ولیعرج بہ الی ما عرج الیہ وحکی لی القاضی غلام محی الدین وکان من اصحاب جدی رضی اللہ عنہ وکان علی جادۃ قویمۃ من التقوی والمجاہدۃ وحفظ الآداب انہ مکث یومین ونصف یوم لا یجد فی انانیتہ[7] غیر شیخہ

---

(۱) فی "ش" بوحدۃ الوجود ۱۲ ۔ (۲) فی "ش" مشاقۃ ۱۲

(۳) فی "ش" بعینہ ۱۲ ۔ (۴) فی "ش" او بالاباحۃ ۱۲

(۵) فی "ش" والانشاد ۱۲ ۔ (۶) فی "ش" الخبر ۱۲

(۷) فی "ش" انائیتہ ۱۲

ثالثہا فی فوائدہا وہی اما فی الدنیا فی الباطن والظاہر معًا او فی احدہما کما فہمت من مراتب قوتہا من تحصیل الکمالات والاعانات واما فی الآخرۃ وعند اللہ فقد ورد" این المتحابون فی جلالی لہم منابر من نور یغبطہم النبیون والشہداء" وورد "خرج رجل زائرًا اخالہ فی اللہ فارسل اللہ علی مدرجتہ[1] ملکا فلما لقیہ سألہ الملک این ترید؟ فقال ارید قریۃ کذا ارید اخالی فی اللہ قال ہل بینکم نسب او ذمۃ قال لا الا انی احبہ فی اللہ قال فان اللہ ارسلنی الیک ان اللہ یحبک" وورد "افضل الایمان الحب فی اللہ والبغض فی اللہ" وورد "ان احد السبعۃ الذین یظلہم اللہ فی ظلہ یوم لا ظل الا ظلہ" "المتحابان فی اللہ اجتمعا علیہ وتفرقا علیہ" وورد "ان اللہ یسئل العبد ماذا عملت لی فیقول صلیت لک وصمت وتصدقت فیقول ہذا کلہ لک فماذا لی ہل احببت لی احدًا" وورد "المرء مع من احب"

رابعہا شرط حصول فائدتہا عزیمۃ الاتباع والغلبۃ حتی یأخذ بجامع القلب ولا یزال نصب العین والمحبۃ بشرط اصل الاتباع مستقلۃ بالفوائد وراء فوائد کمال الاتباع والالم یکن لہا فضیلۃ الا کونہا مجرد وسیلۃ للمتابعۃ مع ان مورد الحدیث والفاظہ تابی ذلک ففی روایۃ انس رض ان اعرابیا سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متی الساعۃ فقال ویلک ما اعددت لہا قال واللہ ما اعددت لہا کثیر صلوۃ ولا صیام الا انی احب اللہ ورسولہ فقال المرء مع من احب قال انس رض فما فرحوا بعد الاسلام مثل فرحہم بہذا وفی روایۃ ابی ذر رض "ارأیت رجلا احب قومًا ولم یعمل بعملہم فقال المرء مع من احب وانت مع من احببت" وفی روایۃ غیرہما کیف بمن احب قومًا ولم یلحق بہم قال المرء مع من احب" وقصص نعیمان رض معروفۃ مشہورۃ نعم ترتب الفوائد فی الدنیا مشروط بالصحبۃ وحسن الظن وعظم الطلب بواسطۃ او بلا واسطۃ کما ذکرہ فی المحبۃ بالذات وبالتبع۔

خامسہا لیس المراد بالمعیۃ مع المحبوب فی الحدیث المعیۃ فی الرتبۃ والمکانۃ لحصول التفاوت

(۱) ای طریقہ ۱۲ من ش

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

بالاصالۃ والتبعیۃ ولیس لخواص المحبوبین شرکۃ معہ صلی اللہ علیہ وسلم فی النبوۃ والخاتمیۃ والمقام المحمود والوسیلۃ فضلاً عن خواص المحبین وعوامہم بل فی المکان ولیس فی مکان الدنیا بالضرورۃ لظہور البعد المکانی والزمانی بین المحبوبین والمحبین بل فی منزل الآخرۃ ویلزمہا الشرکۃ فی مواہبہا من النعیم والکرامۃ ولو مع التفاوت بالکثرۃ والقلۃ وقد اوضحہ حدیث آخر فیہ "کان معی فی درجتی فی الجنۃ" وسیأتی! وسر ذلک ان الحب والاستحسان انما ہو للشرکۃ فی اصل الوارد والقصور فی استکمالہ وسبوغہ لاستحکام العوائق الصارفۃ البدنیۃ والعلائق المانعۃ النفسانیۃ عن کمال المتابعۃ واللحوق فعند انقطاعہا ینجذب السر الی ما ہو لہ[1] ویفوز بنیل مرغوبہ والحمد للہ" وتوضح[2] الشرکۃ المکانیۃ والمواہبیۃ مع عدم التساوی فی المرتبۃ بمثالین الاول من رعیۃ الملک الآکلین من رزقہ والساکنین فی ارضہ والآمنین بحمایتہ والمتمثلین لامرہ ونہیہ من لا یلقاہ الا فی سوق او مسجد او متنزہ[3] او مصاد[4] والمعززون منہم عندہ قد یلقونہ فی منازلہم زائراً لہم وضیفاً علیہم واہل الاختصاص منہم عندہ یزورونہ فی منزلہ ودارہ ولکن فی دار الملک المختصۃ بہ منازل بعضہا لورود العوام وبعضہا لورود الخواص وبعضہا للخلوۃ مع الخواص وبعضہا لخواص خدمہ وبعضہا لخواص حرمہ وبعضہا للجلائل[5] المعظمۃ وبعضہا للخلوۃ معہم وکل ذلک خالص منزلہ ومنفرد دارہ ولا یلزم من الشرکۃ فی جمیع منازلہ ولا فی ذلک المنزل علی وجہ التملک والاستبداد او بالتصرف والثانی ان الخدم یتبعون السادۃ فی الضیافۃ فیشارکونہم فی السیر النظری والقدمی والرزقی[6] ولکن یقومون حیث جلسوا ویطعمون اذا افضلوا فلا یتوہم فیہم التساوی معہم فی المرتبۃ وفی الجاہ والمنصب اصلاً واللہ یہدی الی السبیل الاقوم۔

سادسہا النفوس الکاملۃ الفانیۃ فی اللہ الباقیۃ بہ فناء لا علمیاً فقط بل بنوع لطیف من العینی

---

(۱) فی "ش" الی ما مولہ ۱۲ (۲) فی "ش" وتوضیح ۱۲
(۳) سیرگاہ ۱۲ من ش (۴) مصاد شکارگاہ ۱۲ من ش
(۵) فی "ش" للخلائل جمع خلیلۃ زن ۱۲ (۶) فی "ش" والذوقی ۱۲

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وہابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

ایضا الذین انقطعت نسبتهم فی نسبة اللہ یکون حبهم الطبعی بل الغرض الدنیوی ایضا داخلا فی ہذا القسم ومنه محبة یعقوب لیوسف علیهما السلام وعلی مثل ذلک یحمل قوله صلعم حاکیا عن ربه تبارک وتعالی "استطعمتک فلم تطعمنی استسقیتک فلم تسقنی ومرضت فلم تعدنی" فمحبة الناس معهم نافعة للناس البتة علی قدر المحبة ومنه انتفاع ابی لهب یوم الاثنین بسروره بولادة النبی صلی اللہ علیه وسلم من اجل انه ابن اخیه وانتفاع ابی طالب بنصرته وحمایته صلی اللہ علیه وسلم۔

واما محبتهم مع الناس فانما ینفع الناس بشرط الانقیاد لهم کما یظهر من عدم تاثیر استغفار ابراهیم لابیه ونهی نبینا صلی اللہ علیه وسلم عن استغفار المشرکین ولو کانوا اولی قربی، وتسلیته صلی اللہ علیه وسلم بقوله "اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ" وقوله لنوح علیه السلام "اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ" وقد سبق منا ان حکم المحبة نافذ فی المحب حتما وفی المحبوب احتمالا۔

ثالثها قد تبین ان ہهنا امرین الحب فی اللہ والتحاب فی اللہ والاول لا یستلزم الثانی لعدم وجوب التعاکس کما یستفاد ذلک من حدیث نداء جبرائیل علیه السلام فان الذین وضع قبولهم فی الارض کثیرا ما لا یعرفون احبابهم واتباعهم فی المشرق والغرب والقرون المتعاقبة مثلا وفی الثانی لا یجب التساوی من الجانبین والکل ظاهر ولکن لهما آداب حفظ واستدامة لا ینبغی لطالبیهما ومما رسیهما الغفلة عنهما وہی معرفة اسمه ونسبه ومسکنه والاقدام علی المحبة بعد بصیرة فیه وتتبع لاحواله واعلامه بمحبته والتفقد لسوانح سروره وهمه وحزنه والمشارکة له فی ذلک وترک طلب المکافاة منه فان ذلک من اللہ الذی ہو المحبوب الحقیقی وفیه فتح باب الشکایة والیه الاشارة فی قوله تعالی "ذٰلِكَ اَدْنٰۤی اَنْ تَقَرَّ اَعْیُنُهُنَّ وَلَا یَحْزَنَّ وَیَرْضَیْنَ بِمَاۤ اٰتَیْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ" وترک التضیق علیه والقبول لقوله وعدم الاستنکاف عن نصحه وعدم الاصغاء الی من یلقی سوء الظن عنه حتی یثبته بتحقیق واف والاقالة

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وهابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

من عشراته، وحمل مثله على محمل صحيح، فان لم يكن فبالاستفسار عنه، وعدم اضمار شكاية، والبذل له و الاحتراز عن الاصرار على مكروهه واعلامه بعذره اذا وقع، والامساك عنه بعد انحراف[1] عن الجادة المستقيمة مع الاصرار عليه من غير ايذاء له، وحفظ سره فى حالتى الرضاء والسخط الا ما فيه ضرر العامة، والتحفظ عن مضار المنحرف بلا اشاعة، ومن ترقى الى مرتبة عالية من المحبة فليلتزم هذه الآداب على قدر ذلك۔

ثامنها[8] الانسان احوال متضادة لا يخلو عنها كصحة و مرض، وغنى وفقر، ورضاء و سخط وانبساط وتكلف، وجلوة وخلوة، وقدرة وعجز، وسفر وحضر، ومعاملة مع الاهل والاتباع، ومعاملة مع الامثال والشركاء، ومعاملة مع النافرين والاعداء، ومعاملة مع الاجانب والغرباء، فمن وجد فيها يرجح حقوق الله على حظوظ نفسه ويقدم صلاح العامة على صلاح خاصته فليغتنمه للحب فى الله فانه الاهل و الائق لذالك۔

تاسعها[9] المحبة مع الاحياء[2] الحاضرين نافعة عاجلا وآجلا واما مع الاموات فنافعة فى الآجل البتة بشرط الاهلية والايمان، واما فى العاجل فبشرط دوام التوجه، وتخلية القلب معه فى الخلوات و مداومة ذكره، وكثرة النداء[ع] له والبر معه بارسال الثواب اليه والاحسان الى اهله فذلك كثيرا ما يفتح باب الاويسية، ويعطى منفعة الصحبة، واما مع الغائبين فبشرط الموافقة لهم واعلامهم باحوالها فلا ينبغى للطالب الغفلة عن هذه الشروط وامثالها۔

---

(۱) فى "ش" بعد انحرافه ۱۲ (۲) فى "ش" مع الاحباء ۱۲

ع لفظ ندا سے استمداد و استعانت وغیرہ ہرگز مراد نہیں جیساکہ بعض کوتاہ فہم اہل بدعت خواہ مخواہ ایسی عبارات سے یہ سمجھ لگتے ہیں، بلکہ اس سے مراد محض یاد اور ذکر ہے، اور کسی متوفی بزرگ کو عقیدت اور محبت سے یاد کرنا اور اس کا ذکر کرنا نہ صرف یہ کہ جائز ہے بلکہ نزول رحمت خداوندی کا ذریعہ بھی ہے (عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ) جیساکہ حافظ ابن عبدالبر المالکیؒ اور امام النووی الشافعیؒ وغیرہ نے اس کی تصریح کی ہے (باقی ...)

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

عاشرہا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "احبوا اللہ لما یغذوکم من نعمہ[1] واحبونی لانی رسول اللہ الیکم واحبوا اہل بیتی لحبی" وقال "من احبنی واحب ہذین یعنی حسنا وحسینا وابا ہما وامہما کان معی فی درجتی فی الجنۃ" وقال "ان اللہ فرض علیکم حب ابی بکر وعمر وعثمان وعلی کما فرض علیکم الصلوٰۃ والزکوٰۃ والصیام والحج فمن انکر فضلہم لم یقبل لہ صلوٰۃ ولا زکوٰۃ ولا صیام ولا حج" وقال لہم "انتم خلائف نبوتی وعقدۃ ذمتی وحجتی علی امتی قد اخذ اللہ میثاقکم فی ام الکتاب لایحبکم الا مؤمن ولا یبغضکم الا فاجر" کذا فی ریاض النضرۃ، وتصح معناہ[2] شواہد وقال فی عموم الصحابۃ "من احبہم فبحبی احبہم ومن ابغضہم فببغضی ابغضہم" فھولاء احق من یحبون للہ ولا یعتد بحب غیرہم للہ الا بعد المحبۃ معہم للہ والرسول اللہم ارزقنا حبک وحب حبیبک وحب من یحبک وحب عمل یقربنا الی حبک آمین،

ہذا ما سنح[3] بہ الفہم القاصر والفکر الفاتر مع تشتت البال لعلل العیال وقلۃ الفرصۃ من الاشغال

(بقیۂ حاشیہ ص۷۱) بجائے اس کے کہ ہم ندا کے معنی ذکر اور یاد کرنے کے لئے بہت سے حوالجات پیش کریں زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اہل بدعت حضرات ہی کی ایک مرکزی کتاب "انوار ساطعہ" کا حوالہ عرض کردیں، جس پر ان کے دیگر علماء کی تقریظوں کے علاوہ مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کی تقریظ و تصدیق بھی ثبت ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ "اور جو کوئی فقط یہ لفظ کہے یا رسول اللہ اس کی نسبت ہم یہ کہتے ہیں کہ "شرح ملا" اور "غایۃ التحقیق" وغیرہ میں ہے کہ لفظ یا بمعنی ادعو ہے اور ادعو کے معنی ہیں ہندی میں کہ میں پکارتا ہوں، پس جس نے کہا یا رسول اللہ اس کے معنی قاعدہ عربی سے یہ ہوئے۔ کہ پکارتا ہوں رسول اللہ کو یعنی ان کو یاد کرتا ہوں ان کا نام لیتا ہوں، کہو اس میں کیا شرک، کیا کفر ہوگیا"

(انوار ساطعہ ص۲۳ طبع اشرفی کتب خانہ اندرون دہلی دروازہ لاہور) ۱۲ سواتی

(۱) فی "ش" من نعمۃ ۱۲ (۲) شواہدہ ۱۲ مولانا اعظمی

(۳) فی "ش" سنح ۱۲

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

تذییل

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

وسوء حال الدماغ بالضعف والاختلال بلا مراجعة کتاب واقوال والمرجو فی جناب الولی الحمیم ان ینظروا فیہ بعین الرحمة والرضا

نعین الرضا عن کل عیب کلیلة
ولکن عین السخط تبدی المساویا

واللہ سبحانہ واہب التوفیق ومن جنابہ افاضة التحقیق۔



اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

فیه ذکر سبب تالیف هذه الرسالة ومراسلات المصنف ومکاتبته مع خواجه حسن لکهنوی رح التی تشتمل علی ذکر المحبة وحقوق الصحبة واشتراط نفع المحبة للطرفین. وبیان اثبات محبة الله للکفار وبیان نقص فی الکفار للنقصان محبتهم بالله تعالی وحمل المعیة "فی هو معکم" علی المعیة بالمحبة وهی ذاتیة وحمل للمعیة فی قوله علیه السلام "المرء مع من احب" علی الاطلاق وان الصحبة تفید وان الدار الآخرة دار حیوٰة زراکیة یدرك فیها ما فی نفس الامر، وحکم المختص بالمحبة الروحیة هو الاطاعة وبالمحبة الروحیة صار سلمان رض من اهل البیت وبیان معنی تطهیر اهل البیت وتشریح قول ابی علی الدقاق رح وبیان ولایة عرفانیة وصاحبها ومن ادعی للمحبة بالاولیاء بغیر اقتداءهم فهو بطال کذاب، وخواص المحبة الالهیة، و صفات الاولیاء وذکر امام المحبة الطبعیة وغیرها - عم

تفرد بالاحکام فی اهل الهوی

(سوانح)

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

التقریب[1]

المحرک لتحریر الرسالۃ ان ورد علیّ من مودودی اللکھنوی الحبیب اللبیب و الحسیب النسیب الفہم[2] الفطن، والفصیح اللسن، خواجہ حسن متعہ اللہ بالمنن، ومنعہ عن المحن، رسالۃ اشار فیہا الی عدۃ من فوائدہا واقسامہا فحرکنی ذلک الی تحریر جوابہا ولما اتفق ان جری کلامی بجری الجواب توقف الاحاطۃ بہ علی الاطلاع بما فی السؤال فاستحسنت جمعہا فی ہذہ الاوراق، لازالۃ الحیرۃ والاغلاق، وقد ضم الحبیب الموصوف ہذا الفقیر فی الخطاب مع جناب استادہ وہی ہذہ ہو العلی الاکبر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد الیکما اللہ الذی لا الہ الا ہو وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ" وانا احب لجنابکما ما احب لنفسی من الخیرات والحسنات لان صلاح جنابکما یؤثر فیّ فان فی صلاح خدمتکما صلاحی وفی غیر ذلک غیر ذلک ولکنہ لا یفید فائدۃ تامۃ لالنا ولا لکم الا اذا تحبان لی واحبُّ لکما، ولذلک تری[3] اکثر الناس من الناقصین بقوا علی النقص من نقص محبۃ[4] اللہ مع ان الحق سبحانہ یحبہم اشد من حب آبائہم وامہاتہم لہم، وانہ لذلک صار معہم حیث قال "وھو معکم این ما کنتم" "ونحن اقرب الیہ (ای مطلق الانسان) من حبل الورید" والیہ الاشارۃ فی قولہ علیہ السلام "المرء مع من احب" فبالحب الکامل تحقق المعیۃ وقد علم بعدم التخصیص بدار ما من الدارین ان المعیۃ بین المحب وحبیبہ یکون فی الدارین ولیس ذلک الا بالرتبۃ والمکانۃ لا بالمحل والمکان فالمحبۃ باہل اللہ مثل جنابکما توجب المعیۃ بہم رتبۃ ومکانۃ لا مکانا فقط کما ہو ظاہر

---

(۱) سبب تالیف ہذہ الرسالۃ ۱۲ (۲) فی ش: الفہیم ۱۲

(۳) فی ش: نری ۱۲ (۴) فی ش: محبتہ ۱۲

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

وآن فرض فالمعیۃ بالمکان اعنی بدار الدنیا یثمر ثمرۃ علیہ ؎

یک زمانہ صحبت با اولیاء	بہتر از صد سالہ بودن در لقا[1]

فالصحبۃ علی نوعین صوریۃ و معنویۃ فیتحقق ہناک الثانیۃ ولو لم یکن یتحقق الاولیٰ او کلاہما وقد صرح بعضہم ان الصحبۃ مع الفناء عن الحظوظ تفید وکذ عن النفس والنفسانیۃ والا فقد تحققت بین رسولنا واکثر الکفار ولم تفد وآن عنی دار الآخرۃ فانہا لا تکون الا بقرینۃ الحال والرتبۃ الا انہا قد تکون مجہولۃ ولذا ذہب بعض من حضرات النقشبندیۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم الی ان فی الولایات ولایۃ قد تم ولی لم یعرف نفسہ بانہ ولی ویکشف لہ ذلک بعنایۃ اللہ سبحانہ فی دار الآخرۃ التی ہی دار الحیٰوۃ ای ذات حیٰوۃ دراکۃ یدرک بہا کلما ہو نفس الامر فالمحبۃ توجب المعیۃ اینۃ محبۃ کانت الا ترى القیس کیف صار مع لیلیٰ فی الحکم بحیث لما فصدت جار الدم من القیس ولم یکن الا فی المحبۃ الطبیعۃ التی ہی ادنی درجۃ من المحبۃ الروحیۃ فترتب ہذا الحال فی تلک المحبۃ یکون علی اقصی درجۃ من مدارج المحبۃ لان من حکمہا المختصۃ بہا صیرورۃ المحب مطیعا للحبیب وبذلک صار سلمان رضی اللہ عنہ من زمرۃ اہل البیت الطاہرات حیث قال علیہ السلام "سلمان منا اہل البیت" فانہ باطاعۃ لہم صار منہم حکما ورتبۃ فما یضاف الیہم یضاف الیہ من الطہارۃ من الدنس الامکانیۃ وللہ در الشیخ ابی علی الدقاق حیث قال قدس سرہ ؎

تعصی الالٰہ وانت تظہر حبہ	ہذا وربی فی القیاس بدیع

لو کان حبک صادقاً لاطعتہ	ان المحب لمن یحب مطیع

واسنی الدرجۃ من الاطاعۃ فی الحال وقد یثمر ذلک الحال فی الاطاعۃ بالافعال فعلم من ہذا البیان ان محبتنا بجنابکم ناقصۃ فمن ادعیٰ محبۃ اہل اللہ ولم یحم حول، فعالہم واحوالہم فہو بطال کذاب، اللہم

[1] فی "ش" در تقیٰ ۱۲

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے-کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

وفقنا علی تحصیل مرضاته[1] بمحمد النبی و طاہراته علیه وعلیهم الصلوٰة والسلام، وہذا الحال ہو الذی توجب المعیة لنا بمن نحبه وہی التی بہا یحصل التخلق[2] باخلاق الحبیب بل لیست تلک للعینا الاعین التخلق المذکور واللہ سبحانه اعلم بحقیقة الحال، وسلمکم اللہ ومن معکما من الصغار والکبار وتعلیم ولی[3] وفقک اللہ ان محبة الشیٔ یجعل المحب عین المحبوب اما بالذات واما بالصفات واما بالاحکام والاولی من جملة خواص المحبة الالٰہیة بالنسبة الی ممکناته، المعشوقیة[4] له علما وعینا ولذا سار عینہا عینا وذاتا غیبا وشہادة وہی تشتمل احکام الثانیة والثالثة واما الثانیة فہی توجب الاتحاد فی الصفات وہی المحبة الروحیة ولذا تری اولیاء اللہ متصفین بصفاته سبحانه من الحیٰوة والعلم والارادة وغیرہا فانہم اصحاب تلک المحبة، واما الثالثة فہی المحبة الطبعیة واہل ہذہ المحبة اقیس وقد سرت فی اکثر الحیوانات وہذا مقام یطلب التطویل ویقتضی الاطالة فی الکلام والسلام علیکما وعلی من لدیکما انتہت الرسالة وقد کتب بعدہا سطورا فی الفارسیة یتضمن شکایة عن عدم ارسال جواب الرقیمة السابقة فلما طالعت کتابه وفہمت خطابه، واردت جوابه قمت بین یدی اللہ سائلا، وبہذہ العبارة قائلا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ المحیط القیوم لنفس الامر، والصلوٰة علی حبیبه محمد الذی حاز کل فخار ولافخر، وعلی آله واصحابه عظماء القدر والاجر،

ثم انا نحمد اللہ تعالیٰ علی توالی نعمه علینا وعلیکم، وندعو اللہ ان یصلح احوالنا واحوالکم، ونسأل اللہ ان یدیم المحبة والمصافاة بیننا وبینکم، ونرجو من اللہ ان ینفع بہا ایانا وایاکم، ونعوذ باللہ ان یخیب السعی ولیفوت الرضاء عن اعمالنا واعمالکم، ونشکو الی اللہ عدم وصول اجوبتنا الیکم، واما ما افدتم من العمل بالحدیث النبوی من قوله صلی اللہ علیه وسلم لایؤمن احدکم حتی یحب لاخیه ما یحب لنفسه فنحن بتوفیق اللہ تعالیٰ

---

(۱) فی "ش" مرضیاته ۱۲ (۲) فی "ش" التخلق ۱۲
(۳) فی "ش" ولیی ۱۲ (۴) فی "ش" المعشوقة له ۱۲

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

نمتثله، ونحب لكم ما نحب لانفسنا ولا نراها ضائعة غير نافعة ولا مفيدة بل نرجو فيها من الله سبحانه اجوراً ثلثة، اجر الامتثال للسنة وآجر الحب فی الله وآجر الدعاء للاخ المسلم بظهر الغيب وآما الشكاية عن نقصانها فامر لا ستره فيه، ولا حاجة الى الاستدلال عليه، ولا سبيل الى انكاره ولا وجه سوى التكلف الى ادعاء خلافه لمن تعرف[1] مراتب شدة المحبة ولكنا مع ذلك نغتنمه فان ما لا يدرك كله لا يترك كله ونستعظم من عاجل فوائد مراسلة مثلكم من الكرام ومطالعة ما يشرق من قبلكم كاللآلئ المنتظمة فی سلک سواد الارقام ويهتز لسماعها آذان القلب المستهام ويزداد بها الشوق والغرام، ولا ينكس[2] ان يشتي الله تعالى اسبابا تقويها كما انشأ لاصلها انه ولى التوفيق والانعام، وآما ما نعتتم به واطربتم وهيجتمونا وذكرتم من اقسام المحبة وشروط فائدتها فالذى نعتقده ونجزم به انه لا ريب ان المحبة سر قدسى غيبى وشأن عظيم الهى كلما يقال فى الانباء عن شانه والاستيفاء لبيانه فهو عن حقيقتها قاصر وسعة سباسبها تسبيل[3] لمدارک حاصر الى آخر ما فى التحصيل ثم قلت ولما سكن من[4] قلبى بعض ما هاج وركد فيه طوفان الامواج بما سقط من نفثة[5] المصدور للعلاج لا بالغ خوض واستخراج ولا لمعارضة واحتجاج بل ابانة للحق الواضح المنهاج بطن[6] الانعكاس من ضمير م الوهاج ثنيت[7] النظر فى الكتاب اطفاء لما بقى من الالتهاب فآنست فيه خرائد تبهر[8] الالباب ووجدت منه طوائف محتجبة بالنقاب فلم استحى من خدمة بعضها بكشف الحجاب وازالة القشر عن اللباب وعن التعرض لبعضها بالاستكشاف من خدمة عمدة الاشراف لما عرفت من مكارم اخلاقه نشر الالطاف وشيمة الانصاف وكيف للعرض العين على النقاد عند الاصطراف وهل احد مثل المصنف يرفع اليه فى الاستفهام عن المراد فيتصدى للاسعاف

(۱) فی "ش" يعرف ۱۲
(۲) فی "ش" ولا ييئس ۱۲
(۳) فی "ش" يسيل ۱۲
(۴) شرط ۱۲
(۵) فی "ش" نفثه ۱۲
(۶) فی "ش" يظن ۱۲
(۷) جزاء الشرط ۱۲
(۸) فی "ش" بنهر ۱۲

فمنها اشتراط نفع المحبة للطرفين بمحبة المحبوب مطلقا وقد ظهر نفع محبته صلى الله عليه وسلم للوحشي الذي قال له "غيّب عني وجهك" ولا اشباهه لاجل المتابعة مالم يظهر لجماعة من اهل قرابته ونصرته لفقدانها و حزن عليهم بمقتضى المحبة الطبعية حتى نزلت التسلية عنه في القرآن المجيد فالحق اذاً التفصيل ففي المحبة الالٰهية الحق سبحانه محبا كان او محبوبا لا ينتفع بشيء ونفع محبته تعالى لغيره لا يشترط بشيء اصلاً فانه القادر على ما يشاء الفعال لما يريد اما المحبة معه فيشترط لنفعها قبوله تعالى ومحبته قطعاً فان النفع والخير كله بيده وفي المحبة البشرية يشترط التمتع بالوصل وباستيفاء الغرض من المحبوب بانقياده للمحب ولكن ليس كل منقاد محبا ولا كل مطاع محبوبا وانتفاع المحبوب يبتني على الجدة للمحب والحاجة للمحبوب وفي المحبة المركبة شيئان انتفاع بالمحبوب وانتفاع بمحبته اما الاول فهو من قبيل المحبة البشرية واما الثاني فهو من قبيل المحبة الالٰهية وجاء في الاخبار عن بعض ائمة اهل البيت عليهم السلام "لو ان احداً احب عبداً لله وليس هذا العبد اهلا له فان الله سبحانه يثيبه بنيته[1] ولا يضيع عمله" ثم ان الانتفاع بكل منهما حيث كان فانما يكون على حسب المحبة معه قوة وضعفا۔

ومنها ابقاء النقص في الكفار لنقصان محبتهم بالله فان الحق ان المحبة اسم للحالة الانعطافية للقلب و اما كمال الاتباع والبذل فعوارض مفارقة لها لازمة لبعض مراتبها ونحن نجد في الكفار من هو كثير المحبة بالله والانقياد له على حسب معتقده وشديد الانقطاع اليه عن سائر مشتهياته ومستلذاته كالكبير والنانك واشباههما واشياعهما ومع ذلك يبقى مخذولاً لاباءه على بعض الانبياء وشرائعهم فعدم الاعتناء بهذه المحبة لانتفاع محبة الله اياهم صحيح والحكم بضعفها ونقصانها بعيد صريح۔

ومنها اثبات محبة الله تعالى للكفار اشد من محبة آبائهم وامهاتهم لهم والله يقول "إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ" "اللّٰهُ عَدُوٌّ لِّلْكَافِرِينَ" وكيف لا ولو احبهم استعملهم في طاعته[2] فكانوا من عباده المخلصين،

---

(1) في "ش" بنيته ۱۲ (2) في "ش" طاعته ۱۲

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

الذين لا سلطان عليهم للشياطين" وايضا قد صح اذا احب الله عبدا لم يضره ذنب" فلو كانوا محبوبين لما كانوا في العذاب خلدين وآما ايجاده تعالى وتربيته لهم وانعامه بالرزق والجاه عليهم فليس بمقتضى محبته معهم بل باقتضاء حكمته فيهم ومحبة اظهار كمالاته القهرية بهم(۱) مثل تربية البهيمة للذبح والطبخ وتربية الشجر للقطع والحرق كما اخبر في كلامه "وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ" "سَنَسْتَدْرِجُهُم مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ" "وَأُمْلِي لَهُمْ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ" وبيان هذا المعنى من اهم الهدايات الدينية وقع به الاعتبار(۲) في الكتاب والسنة جدا واشار الحق سبحانه الى حكمته فقال "وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدَىٰ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْجَاهِلِينَ" ۔

وآما الناقصون من اهل الايمان فظهور هذه المحبة معهم في الدار الآخرة كما دل عليه حديث ادنى اهل الجنة منزلة يقول له الرب تبارك وتعالى "تمن" يا عبدي فيتمنى حتى اذا انقطع امنيته، جعل يذكره الرب تمن من كذا تمن من كذا حتى اذا انقطعت به الاماني قال لك ذلك ومثله معه في رواية ابي هريرة، وعشرة امثاله معه في رواية ابي سعيد واشار اليه حديث سلف في اول الكتاب" ان الله يرحم اهل الجنة بمائة رحمة ما في الدنيا منها الا واحدة" وآما دار الدنيا فانها قاعدة سلطنة صفة الحكمة والرحمة والقدرة ههنا محصورتان بدائرتها متقيدتان بها ومع ذلك فالابرار مختلفين بالافعال والاحوال والسنين في اشفاق الابوين عليهم كما ورد في تمام الحديث ان الله لا يدخل النار الا المارد والمتمرد الذي ابى ان يقول لا اله الا الله ۔

ومنها حمل المعية في قوله تعالى "وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ" "وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ" على المعية بالمحبة وانما هي محبة(۳) ذاتية بحسب القيومية والاحاطة وصفاتية بحسب العلم والقدرة وآما التي بحسب المحبة فذكرها بالتخصيص في قوله "لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا" "كَلَّا إِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِينِ" وبالتعميم في امثال

---

(۱) في "ش" لهم ۱۲

(۲) في "ش" الاعتبار ۱۲

(۳) في "ش" معية ۱۲

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وهابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

قوله إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ، إِنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ -

ومنها حمل المعية في قوله صلى الله عليه وسلم "المرء مع من احب" بمقتضى الاطلاق وعدم التخصيص على معا في الدارين وانما هو مقتضى العموم ولم يوجد ثم حصرها في الرتبة والمكانة وقد سبق انه لا شركة معه صلى الله عليه في النبوة والخاتمية في الدنيا ولا في للمقام المحمود والوسيلة في الآخرة لا لمحب ولا لمحبوب وان اريد في بعض المواهب والمزايا فلا حاجة الى التقييد بكمال المحبة اذ لعوام امته صلى الله عليه وسلم انتفاع بكلامه وشرعه وشفاعته سواء كان من الصالحين او من اهل الصغائر او من اهل الكبائر بل للمراد بالمكان في الآخرة ونعيمها على حسب ما هو صورناه في الشعبة الخامسة في شأن النبي صلى الله عليه وسلم فيقاس مثله في سائر اهل الله كما اشرنا هناك نعم قد تكمل(1) المحبة اذا اكملت على صحبة صورية بالمجانسة(2) واللقاء ومعنوية بالمتابعة والاقتداء وليس ذلك من لوازمها لكل احد مع كل احد -

ومنها ان الصحبة مع الفناء عن الحظوظ وكذا عن النفس والنفسانية تفيد فان الحق ان الصحبة مع الانقياد تفيد فناء الحظوظ والنفسانية وبعد فنائها تفيد فناء النفس والمقامات العالية والكمالات الغالية -

ومنها ان الدار الآخرة ذات حيوة دراكة يدرك بها كلما هو نفس الامر فان الصحيح كلما يدرك بها نفس الامر اذ ادراك كل ما هو نفس الامر خاصة العلم الالهي -

ومنها ان الحكم المختص بالمحبة الروحية الاطاعة فان الاطاعة لا تختص بالمحبة فضلاً عن المحبة الروحية كما ذكرناه انه ليس كل منقاد محبا ولا كل مطاع محبوبا وكثيرا ما يوجد في الاستيلاء بالقهر ما يذهب التصنع ويبقى الانقياد ظاهرا وباطنا نعم الاطاعة في حالة الاختيار والغيبة عن علم المطاع انما توجد بالمحبة لكن لا تختص بالمحبة الروحية فان اهل الجاه والمهابة الذين حسنت اخلاقهم وطابت شمائلهم من الملوك والامراء يطيعهم ندمائهم واعوانهم الذين فازوا بوافر الانعام وامتازوا بمزيد التوقير والاكرام في محياهم ومماتهم بالظاهر و

(1) في "ش" قد تحمل ١٢ (2) في "ش" بالمجالسة ١٢

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

الباطن بما یحق ان یضرب بہ الامثال ویسطر فی کتب الاحوال تبکیتا للمدعی الباطل البطال(۱) ودستورا للصادق فی الحال وکذلک فی اصحاب العشق الطبیعی بل فی الاولاد والممالیک والتلامیذ المتادبین بالآداب القائمین بالحقوق ثم ان الاطاعۃ انما ہی حکمہا فی محبۃ الاصاغر للاکابر واما فی عکسہا فحکمۃ التربیۃ والتادیب دون الاطاعۃ والانقیاد کما ذکرناہ من قبل۔

۹
ومنہا ان بالمحبۃ الروحیۃ صار سلمانؓ من اہل البیت فانضاف الیہ الطہارۃ من الادناس الامکانیۃ فان الطہارۃ من الادناس المشار الیہا فی قولہ تعالیٰ "اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَیُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا" لم یثبت فی حق سلمانؓ عند الفریقین، والذین کملت فیہم المحبۃ الروحیۃ وتمت لہم الوراثۃ والنیابۃ کالتسعۃ(۲) من العشرۃ المبشرۃ وبلال وعمار وابی ذر وسائر الافاضل من المہاجر والانصار ما صاروا من اہل البیت بل الحق ان سلمانؓ کان مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشتراہ فاعتقہ، وموالی بنی ہاشم منہم فی تحریم الصدقات والاختصاص ببعض انواع المحبۃ والعنایۃ منہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

۱۰
ومنہا انضیاف الطہارۃ من الادناس الامکانیۃ الی اہل البیت علیہم السلام وانما ہی من الادناس الجسمانیۃ وذلک لانہ لا یری من الادناس الامکانیۃ الممکنۃ الوجود لحصولہا فی کل من یستبرأ بالماء والتراب بل التی منشا حصولہا طبیعۃ الامکان وہی بطلان الذاتی، والارتباط بالغیر، ودوام الافتقار ورق العبودیۃ، وانحصار الوجود والحدوث والفناء، وحلیۃ التغیر والدوران بین الخوف والرجاء، ولا یمکن لاحد من الکمل التنزہ عنہا بل الکمال ہو وفور التفطن بہا والقیام بحقوقہا وانما النزاہۃ عنہا للواجب الحق جل شانہ ولکن للارواح بملابسۃ الاجسام ادناس لاحقۃ وہی الاحتجاب بہا عن الاتصال بمبدعہا ومشاہدۃ انوارہ القدسیۃ وتحمل ظلمات معاص ناشئۃ من قواہا الوہمیۃ والشہویۃ والغضبیۃ والانفعا

(۱) لیس فی ش لفظ الباطل ۱۲ سواتی (۲) واما العاشر فہو افضل اہل البیت ؟ ۱۲ منہ من ش

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

عن غيرها من النفوس الشيطانية، والاستغراق في تدبير البدن عن التشبه بما فوقها، وطريان الغفلة لاجل الانهماك
في شغل واحد عن سائر الاشغال، وانحصار الحواس في الاوضاع المعتادة وتكدر مرآتها بالصور الاهيولانية، و
مغلوبية قوتيها العلمية والعملية لجذب الدواعي السفلية والمصالح العاجلة عن القيام بحقوق الالوهية و
المصالح الآجلة فالكاملون تيسر لهم تجلية وجه الروح والطهارة والانخلاع عن هذه الادناس وامثالها، واذا
احترز عن الغذاء الحرام او الشبهة، ولازم الطهارة والعبادة الشرعية، واجتنب المعاصي العضوية لم تتعفن بالموت
بل تطيب وربما تعطر واذا ارتاض بقلة النوم والاكل، وبالرياضة الخيالية والاسمائية تلطف وتروح فربما
قدر على طي الارض والمشي على الماء والطيران في الهواء والنفوذ في الجدران وتبديل الصورة والقامة والتمثل
في اماكن متعددة كما وقع لجدي، والكمون ثم البروز في ذلك المكان كما وقع لوالدي رضي الله عنه، او في غيره
كما وقع لابي الخير التيناني فهذا لهم نوع آخر من الطهارة من الادناس الجسمانية -

[11] ومنها قول شيخنا ابي علي الدقاق ؎ تعصي الاله وانت تظهر حبه :: هذا وربي في القياس بديع
وانه يجب حمل العصيان فيه على ما كان لعدم المبالاة بالديانة والانهماك في الدنيا والهوى وما كان بطريق التمرد
وقصد المخالفة ولو في امر ما لما ذكرنا من وقوع التقصيرات بغلبة الحال او الشغل في زمرة من الاولياء ولقد
اجاد فيما افاد شيخنا العارف الكامل ابو الرضا محمد قدس الله سره ان من الولاية ولاية احسانية شرطها كمال
التقوى وصاحبها محفوظ وان لم يكن معصوما وله مرتبة الدعوة والاقتداء وبهم الانتفاع للخاصة والعامة۔

[12] ومنها ولاية عرفانية وصاحبها قد لا يكون محفوظا بل مغفورا وليس لهم مقام الاقتداء وينتفع بهم الخاصة
فقط، وقد اسلفناه في الشعبة الثانية وايضا ما استبشر الصحابة بقوله صلى الله عليه وسلم "المرء مع من احب"
الا رجاء لجبر نقصان العصاة -

[13] ومنها ان من ادعى المحبة مع اولياء الله ولم يحم حول افعالهم واحوالهم فهو بطال كذاب فان من
ادعى المحبة لسانا وبهتانا فلا شك انه كذلك واما من ادعاها جنانا وايقانا ولم يستعد باحوالهم وافعالهم

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

فہو مقبول مرحوم، بل ہو فی حد من الولایۃ، وہو من المتشبہۃ او من المتشبہین بالمتشبہۃ فہو ملحق بہم ومتصل معہم کما فصّل فی العوارف وغیرہ وفی فصوص الشیخ محی الدین بن العربیؒ ما حاصلہ انما ینتفع بکلامنا عارف واصل او من یصدق[1] وفی مثل ہذا ورد المرء مع من احب۔

ومنہا[۱۴] ان من خواص المحبۃ الالٰہیۃ صیرورتہ تعالیٰ عین ذات الممکنات المعشوقۃ لہ[2] غیباً وشہادۃ فان فیہ خلط المذہبین المختلفین فان عند القائلین بوحدۃ الوجود حقائق الممکنات شیئون واعتبارات لباطن الوجود کما ان وجوداتہا شیئون واعتبارات لظاہرہ، فلیست ہناک غیریۃ ینتفی بالمحبۃ حتی یصیر عیناً وعند المنکرین لہا ما حصلت ہناک بواسطۃ المحبۃ عینیۃ ولا انتفت غیریۃ۔

ومنہا[۱۵] ان اولیاء اللہ یتصفون بصفاتہ تعالیٰ من الحیٰوۃ والعلم والارادۃ وغیرہا بواسطۃ المحبۃ الروحیۃ التی ثمرتہا الاتحاد فی الصفات فان الاتصاف بہذہ الصفات حاصل لجمیع الناس ظلیۃ من الحق سبحانہ لایختص بالاولیاء واہل المحبۃ وان ارید بالصفات ما یترتب علیہا خرق العادات فہی تتبع[3] صفاء الجوہر اما جبلیۃً کاملاً کما فی الملائکۃ او ناقصاً کما فی الجن، فخوارق الناس عادات لہم، واما کسباً فیشارکہم اہل التصفیۃ من الجوکیۃ ونظائرہم الطالبون للدنیا بمکاسب معلومۃ من حبس الانفاس مع الجلسات والتصورات نعم العلوم والتصرفات الفائقۃ من شعشعۃ التجلی الالٰہی علی نفوسہم من خصائصہم۔

ثم ان محبۃ الاولیاء کما اسلفنا ناشئۃ من حضرۃ الفیض الاقدس وحضرۃ العین[عہ] الثابتۃ

---

(۱) فی مش، او مومن مصدق ۱۲

(۲) فی مش لہا ۱۲

(۳) فی مش تتبع ۱۲

عہ قال الشیخ المحدث مولانا القاضی ثناء اللہ العثمانی الحنفی المظہری النقشبندی الفانی فتیؒ رباتی برحمہم

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

من فوق المرتبۃ الروحیۃ ومنتہیۃ الی ذوق الاجل[1] وتجرید العین الثابتۃ عن ملابسہا وساریۃ فی جوہر النفس والبدن ایضا کما قال العارف الکامل الشیخ ابوسعید ابن[2] ابی الخیرؒ فی جواب من سأل اثر را زوال باشد یا نہ عین نمی ماند اثر کجا ماند ثم انشد ؎

جسمم ہمہ اشک گشت وچشمم بگریست | در عشق تو بے جسم ہمی باید زیست
از من اثرے نماند این عشق از چیست | چون من ہمہ معشوق شدم عاشق کیست

وقد ذکرناہ فی الشعبۃ الاولیٰ۔

ومنہا[۱۶] ان امام المحبۃ الطبعیۃ القیس فانہ لا یظہر امامۃ لمن بقیت محبتہ جاذبۃ بعید الموت و لا لمن اشتدت بہ المحبۃ حتی مات من نظرۃ ولا لمن دام وصلہ مع المحبوب فطوی میادینہا دحوی جبریتہا واللہ اعلم۔

(بقیہ حاشیہ ص۸۴) المتوفی ۱۲۲۵ھ فی تفسیر المظہری ج۱۰ ص۱۹ "وبصیرۃ الکشف حاکمۃ بان لصفات اللہ تعالیٰ نقایض متمایزۃ فی مرتبۃ العلم فنقیض الحیاۃ الموت ونقیض العلم الجہل ونقیض القدرۃ العجز ونقیض البصر العمی وہکذا ہی اعدام اصلیۃ تقررت فی مرتبۃ العلم بالاضافۃ الی نقایضہا وبصنع اللہ سبحانہ وکمال قدرتہ انصبغت تلک الاعدام فی تلک المرتبۃ بصبغ نقایضہا التی ہی صفات الکمال وتلک مخلوطۃ فی مرتبۃ العلم سمیت اعیانا ثابتۃ وانصباغہا فی تلک المرتبۃ بصبغ الوجود ہو الکون الاول او السبب للکون فی الخارج کما ذکرنا فی تفسیر قولہ تعالیٰ کن فیکون فی سورۃ البقرۃ فالاعیان الثابتۃ ظلال للصفات والممکنات فی الخارج الظلی ظلال لہا ومعنی کون الممکنات ظلال لہا ان افاضۃ الوجود وتوابعہ من المبداء الفیاض علی الممکنات الموجودۃ فی الخارج لیست الا بتوسط تلک الاعیان الثابتۃ کما ان نور المصباح الذی فی الزجاجۃ ینبسط علی الاشیاء بتوسط الزجاجۃ واشیر الی ذلک فی تفسیر قولہ تعالیٰ مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح المصباح فی زجاجۃ

ثم اعلم ان توسط الاعیان الثابتۃ بین الصفات والممکنات انما ہو فی دار الدنیا واما فی الآخرۃ فیکون افاضۃ الوجود وتوابعہ من الصفات بلا توسط الاعیان وہذا ہو الوجہ لطریان الفناء علی الممکنات فی الدنیا لا فی الآخرۃ"۔ ۱۲ منہ

(۱) فی "ش" الازل ۱۲ (۲) فی "ش" ابوسعید ابی الخیر ۱۲

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

وآذا وقع النظر السامی علیہ فالمامول من الجناب الشریف ان یحیلوا ذلک علی صرف المحبۃ و المباسطۃ دون مطالبۃ الجواب والمناقضۃ بل اطالۃ للکلام مع الاحبۃ وتشوقا الی الاطالۃ المکنونۃ فی الضمیر المنیر بالبہاء، وتشوقا لما یرجی ورودہ من البیان الفصیح اللذیذ الاداء فان مخلصکم یکرہ ان یشوش اوقات اہل الفضل والکمال او یحمل علی الخطار کلام السابقین سباق اہل المحبۃ والوصال وفی خاطری لکلام الشریف محامل صحیحۃ ومعانی صالحۃ بالاجمال واللہ یہدی الی سواء السبیل و ویطفی اوام الغلیل ویشفی صدر العلیل فلہ الحمد باطناً وظاہراً وعلی حبیبہ الصلوۃ اولاً وآخراً ومنہ یرجی العفو لزلۃ الفہم والقلم قولاً وخاطراً۔



تفصیل

فیه تشریح وتفصیل و ایضاح لبعض ابحاث اجملت وابهمت فی الشعب
المذکورة وتفصیل درجات المحبة بان ادناها مایتعلق بالاعیان الجمادیة ثم مایتبع
الشعور ثم مایتبع الاعیان الشاعرة ثم مایتبع الحس وتفصیل بعض حضرات الاسماء
الالهیة وتوضیح بعض مراتب السالکین وللواصلین والایضاح لبعض اسرار المحبة فی
الشعبة الاولی وبیان شرح شواهد التجاذب بعد الموت وقصص وحکایات غریبة و
اسرارها الغامضة وشرح حقیقة القوی وتفصیل اسرار شهادة قلب المحب و
قصة فصل لیلی، واسرارها، وشرح تاثیر الهمة وتفسیر الهمة علی مابینه الشیخ
الاکبر محی الدین ابن عربی وتفسیر لبعض ابیات القصیدة للمصنف فی رد قصیدة
ابن سینا فی حقیقة النفس، تشریح اختلام الحواس وتفصیل قصص لنعمان و
تشریح ان الانبیاء اشد الناس محبة لله تعالی وبیان مراتب المحبة للخمسة اولی
العزم من الرسل وبیان اسباب توجه الشیء الی امرها وشرحها وبعض ابحاث
غامضة ۔

(سوانح)

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔ کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

ولما ختمت الجواب اجبت ان اوضح بعض ما ابهمت او اجملت فی بعض الشعب المذکورة مما یخاطب بہ الحبیب الموصوف فنظمتہ فی نکات۔

احدٰیہا قد انطوی فی اثناء الکلام ایماء الی ان للمحبۃ درجات اربعًا اعمها ما یتبع الوجود یوصف بہ الاعیان الجمادیۃ ایضًا والمعانی وہو معنی دقیق لا یعرفہ الا الخواص ذکرتہا فی تفطن الاذکیاء ثم ما یتبع الشعور یوصف بہا الاحیاء فقط وہو المعنی المتعارف فی الخواص والعوام ذکرتہا فی حیطۃ المحبۃ الغرضیۃ ویتعلق بالاعیان الشاعرة والجمادیۃ والمعانی جمیعًا[1] ثم ما یختص بالاعیان الشاعرة وہی التی اعتنیت منہا بالشعب الخمس ثم ما یتبع الحس[2] ویبلغ حد القلق المسمی بالعشق ویختص من الناس بمن لہ سماحۃ نفس ورقۃ قلب وذکاء حس وغلبۃ وہم ومیزت صادقہا من کاذبہا فی المحبۃ الغرضیۃ وزینہا من شینہا فی المحبۃ الطبعیۃ فلیفهم۔

وثانیتها انی کنت ذکرت فی الاصل الاول من الشعبۃ الاولی ان من کلیات حضرات الاسماء الالٰہیۃ حضرة الالوہیۃ وحضرة الربوبیۃ والفرق بینہما غیر متعارف عند اکثر الناس فاردت حلہ وہو ان للاقسام السبعۃ للاسماء الالٰہیۃ وہی الماخوذة من الصفات النفسیۃ والصفات الحقیقیۃ والصفات الخلقیۃ والصفات الرتبیۃ والصفات الفعلیۃ والصفات الاضافیۃ المحضۃ والصفات السلبیۃ من حیث ہیئتہا المجموعیۃ مراتب اربعًا[3] اولی اثبات اصولہا فی عین الذات واستغناؤہا عن المتعلقات المخصوصۃ وابتہاج الذات بہا فی نفسہا والثانیۃ توجیہها الی ایجاد اصول العالم وکلیاتہ وما فی حکمہا من الامور المحفوظۃ بالاستمرار باقتضاء حقائقہا والی اعطاء حفظہا بابداء آثارہا وان تضمن ذلک وجود الافراد فی الجملۃ من حیث ان الکلیات لا وجود لہا الا فی ضمن الجزئیات فہاتان المرتبتان نسمیہما مرتبۃ الالوہیۃ والثالثۃ توجیہها الی

---

(۱) فی "ش" جمیعًا ۱۲ (۲) فی "ش" الحسن ۱۲

(۳) اسم ان ۱۲ من ش

جزئیات العالم الواقعة فی الاستحالات والانقلابات من حیث استنباطها من الکلیات علی وجه لایفقد الخیر الغالب وحسن الانتظام الکلی عنها ومن حیث درج القوی والاستعدادات فیها والرابعة توجیهها الی الجزئیات من حیث ابراز مکنوناتها وایفاء مقتضیاتها بالابقاء(1) والحفظ والتکمیل فهاتان المرتبتان نسمیها حضرة الربوبیة ولا یخالفنا متکلم ولا حکیم ولا صوفی فی هذه المراتب بهذا القدر وانما نخالفهم ایانا مثل مخالفة الکلامی الفلسفی فی الادراک وصدور الآثار فالکلامی لاینکر ادراک شیء من الصور والمعانی شهودا او غیبة وانما ینکر ان یکون ذلک بحواس باطنة وکذا لاینکر ان النار جوهر حار یابس لطیف محرق وانما ینکر ان یکون ذلک لصورة نوعیة فی المادة فکذلک امتیاز المرتبتین عندهم انما هو بحسب الملاحظة والفهم لایرجع الی مرتبة وجودیة والذی نذهب الیه ان للحق سبحانه فی کل مرتبة کلیة تجلیا خارجیا به انتظام تلک النشأة فلما وجد اول ما وجد العماء الذی هو المادة الامکانیة فوق المواد الجسمانیة کان للحق جل شانه فیه تجلی هو اعظم التجلیات وینبوع(2) سائرها کما ورد "کان فی عماء ما فوقه هواء وما تحته هواء" فانفجر من هناک فیض الخلق والایجاد بامر کن للحقائق المتقدمة الروحانیة والنفوس الشامخة والصور النوعیة ثم لما تم بناء العالم کان للحق تبارک وتعالی تجلی عظیم آخر معتمدا علی قوة هی برزخ جامع بین وهم الشخص الاکبر وخیاله ومتصرفته وعازمته کما ورد "خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ" وانفجر منه فیض التدبیر والتشریع والهدایة فالتجلی الاول عندنا یسمی مرتبة الالوهیة ومن کان توجهه وشهوده ووصوله وقبوله والفناء فیه والبقاء به الی هذا التجلی قلنا ان محبته ناشئة من مقام الالوهیة من اجل جذبه الیه وکشفه علیه والتجلی الثانی نسمی مرتبة الربوبیة ومن کان توجهه وشهوده ووصوله وقبوله والفناء فیه والبقاء به الی هذا التجلی قلنا ان محبته ناشئة من مقام الربوبیة من اجل جذبه الیه وکشفه علیه ولما کان التجلی الثانی من شعب الاول لم نجعله منفردا بل قلنا بانضمام حکمه

(1) فی "ش" بالایفاء ۱۲

(2) فی "ش" وتنبوع سائرها ۱۲

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔ کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

الی التجلی الاول فافہم، واعلم ان والدی رضی اللہ عنہ قد اشبع القول فی بیان المرتبتین فی التفہیمات و اللمحات وخصوصاً المرتبۃ الثانیۃ فی السطعات والہوامع۔

ثالثتہا انی کنت ذکرت فی الاصل الثالث من الشعبۃ الاولی مراتب ترقیات السالکین والواصلین بعبارۃ سوی اسمائہا المتعارفۃ فخشیت ان لا یفہمہا اکثر الناظرین فاردت الایماء الی اسمائہا ہہنا، فاعلم ان نزول التجلی الجبروتی الخارجی علی النفس وسرایتہ فی قواہا النفسانیۃ یسمی قرب النوافل وتنزولہا الی ماتحتہا من القوی یسمی بمقام القربۃ ونفوذہا فی جوہر النفس یسمی ذوق الازل ووراثۃ النبوۃ وفی الحصۃ الحاملۃ للحقیقۃ الانسانیۃ یسمی قرب الفرائض ووراثۃ الرسالۃ وفی الحصۃ الحاملۃ للحقیقۃ الحیوانیۃ یسمی وراثۃ العزمیۃ وفی الحصۃ الحاملۃ للحقیقۃ المعدنیۃ یسمی قرب الملکوت وفی جواہر العناصر مرتباً فی اللطافۃ والکثافۃ یسمی الفردیۃ وکمالات الاصالۃ والفائض علی الہیئۃ الجامعۃ یسمی الکمال الحقیقی ثم یزداد ہذا التجلی الکمالی متانۃ ونماءً و اتساعاً علی حسب اتساع الاسماء الالٰہیۃ المدبرۃ للعالم من خصوص الی عموم فیسیر بالقدم فیما صار قبلہ بالنظر و یتمتع بالاصالۃ بما تمتع بہ بالتبعیۃ وعبارۃ الافصاح عنہا قاصرۃ لاستطرادیتہ للمقام وتبین من ہذا ان السلوک مبنی علی حرکات ثلث الاولی تزکیۃ المدرکۃ عن الصور الکونیۃ وترقیہا الی حقیقۃ الحقائق وتخلیتہا عن غیرہا من الخطرات والہواجس حتی تستوعب النفس وتنتہی علی حسب ماقدر للسالک بنزول التجلی الخارجی علیہا والثانیۃ یبتدئ[1] من نفوذ ہذا التجلی فی مراتب وجود السالک وینتہی الی حصول الکمال المطلق الحقیقی والثالثۃ یبتدئ[2] من متانتہ ونمائہ الی حیث ماشاء اللہ ولا یغیبن عنک ان الفائض الجبروتی اکثر مایکون من الذکر والصلوۃ والتلاوۃ والفائض الملکوتی عن غیرہا من اصناف الطاعات وان مایبتدئ منہ امر الکمال وینتہی الیہ لیس سواء فی الکل ففی نوع من الانواع یتحقق کمال الولایۃ وفی نوع یتحقق کمال النبوۃ وان بعد انتہاء الکمال المقدر یجب ان ینقلب مرتبۃ من ہذہ المراتب علی مقتضی طبع السالک والاسم المربی[3] لہ

(۱، ۲) فی "ش" تبتدئ ۱۲ (۳) فی "ش" المربی ۔

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

والامر المقصود فی عنایۃ الباری جل مجدہ منہ فایاک ان تزعم النبوۃ طرفا واثراً من الولایۃ اوتحکم علی حصر مراتب الکاملین من مشاہدۃ بعض الآثار فتقع فی ظنون سیئۃ فی التفاضل بینہم۔

رابعتہا انی ارید ان اوضح السر الذی ابہمتہ فی اول الشعبۃ الثالثۃ مستکشفاً عن الحبیب الموصوف وبیانہ ان کلاً من الجنس والفصل وان کان جزء اً للماہیۃ ولکن الفصل حیث ما کان بازاء الصورۃ التی بہا فعلیتہا فہو الذی بہ الماہیۃ ہی والجنس ان کان ماخوذاً عن المادۃ فانما ہو منصۃ ظہورہ وحبالۃ اصطیادہ وان کان ماخذاً لہا فانما ہو طفاحۃ سبوغہ وشعاعۃ طلوعہ ومن غفلۃ المتفکرین ان الاعراض باسرہا بسائط خارجیۃ لایمتاز منہا ما بالقوۃ عن ما بالفعل کلا بل الحق ان للمادۃ والصورۃ فی الجواہر لاجل کونہا طبائع مستقلۃ انما تتقرر[1] باعتبار مبدئیتہا للآثار المرتبۃ عموماً وخصوصاً وفی الاعراض لاجل کونہا طبائع ناعتیۃ انما تنحاز باعتبار ان المنتہی[2] والمنشأ لہا طبائع مرتبۃ فی العموم والخصوص فمنشأ اللون والمنتہی[3] لہ مثلاً کثافۃ الجسم ومنشأ البیاض ما فی الثلج دون الفحم وفی العظم دون اللحم وبالجملۃ فمتی کان الامر کذلک فنوعا جنس واحد یتنافیان لذاتیہما وان اتحد منصتہما او طفاحتہما فکان بینہما غایۃ الخلاف ونوعا جنسین لایرجع تنافیہما الی ما ہو بمنزلۃ الذات بل الی تخالف جہات ابہامیۃ ولو فی شیء واحد کالحلاوۃ واللبن والسواد والاسطوانیۃ فی التمر واما الشواہد الاستقرائیۃ فمحل جملتہا ان للمحبۃ ضداً وہو البغض والضدان لکونہما نوعی جنس واحد یتشارکان فی احکامہ فیترتبان علی المعرفۃ ویتواردان محلاً واحداً ولہ مثلہا شعب واقسام ومراتب واسباب وتاثیر اسباب المحبۃ مشروط بانتفاء اسباب ضدہا فاذا تعارض سببا محبۃ وبغض فالحکم للغالب کما فی سائر التعارضات وسنوح اسباب البغض من حیث یرجی المحبۃ من اسباب قوتہ وغلبت فی الصور المذکورۃ اسباب البغض فالمتشارکان فی المطلب والمنصب اذا فوت احدہما محبوباً شدید المحبۃ للآخر کان تفویتہ اقوی سببیۃ

---

(۱) فی نش تنفرز ۱۲ (۲) ان المنتہی ۱۲
(۳) ان المنتہی ۱۲

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔ کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

للبغض من سببیۃ الشرکۃ للمحبۃ بخلاف ما اذا کان معینا فیہ او مفوتا الغرض غیر ذی بال والسنی انما یتعصب للمعادی اولیاءہ واحبارہ اکثر من الذمی لما یخاف من سبتہ وطعنہ واضمارہ مکیدۃ دینیۃ مالا یخاف من الذمی والمبالغۃ فی ذم المحبوب اقوی سببیۃ للبغض من الشرکۃ الدینیۃ لمتلونۃ تضلیل کل للآخر للمحبۃ وتجنب[1] الصوفیۃ عن الفقہا انما ممن یخشی منہ الانکار والاعتراض واسارۃ الظن فی الدیانۃ والبلوغ الی حد التکفیر ولیس ذلک فی العوام وہو اقوی فی انشاء البغض من الشرکۃ فی معرفۃ الاحکام للحب وتحاسد العلماء بینہم لما یرجی منہم من القدح فی الجاہ وصرف الناس عنہ من الجہۃ التی بہا جاہہ وبحسبہا الحاجۃ الیہ والجاہ من اعاظم المحبوبات وسلبہ من اقوی اسباب البغض وعلی ہذا یاتی القیاس فی غیرہا من النظائر والفطن اذا تامل فیما تلونا عرف ان البغض ایضا قد یکون من اللہ وقد یکون مع اللہ وقد یکون للہ وقد یکون لداع طبعی من الجبلۃ والاذی السابق وتسکاسۃ[2] الاخلاق ودماجۃ[3] الوجہ وکراہۃ الصوت والاسباب الفلکیۃ والعادیۃ والمزاجیۃ والقرابۃ وقد یکون للمزاحمۃ فی غرض حالا او توقعا او یتصور النفع فیہ وقد ذکر والہ مراتب سبعۃ الوقفۃ[4] و الاعراض[5] والحجاب وسلب المزید وسلب القدیم والتسلی عنہ والعداوۃ لہ والضالۃ سریان فی الاسماء المتضادۃ وارباب الانواع وفی الاوضاع الکوکبیۃ والطبائع العنصریۃ والمعادن و النباتات وہو فی الحیوانات والجن والانس ظاہر فیتوہم ان لہ مع المحبۃ مجاراۃ فی فضائلہا ومکانا فی منافعہا فیجب ان یمحی ذلک الوہم ویعلم ان المحبۃ لہا السبق الذاتی فان المبدا الحق جل شانہ واحد حقیقی واسماءہ متوحدۃ بالذات متعاونۃ فی الآثار متداخلۃ بالحیثیات فی اللواحق کالتعلی والتدانی والتنزیہ والتشبیہ والرحمۃ والقہر وامثالہا وصدور المعلومات بسلسلتہا انما ہو من

---

(۱) فی "ش" وتجنب ۱۲
(۲) بدمزاجی ۱۲ من ش
(۳) فی "ش" ودمامۃ ۱۲
(۴) فی "ش" الوقفیۃ ۱۲
(۵) فی "ش" الاعراض ۱۲

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

جہۃ الملائمۃ لذوات العلل و انجاس کمالہا الامن جہۃ دفعہا المنافر لہا عن ذواتہا وآیضا من جہۃ نوع من الاتصال الذاتی بہا الامن الخروج عن حیطتہا و الانقطاع عنہا وان غلبۃ جہۃ الوحدۃ ہی مبدأ للمحبۃ ویجب ایضا ان یعلم ان المحبۃ لہا الشرف الذاتی لانہا الواصلۃ الی انتظام الروابط وجلب المنافع والمحرک الی الترقیات فی الدارین والسبب الغالب فی حصول الکراہۃ والبغض انما ہو فوات المحبوب فہو ایضا من فروعہا والبغض من حیث ہو بغض لا انتفاع بہ نعم البغض مع الاعداء قد یلتحق فی تحصیل المحبۃ مع محبۃ الاولیاء کما ان المحبۃ معہم قد یلتحق فی ایجاب البغض مع بعض الاحبار کما ورد لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ و ورد "من عادی لی ولیا فقد بارزتہ بالحرب" فالبغض لا یجاری المحبۃ فی مواطن فضلہا ونفعہا واللہ اعلم۔

وخاتمتہا شرح ما ذکرت من سماع شواہد التجاذب بعد الموت سماع وقوف لا سماع وثوق فمنہا ما اشرت الیہ من قصۃ بشر فانہ عشق لیلی الاخیلیۃ واشتد بہ الغرام ولم یأن لہ آن الوصال حتی اشرف علی الموت فقال البیتین المذکورین ومات وسمعہا احد بنی اعمامہا ولما ذہب النہار اخبرہا بخبرہ یستہزأ بقولہ ثم انہا مرت بعد برہۃ بقبرہ وارادت امتحانہ مع ممانعۃ زوجہا واہلہا اظہار الفقد ومحبۃ لزیارتہ فقامت عندہ وقالت السلام علیک یا بشر یا قتیل الہوی یا حریق الکبد من الجوی یا من سبتہ العین[1] الخلی فرجف قبرہ وانشق وخرج منہ طائر اخضر وقال بلسان فصیح وعلیک السلام یا لیلای ووثب[2] فدہشت وخرت میتۃ ودفنت بجنبہ ونبتت من القبرین شجرتان مالت کل واحدۃ الی الاخری والتوتا وتداخلت اغصانہما ولا تزالان خضراوان[3] من لذۃ الوصل لا یفرقہما[4]

---

(۱) اسیر گرداد احشم کشادہ وفراخ ۱۲ من ش (۲) فی "ش" وذہب ۱۲
(۳) فی "ش" خضراوتین ۱۲ (۴) فی "ش" لا یعتریہا ۱۲

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔ کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

یبس ولانہافت اوراق -

وحکی بعض من وفد علینا من سکان مکۃ المعظمۃ ان ہٰہنا ک مشہور ان القبرین عند مسجد الذکوار[1] الواقع علی طریقۃ الشام من الحرمین المحترمین -

ومنہا انہ کان فی مغلبورۃ التورانیۃ من بلدنا الدہلی رجل ہمۃ شبیر بیگ علی طریقۃ الصالحین یتبرک بہ عشائرہ وکان لہ ہٰہناک دار لقربہا بستان ودفع فیہ قبرہ وکان فی اولادہ اخوان یسکنان بیتاً واحداً وولد للاصغر غلام وللاکبر بعدہ بسنتین جاریۃ فخطباہا لہ وانشأ معاً لا یتفارقان لیلاً ولا نہاراً الی ان بلغت عشراً اتفق بین امیہما نزاع وجدال وآثرت امہا الصرم والتہاجر واقامت بینہما جداراً ومنعت اللقاء وقطعت الخطبۃ وجعلتہا لغیرہ ولکن کان کنیف الہاجرۃ الی الجدار وکانا یقومان عن جنبیہ ویتکلمان ویستأنسان حتی اذا دنا التزویج بعد سنین اجلسوہا فی المخدع ومنعوہا عن الخروج ووضعوا عندہا سکینا علی الرسم المعہود فی عامۃ البلد وکانت حاضنۃ الجاریۃ فاطنۃ بان محبتہما لیست کمحبۃ الاقارب والاتراب بل کل واحد منہما لا یستطیع الصبر عن الآخر اصلاً وکانت تبلغ الرسالۃ بینہما فقال لہا الغلام ارید ان توصلنی الیہا حتی القیہا لقاء المودع واقر عینی بآخر رؤیتہا فقالت اما الآن فلا یمکن ذلک ولکنہا تأتی نزیارۃ جدہا عشیۃ الیوم الذی یتلوہ لیلۃ التزویج فکن فی البستان حتی ادعوک الیہا فلما جاء الوقت حملوہا علی محمل[2] المناکب وارسلوہا مع الحاضنۃ الی مزار شبیر بیگ فانزلت من المحمل واخرجت الحملۃ[3] واغلقت باب البستان واتت بالجاریۃ علی مزار شبیر بیگ ورفعت طعام النذر ولما خرجت نادت بالغلام تعال ودعہا فجاء کالسکران واعتنقہا وجعل یزعق زعقۃ بعد زعقۃ والجاریۃ ساکتۃ خافضۃ الطرف قائمۃ لا یتحرک حتی انخفض صوتہ وخر علیہا فاخرجت الحاضنۃ الجاریۃ من تحتہ ومن بین یدیہ وحرکتہ فاذا ہو میت فخافت من شیوع موتہ فساد السور؟ وجرتہ الی حفرۃ و

---

(۱) فی مش مسجد الذکر ۱۲ (۲) ہندی ڈولی ۱۲ من ش (۳) معنی کہاران ۱۲ من ش

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے-کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

القت علیہ الاوراق والحشائش وکتمت نعشہ وارکبت الجاریۃ مدہوشۃ حائرۃ واتت بہا اہلہا و
جعل الناس یطلبون الغلام لیلبس لباس السرور ویحضر العرس فلم یجدوہ وظنوا انہ خرج غائرا غائظا
الی بیت لبعض الاصدقاء حیث کانت مخطوبتہ ودخل اللیل وانعقد مجلس النکاح والطعام والغناء
وزینوا الجاریۃ وہی کذلک وظنوہا مستحییۃ فلما ارکبوہا الی بیت الزوج اخذت السکین تحت ابطہا و
ذہبت فلما اصبحوا طلبوا الغلام ووجدوہ فی الحفرۃ میتا فحزنوا وبکوا وتخیلوا انہ لاجل الحمیۃ اکل سما ودفنوہ
فی جوار جدہ ولما امست الجاریۃ وجن اللیل اجلسوہا فی الاریکۃ خالیۃ وجاء الزوج وذہب یرفع رجلہا الی
الاریکۃ نادتہ جہرا علی خلاف عادۃ العروس وقالت ایاک ان تقربنی فانی لست لک بزوجۃ وما رضیت
بنکاحک ولم استطع رد قول الابوین حیاء فحین اخرجونی بالتزویج وزال عنی اسم الصبار زوذت فان
قربتنی فہذا السکین اقتلک[1] بہ ثم اقتل نفسی فجلس الزوج تحت الاریکۃ وجعل یلاطفہا ولا تسمع لہ ولا تبالی
بہ حتی نام وخرج عند الصبح واجما فلما دخلت اللیلۃ الثانیۃ عاد فعادت حتی اذا کان الیوم الثالث ارسلوہا
الی بیت الابوین علی الرسم وراح[2] الزوج باہلہ ایضا الی بیتہا فدعت الحاضنۃ فقالت لہا انک لو امہلتنی
ساعۃ حین ما کان بی الارمق مت معہ والآن فبلغی والدی انی لا ارضی بالزواج وان ارسلتمونی
معہ وقربنی قتلتہ وقتلت نفسی وکان الزوج منقبضا وخاف من الوعید اہلہ فترکوہا ورجعوا الی بیتہم
خائبین واحتال الابوان انا نرضیہا فی ایام ونرسل الی بیتکم فلما ذہبوا ترکت الطعام والشراب و
استغرقت فی ذکر المحبوب حتی توفیت بعد احد وعشرین یوما فدفنوہا بجنبہ فلما دنا موتہ الاربعون یوما فتحوا
قبرہ لیبنوہ بالآجر والجص فلم یجدوا فی القبر شیئا ثم لما حان الاربعون لموتہا فتحوا قبرہا فوجدوہما متعانقین
اشد الاعتناق لا یمکن تفریقہما اصلا فترکوہما کذلک ودعوا لہما بالرحمۃ وندموا حیث لا ینفع الندم وہذہ
القصۃ حکی لی حضرۃ استاذی مد اللہ ظلہ سمع عن رجل من اہل تلک المحلۃ ثم صدقہ جماعۃ منہم۔

---

(۱) فی "ش" اقتلک ۱۲ (۲) فی "ش" وراح الزوج باہلہ لیاتی بہا فدعت ۱۲

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

ومنها انه كان في عظيم آباد وهو من كبار البلاد بين الجنوب والشرق من بلدتنا الدهلي غلام
من اغنياء الهنود عزيز لاهله اسمه پرس رام بارع في الجمال قلما يوجد مثله وكان قد ابتلى بمحبة رجل من
المسلمين في زي الفقراء فصار ينادمه ولا يفارقه واستأنس به پرس رام جدا فلما بلغ مبلغ النكاح
زوج بكفوء فائقة الجمال مثله فوقع بينهما غاية المحبة وعلق بها ودا وشغفها حبا حتى شق عليهما المفارقة
ساعة وانقطع عن صحبته الفقير مدة فاغتم الفقير لذلك ودعاه يوما وجلس معه ليشكوا(١) اليه نسيان العهود
وايثار الصدود فاعتذر پرس رام ان زوجته لا تستطيع الصبر عنه اصلا فقال الفقير هذا من اكاذيب
النساء لتسخير الازواج فليذهب للامتحان رجل يخبرها بموتك وانظر ماذا تفعل فلما اخبرت بذلك
طفق اهل البيت ينوحون ويجزعون وخرت هي مغشية عليها فدهاهم غم على غم وتوجهوا العلاجها
فاذا هي ميتة وسمع پرس رام بذلك فاشتد اليها ذاهب العقل فاقد الصبر كاظم الندم محرق الغم و
رفع الناس نعشها واحرقوها على دينهم عند ساحل النهر جامع الانهار وهجم الحزن على پرس رام وذهل
عن الطعام والشراب وصحبة الاحباب وغدا يلتحق بالصحارى والخراب ويتوحش عن الاصحاب والاتراب
ويزداد به الجنون والاضطراب فبينما هو قائم على شط النهر عند بيت صياد السمك اذا زوجته تلومه على
ترك الاصطياد بالليالي وتشتكي اليه لحوق الضر والفقر بذلك فقال الصياد انما تركته خوفا على نفسي لانه
ينزل كل ليلة من الجو على محرق امرأة شعلة فتدور في كل ناحية(٢) وترد على المارة ويسمع منها صوت عجيب
فتقول يا پرس رام احرقتني بالجوى حتى صرت لظى طلبتك في الارواح فلم اجدك فكيف السبيل لي اليك
وتتكلم بما يقلق الصدر ويقطع نياط القلب وتمكث كذلك برهة طويلة ثم تغيب فلما سمع به پرس رام
حمله في نفسه ورجع الى الفقير وذكر له اني علمت ان القضاء لا يرد ولا نفع في سرو(٣) الاحزان وان

(١) في "ش" يشكو ١٢ (٢) في "ش" ونيرد ١٢
(٣) في "ش" في سرد ١٢

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

تكدير الحيوة غاية السفاهة فتبرأت من الجنون والضلالة واريد ان افرح طبعي واشغل نفسي بنزهة جريان النهر
فاصحبنا الى الساحل ننسي الهم وندفع الغم، فراح معه الفقير في طائفة من اترابه فرحين، وجلسوا على سفينة
موثقة بالشط مسرورين حتى اذا جن الليل اذا بشعلة من السماء نزلت تنادي بذلك فوثب پرس رام اليها
وقال انا پرس رام بلمّي يا حبيبة فانا اليك بالاشواق، فجاءت الشعلة وقامت بحذائه وتكلما ساعة و
الناس ينظرون اليهما ولا يفهمون من البعد ما جرى بينهما فاذا الشعلة قد احاطت به واشتملت عليه وانقت[1]
في الهواء ولم يبق على الارض الا رماد يسير، فرجع الفقير والرفقة مبهوتين نادمين وشاع الخبر في الناس اجمعين
ومنها انه كان فتى ظريف الطبع جميل الشكل حزين القلب طلوب الحسن، ينظر الحسان في الدكاكين
والطرق والابواب والغرف، فان لم يجد بغيته ظل خاثرا مغموما وان وجدها لم يبرح ايا ما يتملق شاهدا
ويتحزن غائبا فبينما هو ينظر يمينا وشمالا اذ لقيت عينه عين امرأة حسناء في غرفة كانها فلقة قمر فوقف
لحظة حتى امتلأ من لذة الحسن ثم خر مغشيا عليه وعرفت ذلك منه ونهضت من الغرفة محتجبة حتى اذا افاق
لم يرها فلازم بابها يبكي تارة ويتاوه اخرى، ويترمزم بهجرات العشق مرة ويستغرق في بحر الحيرة اخرى،
فتفطن الناس لحاله وتيقن اهلها ببلاء باله وصار يرثى له الصديق ويتفقد لطعامه وشرابه الرفيق الشفيق
فاضطرب في اوليائها عرق الغيرة، وسولت لهم نفوسهم احاطة الخزي وهجوم الذلة وتشاوروا في قتله وطرده
وخافوا لائمة الناس ومواخذة الحكام في حبسه وضربه فاستقر رأيهم على ان يرسلوا بالحسناء خفية الى بيت
صديق من وراء النهر لا يشعر به مخترق الصدر واصحبوها بخادمة حافظة منكرة[2] الحيل والخداع ولما مر محمل
المناكب بين يديه تفطن بشهادة القلب ان معشوقته اظلت عليه فوثب يسعى من وراء المحمل ويشكو اليها
من وراء الحجاب ما كان يزوّره في نفسه منذ دهر من عرض مرارة العشق والسانح المشكل فلما رأت
المكارة ذلك سكنته بلين القول ومواعيد الوصل وعجلت بادخالها السفينة، وظنت ان تفارقه

(١) في "ش" وارتفعت ١٢ (٢) في "ش" متكبرة ١٢

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔ کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

بهذه الحيلة، وجعل الفتى يشتد ويعدو حتى ركب معها في السفينة فانتظرت المكارة حتى اذا وصلت اللجة القت نعل المحبوبة في الماء وقالت يا صادق الحب هلم بهذه النعل اترضى ان تمشي محبوبتك حافية في شوك الصحراء وبين الاقرباء؟ فعيرته وهيجته، حتى وثب الفتى في الماء وغرق وما كان هناك حميم له يغتم لاجله ويخرج نعشه، فسلت نفسها من قبله، وجلست فارغة الخاطر، واخرت الجملة الى الساحل الآخر وبلغتها حيث امرت وكانت الحسناء سمعت منه ما جرى على قلبه في شدائد الحب، ورأت منه الصدق في محبتها، وبذل الروح لاجلها، فنفذ حبه في قلبها نفوذ السهم الغائر فمكثت هناك سبعا وقالت للحافظة اني قد فارقت داري واهلي واري قلبي لا يستانس بشيء ويضطرب في الصدر، واخاف على نفسي الجنون من طغيان الوحشة، فجلي[1] بي الى اهلي لا يعتريني داء عضال لا يداوى، وقد زال المانع فقالت حبا وكرامة ودعت بالحمل وذهبت بها حتى اذا ركبت السفينة قالت لها افتحي لي الحجاب عن الماء لعل نفسي وازيل وحشتي، فمثل هذا لا تيسير للنساء الا نادرا، وجعلت تذكر الفتى بسوء وتقول ايني اين القيت نعلي وابن غرق الذي اخرجني من داري واهلي، وفضحني بين شركائي واهل معرفتي، فلما ارتها المكان وثبت الحسناء والقت نفسها حيث القى نفسه، وبلغ الخبر الى اهلها فاجتمعوا وتجسسوا عن نعشها فاذا هي والفتى متعانقان تعانقا شديدا لا يمكن الفكاكهما الا بالقطع وقد حفظ الله بنيته[2] عن اسالة الماء وتحليله واكل الحيوانات وجذبهم وجمع بينه وبين حبيبته انه لعباده رؤف رحيم وودود كريم،

وهاتان الحكايتان كنت سمعتهما من افواه الناس باختلاف ونقلتهما ههنا من المثنوي الهندي للمير تقي والعهدة في ذلك عليه والله يعلم الصدق والكذب مما فرح به كل حزب،

سادسها كنت ذكرت في الشعبة الثالثة للقوى الثلاث الشهوية والغضبية والوهمية الصلابة والرخاوة مرة والقوة والضعف اخرى وتوصيف الكيفيات والقوى بالقوة والضعف متعارف وبالصلابة

(1) في "ش" فتعجلي ۱۲ (2) في "ش" بدنه ۱۲

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وہابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

والرخادۃ غیر متعارف لایفہمہ کثیر من الناس فاردت کشفہ ہٰہنا۔

وذلک ان زیادۃ شہوۃ علی شہوۃ وغضب علی غضب ووہم علی وہم مثلاً علی ما وجدت یرجع الی وجوہ اربعۃ۔

احدہا بزیادۃ الاثر وقلتہ فمن لایکتفی الا بالطعام الکثیر والجماع الکثیر اقوی شہوۃ ممن یکتفی بالقلیل منہما ومن لایکتفی الا بالضرب والجرح اقوی غضباً من الذی یکتفی بالسب والزجر ومن لایکتفی عند توہم الخوف الا بالفرار اقوی وہماً من الذی یکتفی بالاصفرار۔

وثانیہا بالہیج[1] لادنی سبب وعدم الہیج[2] بہ فمن تحرک باہۃ بالنظر اقوی من الذی لایتحرک الا باللمس ومن یسطو بحکایۃ شتم اقوی غضباً من الذی لایثور الا بالمشافہۃ بمثلہ ومن یقع فی التوہم بخبر واہٍ اقوی توہماً من الذی لایقع فیہ الا بتحقق[3] وتثبیت فہذان الوجہان نسمیہما بالقوۃ والضعف وذلک ظاہر۔

وثالثہا امکان حبسہ ومنعہ عن الفعل بزاجر العقل او الشرع او الرسم بعد التہیج وعدم امکان ذلک۔

ورابعہا سرعۃ زوالہ عن الباطن بعد التسکین اما بالحبس او باستیفاء المقتضی وطول بقائہ فی القلب لایزال یترشح اثرہ من القول والفعل وہذان الوجہان نسمیہما بالصلابۃ والرخادۃ فان الاشیاء الصلبۃ یکون عسرۃ الکسر والانعطاف طویلۃ الامتداد والبقاء وہذہ قسمۃ نافعۃ للناظر فی الاخلاق مطلقاً ولطالب الحذر عند المعاملۃ مع الناس فاحفظہا۔

سابعتہا انی ذکرت فی الشعبۃ الثالثۃ فی بعض مراتب المحبۃ شہادۃ قلب المحب برضاء المحبوب وظاہرہ وان یرجع الی الفراسۃ والحدس لاجل القرائن ولکن لہ سر ادق وہو ان النفوس بجبلتہا

(۱) فی "ش" بالتہیج ۱۲
(۲) فی "ش" بالتہیج ۱۲
(۳) فی "ش" بتحقیق ۱۲

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔ کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

كالمرايا قابلة للصور وانما يصدها عن انطباع بعضها امران انتفاء الصقالة وانتفاء المحاذاة والاول يحصل بالصدء والرين وهو بتشتت الهموم وانبعاث الهواجس وسيلان الخطرات والثاني بحصول الغفلة الاصلية او الطارية او العناد فالوجد التوجه الصحيح القوي فاذا زال المانعان بجمع الهمة على الشيء وخلو القلب عن غيره ودوام التوجه اليه وذلك من لوازم تلك المراتب من المحبة حصل المطلوب قطعاً۔

وقد وقع لبعض اصحابنا انه عشق مليحاً ولازم فيه كثرة الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم فاكتسب حظاً من الصفاء حتى كان يعرف محبوبه غائباً اين هو وماذا يفعل؟

وذكر لي مولوي غلام جيلاني وهو من افاضل بلدة رام پور للافاغنة ان رجلاً ممن قدم من بلادهم حكى له انه خلف في قريته رجلاً وامرأة تحت غيره تعاشقا بلا فساد، وتعذر الوصل بينهما بلغا من توحد الارادة ان يفعل كل ما يفعل الآخر، واخبر انه يصعد يوماً شجرة عالية لحاجته فاذا بالرجل خرج من القرية يوماً وجلس تحتها فخرجت الى ناحية اخرى وجلست تحت شجرة، ثم ان الرجل قام ومد يده متمطياً فقامت ومدت يديها كذلك فقال له الصاعد ارم هذا الحجر الى بعيد فرمى به فرفعت المرأة حجراً ورمت به قال وكلفته باشياء امتحاناً فرأيت توافقهما وكان بينهما حائل لا تراءيان به وكنت من العلو اراهما جميعاً وهذا من العجائب التي قلما سمعت مثلها۔

ثامنتها اني كنت ذكرت في قصة الفصد ان ليلى طعنت فخرج الدم من قيس على ما وقع في رسالة محبينا خواجه حسن فلما راجعت الى القصة تبين لي ان الامر بالعكس فان قيساً دعي الى الفصد لعلاج الجنون فاعتذر باتحاد ليلى معه وانه يخاف من وقوع جرحة عليها فاستهزأ به الناس وما اعتنوا بباطل وهمه ولولا ذلك الوهم ما وقع ما وقع فلما طعنوه خرج الدم من عرق ليلى وهي غائبة وعرفت ان قيساً قد فصد فان صح هذا الخبر فله ولامثاله سر غامض وهو ان النفس كما تنفعل في بدنها شائعاً كثيراً كذلك تفعل في غير بدنها نادراً قليلاً واذا وقع مثل هذا من غير علم بالاثر وقصد اليه كما في الاصابة

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

بالعين لطائفة وآنخوستة على الاہل لطائفة فمع اعانة العلم والقصد أولیٰ وقد ذکر فی الملل والنحل انہ کان فی الہند اصحاب الوہم یفعلون بالہمة غرائب من حل المشکلات ودفع البلیات وہزیمة الجنود وامطار الغیوث وامثال ذلک۔

وتاثیر الہمة عندی مبنی علی اصلین الاول ان فیضان الصور الامتدادیة من الصور الجسمیة والنوعیة انما ہو من حضرة التجرد والاطلاق وما ہی الاجہات الکمالات الوجوبیة المسماة بحضرة الاسماء الالٰہیة او ہم افاضل الملکوت الاعلی المسماة بالجواہر العقلیة القدسیة فاذا اکتسب النفس قوة جبروتیة اوملکوتیة اقتدرت علی قلب الاعیان والرتق والفتق والابراز والکتم وتبدیل الصفات فی الاجسام ولو فی صنف من الآثار اذا انبجست(۱) داعیتہا من تلک القوة لا من الارادة البشریة وہذا مختص بالنفوس الکاملة علی اختلاف بینہم فی مختار ومأذون ومغلوب لاستعدادات راجعة الیہم ونعنی بالناسوت فیما سوی الاجسام کل روحانیة متسمة بامتیاز الانائیة عن حضرة الحق وارادة المخالفة لارادتہ وبالملکوت کل روحانیة متسمة بامتیاز الانائیة دون ارادة المخالفة وبالجبروت کل روحانیة غیر متسمة بامتیاز الانائیة کالبدن مع الروح وجمیعہا من المراتب الخلقیة لا ترجع الی حلول ولا اتحاد۔

قال الشیخ الاکبر محی الدین ابن العربیؒ فی الفص الاسحاقی بالوہم یخلق کل انسان فی قوة خیالیة(۲) ما لا وجود لہ الا فیہا وہذا ہو الامر العام والعارف یخلق بہمتہ ما یکون لہ وجود من خارج محل الہمة ولکن لا تزال الہمة تحفظہ ای ذلک المخلوق ولا یؤدہ ای لا یثقل الہمة حفظ ما خلقہ فمتی طرأ علی العارف غفلة من حفظ ما خلقہ عدم ذلک المخلوق الا ان یکون العارف قد ضبط جمیع الحضرات فہو لا یغفل مطلقا بل لا بد لہ من حضرة یشہدہا فاذا خلق العارف بہمتہ ما خلق ولہ ہذہ الاحاطة ظہر بصورتہ فی کل حضرة وصارت الصور تحفظ بعضہا بعضا الی آخرہا قال ولا یخفی ان اطلاق الخلق علیہ مجاز کما فی سائر الافعال الاختیاریة

(۱) ای انفجرت ۱۲ من ش (۲) فی "ش" قوة خیالہ ۱۲

بالمباشرة والتوليد مثل قوله تعالىٰ "تخلق من الطين كهيئة الطير" واما حقيقة الخلق اى اخراج الايس من صرف الليس فخاصة الحق جل مجده لا شريك فيه له والثانى ان العالم انسان كبير كما ان الانسان عالم صغير والانسان لم يرث القوى الا من الشخص الاكبر وراثة البذر قواه من الشجرة فلا بد فيه من قوة وهمية وخيالية تسمى بعالم المثال الكلى للاعلى والاسفل وقد حام حوله اهل العقل باعتراف[1] النفوس المجردة والمنطبعة للافلاك والعالم العنصرى الضالم بجرم منها اذ تكفف الى الوهاب الجواد عز مجده فلهذه النفس المتكفلة بالعناصر اتصال بالنفوس الجزئية اتصال الام بالجنين بل اتصال حس المشترك[2] مع الحواس المنتشرة فى اكناف البدن فربما تؤدى النفس الجزئية صورة اكيدة حتمية من متانة جوهرها او اضطرار حالها او مزج الاسماء الالٰهية معها او معاونة شيئ من القوى الفلكية لها او لامر سواها من امثالها فتهيج النفس الكبرىٰ الى ان تحدث بنظم الاسباب الطبعية او بصرف الهمة بما تقتضيها هذه النفس الجزئية وهذا غير مختص بطائفة فيقع لافاضل النفوس فيما يصدر عن قوتهم القدسية ولمن دونهم من النفوس الصالحة والنفوس القوية المرتاضة ولذوات الاقبال كثيرا وللنفوس[3] العامة عند المغويات[4] قليلا وهذا اصل عظيم فى باب الخوارق على طريقة الحكماء ونحن ندرج هذا التفصيل فى كلمة جامعة بفروعها واغصانها وهى "ماشاء الله كان" قال الشيخ ابو على سينا فى كتاب المبدأ والمعاد فى فصل الثامن من المقالة الثانية فيجب ان يكون اى تدبير الكائنات الارضية والانواع الغير المحفوظة لمبدأ بعدها اى لبعد صريح العقول وهو اما نفس منبثة فى عالم الكون والفساد واما نفس سماوية ويشبه ان يكون رأى الاكثر انه نفس متولدة عن نفس فلك الشمس والفلك المائل فانه مدبر لما تحت القمر بمعاضدة الاجسام السماوية وسطوع نور العقل الى ان قال ويقال ان النفس المغيثة للداعين والمنذرة بالاحلام وغير ذلك هذه ويشبه ان

---

(۱) فى "ق" بالاعتراف بالنفوس ۱۲
(۲) فى "ش" بالحواس ۱۲
(۳) فى "ش" العامية ۱۲
(۴) فى "ش" عند المعونات قليلا ۱۲

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

يكون ذلك حقا ثم عقد فصلا في ان هذا المبدأ كيف يعلم ما بيننا في الحال والمستقبل وكيف يؤثر ومثل فيه لقصة طبيب كلف كشف صورة[1] جارية حظية عند الملك فرستهار يح منعت الانتصاب فنهضت فيها حرارة قوية حللت الريح وبرأت في ساعتها والله اعلم ولتاثير الهمة اصل ثالث اهملها المحققون من قبلنا يجب علينا ذكره عملا بقول القائل "نفي حكمت مكن از بهر دل عامي چند" وهي الهمم الشيطانية الجنية والانسية ومنها الامداد للسحرة والدجاجلة وهي ناشئة منهم لا من النفس الفلكية وهي ليست من الانوار الملكوتية و لا من السبحات الجبروتية وتحقيق ذلك ان الله سبحانه ربى ابليس اولا دهورا طويلة بمعرفة الاسماء الالهية وانوار العبادات والقوة الملكوتية المكتسبة من صحبتهم حتى عرف نفسه مستحقا للخلافة الالهية ولما يدر حقيقتها ثم لما استخلف سبحانه وتعالى آدم عليه السلام وحسده ابليس ولم يسجد له لعنه لعنا شديدا وطرده عن حيز[2] الرحمة وخلع عنه الانوار الملكوتية والجبروتية ومع ذلك لم يمنعه عن حضرة المخاطبة وساطة[3] بعض الملائكة ومع المعاتبة والاهانة ولم يسلبه تلك القوى بالكلية لتكون عونا له على ما قيض عليه من ابتلاء المكلفين واغوائهم ويتقوى بها على السلطنة العظمى شرقا وغربا في ذلك الى آلاف سنين بل ابقى فيه مثل ما تبقي النار اذا فارقت الجسم الكثيف فيه من الفحمية او الرمادية فتتولد فيها[4] تاثير عجيب لم يكن في المعدن والنبات مثلا ثم جعل له اعوانا وجنودا يرثون منه تلك القوى ويستنبطون منها اقسام الكيود والرقى من شياطين الانس والجن كالجوالا والهنومان وستو والبرهة والوف من امثالهم وكذلك حين طرد هاروت وماروت وسلبهم الاسم الاعظم ابدل لهما منه قوة ظلمانية مولدة للسحر بالهمة دون مزاولة الاعمال والخواص واجاز بتعليمه لمن يريد الكفر والشقاوة بنفسه حفظا لعاقبتهما الابدية فهذان القسمان وما كان من جنسهما[5] مما اشار اليه سبحانه بقوله "كُلًّا نُمِدُّ هٰؤُلَاءِ وَهٰؤُلَاءِ مِنْ عَطَاءِ رَبِّكَ وَمَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا"[6] من خصائص[7] الارواح الناسوتية المنهمكة

---

(۱) في "ش" سورة جارية ۱۲ (۲) في "ش" عن خير الرحمة ۱۲ (۳) في "ش" ولو بوساطة ۱۲
(۴) في "ش" فيها ۱۲ (۵) في "ش" وما كان جنسهما ۱۲ (۶) محظورا اي ممنوعا ۱۲ من "ش"
(۷) في "ش" من خير قصائص ۱۲

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

فی الفسق والفجور۔

وقد اوضحت سر ہذا فی قصیدۃ اجبت بہا السوال المنظوم لابی علی ابن سینا عن الحکمۃ فی ہبوط النفس[1] الی الابدان حیث قلت ؎

وتری بناحیۃ المثال علی شفا — الدنیا من اوضاع النحوس المقع
ومن الدواہی والشرور تشجت — ظلماء عن سنن الصواب کافدع
ہی للفساد خزانۃ[2] جلاۃ — وعلی عناد البر ذات مذعذع

ونظیر مرأۃ تریک الشیئ منکوسا — لاحکام صوادق نصع
وکم من الادار فی احشائہا — ہو منذر بغناٸہا وتبقع
ورسوخہا ونفوذہا یزداد من — مدد من الدار الدنیۃ مسرع
وہی التی بسطت جناحیہا علی — جند الشیاطین اللیام القبع

فالماصع المنیر والمراد بہ الکواکب المشار الیہا فی قولہ تعالی "ومن شر غاسق اذا وقب" والدواہی والشرور ہی المشار الیہ فی قولہ "من شر ما خلق" والافدع منکوس الید الی تحت من الرسغ والمراد المنحرف والاذعذعۃ بالذالین المعجمتین النشر والاعلان والناصع الخالص وہو ہہنا من تلبیس ابوہم وغیرہ من اسباب الضلال والتبضع التفریق وصیرورتہ بضعۃ بضعۃ والقبوع صوت الخنزیر من الالف والقبع فاعلوہ فاشرت بقولی بناحیۃ المثال علی شفاء الدنیا الی موطن تکونہا وقرارہا وبالاوضاع المنحوسۃ الکواکب والدواہی والشرور فی عالم الکون والفساد الی مادتہا وبظلماء منحرف

---

(۱) فی "ش" النفوس ۱۲
(۲) فی "ش" خزانۃ جلابۃ ۱۲ فی القصیدۃ الآتیۃ جلابۃ وفی ص خزاۃ جلابۃ ۱۲ مولانا اعظمی

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

عن سنن الصواب الی صورتہا۔

ثم ذکرت بعد ہذہ الاحکام الثلثۃ خمسۃ احکام آخر لتوضیح حالہا۔

الاول ہی للفساد خزاۃ[1] جلابۃ ای یعدہم ویلقی الیہم الظلم وقتل النفوس وسلب الاموال وہتک الاعراض وفضیحۃ المحرمات[2]۔

والثانی وعلی عناد[3] البرذات مذعذع ای علی ترک الطاعات، والانہماک فی الشہوات وتکذیب الرسل والآیات ذات نشر وترویج۔

والثالث ونظیر مرأۃ الی آخر البیت ای ہی خزانۃ للمعقولات الکاذبۃ ولیس اختزانہا بحیازۃ التصورات والتصدیقات باسرہا فی ذاتہا بل بان الصورۃ اذا انعکست من خزانۃ المعقولات الحقۃ بعد اخلتہا وتوسطہا الی النفس انعکست علی خلاف ماہنا وخلاف ما فی الواقع بتبدیل الایجاب سلباً وبالعکس وتتضح حالہ بمثالین صوری ومعنوی احدہما انعکاس الصورۃ من المرأۃ الفاسدۃ الی البصر معکوساً ولیس فی المرأۃ جمیع الصور وثانیہما کمن یجلس حذاء المدعی علی قصد الجدال فلا یحضر فی نفسہ شئ من التصورات والاحکام ولکن اذا تکلم المدعی عقد المجادل قضیۃ مخالفۃ لہا بالانکار والتکذیب علی اطرافہ۔

والرابع انہا تعد الدنیا للقیامۃ الکبری بابطال النوع البشری قصداً وسائر الانواع تبعاً و تنذر بالہلاک العالم[4] فہی الداء المزمن فی احشاء الطبیعۃ العنصریۃ یمنع عنہا فیوض الملکوت و عنایات الجبروت ولا یزال تزداد شیئاً فشیئاً بامتداد الدنیا واہلہا بمدد حاصل منہم ومن داریہم فیہی للحرمان مطلقا عن التوجہ الی الحق والاستغراق فی مساحطہ وتوہلہم للغضب وسلب المدد الوجودی المبتنی علی موافقۃ المصلحۃ الکلیۃ عن حضرۃ اللاہوت۔

---

(۱) فی "ش" خزانۃ جلابۃ ۱۲ (۲) فی "ش" الحرمات ۱۲

(۳) فی "ش" عناد ۱۲ (۴) فی "ش" العام ۱۲

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔ کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

والخامسۃ انہا التی منہا الحفظ و الاعانۃ والاصباغ والتکثر[1] کماً وکیفاً للنفوس الخبیثۃ الشیطانیۃ وہو قولنا وہی التی بسطت جناحیہا الی آخرہ وہذا سر عظیم لباب الفتن ولہ تفصیل بالغ مذکور فی کتاب "الخیر کثیر" و "البدور البازغۃ" لوالدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ویظہر منہ انہ کما ان الموت امر طبعی للشخص الاصغر کذلک القیامیۃ امر طبعی للشخص الاکبر و غیر ذلک من الاسرار ہذا وقد عرفنی الحق سبحانہ ان غایۃ امتداد بقاء ہذہ الحقیقۃ الی توجہ للحق سبحانہ وتجلیہ بمضمون قولہ "وَقَدِمْنَا اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰہُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا" فحینئذ تبطل الہمم الشیطانیۃ وتدخل مادتہا فی بطن الجحیم ویجذب معہا اعوانہا و اتباعہا فیصیرون وقود النار فی عذاب الیم واللہ جل مجدہٗ باسرارہ علیم وفی افعالہ حکیم۔

تاسعتہا ذکرت فی ضمن قصد لیلی احتلام الحواس وہو امر غیر متعارف انما وقع فی کتاب "فیوض الحرمین" لوالدی رضی اللہ عنہ فاردت ازالۃ خفائہ وبیانہ ان المشاہدۃ العنانیۃ[2] خاصۃ الحس المشترک فقط والاختزان المحض من غیر التفات خاصۃ الخیال فقط وحالۃ التذکر خاصۃ برزخ بینہما یجتمع فیہ اثر الخیال والحس المشترک معاً والصورۃ کما ترتفع من الخارج الی الحس المشترک ومنہ الی الخیال شائعاً کثیراً کذلک قد ینزل[3] من الخیال الی الحس المشترک ومنہ الی الخارج فی المنام نادراً قلیلاً وفی الیقظۃ اندر واقل وہو الاحتلام وہو فی اللامسۃ فی الیقظۃ کما فی الاشارۃ بالدغدغۃ وفی الذائقۃ نزول الماء فی الفم بذکر الحموضۃ وفی الشامۃ تغطیۃ الانف وتعبیس الوجہ عند ذکر النتن وفی الباصرۃ احمرار العین وترقرق الماء فیہما من لذۃ ذکر الحبیب وفی السامعۃ سد الصماخ بالید عند تذکر الفحش الشنیع القولی وبالجملۃ اذا اورث[4] ملاحظۃ المخزون حالۃ بدنیۃ فہو الاحتلام وانما

---

(۱) فی "ش" والتکثیر ۱۲
(۲) فی "ش" العبانیۃ ۱۲
(۳) فی "ش" تنزل ۱۲
(۴) فی "ش" اذا ورث ۱۲

يكون في اليقظة لبعض الناس في بعض الاحيان فافهم ۔

عاشرتها ذكرت في شعبة الخامسة اشتهار قصص النعيمان رض وانما هو عند اهل الحديث فاردت ذكر ما علمت منها لغيرهم ان نعيمان بن عمرو بن رفاعة كان من الانصار من بني النجار وكان من القدماء الصحابة المخلصين المحبين لله ورسوله شهد بدرا وكانت فيه دعابة زائدة يلقب بالحمار وله اخبار منها ما كان لا يدخل المدينة رسل[1] ولا طرفة الا اشترى منها ثم جاء به الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فيقال يا رسول الله هذا هدية لك فاذا جاء صاحبه يطلب ثمنه من النعيمان رض جاء به الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال اعط ثمن هذا فيقول رسول الله صلى الله عليه وسلم اولم تهده لي فيقول يا رسول الله لم يكن عندي ثمنه واحببت ان تأكله فيضحك رسول الله صلى الله عليه وسلم ويأمر لصاحبه بثمنه

ومنها جاء اعرابي الى رسول الله صلعم فدخل المسجد واناخ راحلته بفنائه فقال بعض اصحاب النبي صلعم لنعيمان رض لو نحرتها فاكلناها فانا قرمنا الى اللحم ويغرم[2] رسول الله صلعم ثمنها فنحرها نعيمان رض فخرج الاعرابي ورأى راحلته فصاح واعقراه يا محمد فخرج النبي صلى الله عليه وسلم فقال من فعل هذا قالوا النعيمان فاتبعه يسأل عنه فوجده في دار ضباعة بنت الزبير بن عبد المطلب قد اختفى في خندق وجعل عليه الجريد و السعف فاشار اليه رجل ورفع صوته ما رأيته يا رسول الله واشار باصبعه حيث هو فاخرجه رسول الله صلعم وقد تغير وجهه بالسعف الذي سقط عليه فقال له ما حملك على ما صنعت قال الذين دلوك علي يا رسول الله هم الذين امروني به فجعل رسول الله صلعم يمسح عن وجهه[3] ويضحك ثم غرمها رسول الله صلى الله عليه وسلم ۔

ومنها كان يصيب الشراب فيوتى به الى رسول الله صلعم فيضربه بنعله ويأمر اصحابه فيضربونه

---

(۱) الرسل بحركة القطيع من كل شئ والابل والقطيع من الغنم وبالكسر اللبن وذوات اللبن والطرفة بالضم الاسم من الطريف الى الجديد ۱۲ مولانا الاعظمی دامت برکاتہم

(۲) فی ش تغرم ۱۲ (۳) كذا في الاستيعاب ص۳۰۰ ۱۲ مولانا الاعظمی دامت برکاتہم

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔ کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

بنعالهم ويحثون عليه التراب فلما كثر ذلك منه قال له رجل من اصحابه لعنك الله فقال رسول الله لا تفعل فانه يحب الله ورسوله وهذا هو المشهور وقيل ان المنهمك في الشراب كان ابنه عبد الله ولعله كان يلقب بالحمار ايضاً والله اعلم۔

ومنها ان ابابكر الصديق رضي خرج قبل وفاته صلعم لعام تاجراً الى بصرى ومعه نعيمان وسويبط بن حرملة وكلاهما بدري وكان سويبط على الزاد فجاءه نعيمان وقال اطعمني فقال لا حتى تاتي ابابكر(1) فقال نعيمان لاغيظنك فذهب الى ناس جلبوا ظهراً فقال ابتاعوا مني غلاماً عربياً فارهاً وهو ذو لسان ولعله يقول انا حر فان كنتم تاركيه لذلك فدعوني(2) لا تفسدوا على غلامي فقالوا بل نبتاعه منك بعشرة قلائص فاقبل بها يسوقها واقبل بالقوم حتى عقلها ثم قال دونكم هو هذا فجاء القوم وقالوا قد اشتريناك فقال سويبط هو كاذب انا رجل حر فقالوا اخبرنا خبرك فطرحوا الحبل في عنقه وذهبوا به فجاء ابوبكر الصديق رضي فاخبر بخبره فذهب هو واصحابه اليهم وردّ القلائص واخبروهم انه يمزح(3) واخذوا سويبطاً فلما قدموا على رسول الله صلى الله عليه وسلم اخبروه الخبر فضحك رسول الله صلى الله عليه وسلم من ذالك حولاً او اكثر وقد سمى بعض الرواة فسمى سويبط سليطاً(4)

---

(1) في الاستيعاب حتى ياتي ابوبكر ١٢ مولانا الاعظمي دامت بركاتهم (2) في الاستيعاب فدعوه ١٢ مولانا اعظمي

(3) في "ش" يخرج ١٢

(4) واخرج ابن ماجه في سننه في باب المزاح عن ام سلمة رضي قالت خرج ابوبكر في تجارة الى بصرى قبل موت النبي صلى الله عليه وسلم بعام۔ ومعه نعيمان وسويبط بن حرملة وكانا شهدا بدراً وكان نعيمان على الزاد وكان سويبط رجلاً مزاحاً۔ فقال لنعيمان اطعمني قال حتى يجئ ابوبكر فقال فلاغيظنك قال فمروا بقوم فقال لهم سويبط تشترون مني عبداً لي؟ قالوا نعم قال انه عبد له كلام۔ وهو قائل لكم اني حر۔ فان كنتم اذا قال لكم هذه المقالة تركتموه فلا تفسدوا على عبدي، قالوا لا بل نشتريه منك۔ فاشتروه منه بعشر قلائص۔ ثم اتوه فوضعوا في عنقه عمامة او حبلاً فقال نعيمان ان هذا يستهزئ بكم واني حر لست بعبد فقالوا قد اخبرنا خبرك فانطلقوا به فجاء ابوبكر فاخبروه بذلك قال فاتبع القوم ورد عليهم القلائص واخذ نعيمان قال فلما قدموا على النبي صلى الله عليه وسلم واخبروه قال فضحك النبي صلى الله عليه وسلم واصحابه منه حولاً ١٢ سواتي

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

ومنها كان ابو المسور مخرمة بن نوفل القرشي الزهري شيخاً كبيراً اعمى وبلغ مائة وخمس عشرة سنة فقام يوماً في المسجد يريد ان يبول فصاح به الناس فاتاه نعيمان فتنحى[1] به ناحية من المسجد وقال اجلس ههنا فاجلسه وتركه فبال وصاح به الناس فلما فرغ قال من جاء بي ويحكم[2] في هذا الموضع قالوا نعيمان قال فعل الله به وفعل اما ان لله على ان ظفرت به ان اضربه بعصاي هذه ضربة تبلغ منه ما بلغت فمكث ما شاء الله حتى نسي ذلك مخرمة ثم اتاه يوماً وعثمان قائم يصلي في ناحية المسجد وكان عثمان اذا صلى لا يلتفت فقال له هل لك في نعيمان قال نعم اين هو دلني عليه فاتى به حتى اوقفه على عثمان فقال دونك هذا هو فجمع مخرمة يده بعصاه فضرب عثمان فشجه فقيل له انما ضربت امير المؤمنين عثمان فسمعت بذلك بنو زهرة فاجتمعوا في ذلك فقال عثمان دعوا نعيمان[3] لعن الله[4] ان نعيمان شهد بدراً كذا في الاستيعاب -

حادية عشر[11] لا شبهة ان الانبياء عليهم السلام اشد الناس محبة لله وحبهم عنده ولذلك فضلهم على ملائكته واوجب الايمان بهم على خلقه وافترض طاعتهم على عباده واعطاهم من القرب والجاه ما لم يعط احداً من بريته وجعل انكارهم كفراً به وحابطاً لعمل صاحبه ومبيحاً لافناء الوف من صيغته[5] واولهم خليفته على خليقته وصفيه من بريته ومستوجب التعظيم على كافة رسله ابو البشر آدم عليه السلام وافضلهم خمسة منهم اولوا العزم نوح وابراهيم وموسى وعيسى ومحمد صلى الله عليه وسلم وان لهم مع الله سبحانه معاملتين معاملة عبودية لالوهية ربهم الخالق المالك المنعم ويشاركون فيه سائر المؤمنين ويمتازون عنهم بايفاء حقها بما لم يات به غيرهم على حسب مرضيه وبالتقدم على غيرهم بالدعوة اليه والقيام به ولولا ذلك ما بلغوا ما بلغوا ومعاملة حبية خاصة لواحد واحد منهم واذا تاملنا من هذا الوجه فيما بينهم وجدنا معاملة الله سبحانه معهم مختلفة باصناف المحبة والمحبوبية واني

---

(۱) في ش فتنحى ۱۲ (۲) في ش من جاء بي وعلم بهذا الموضع ۱۲

(۳) في ش دعوا نعيمان لعنة الله (مفعول دعوا) اي لا تقولوا لعنة الله او ملعوناً ۱۲ من ش

(۴) وفي الاستيعاب دعوا النعيمان لعن الله نعيمان فقد شهد بدراً ص۳۰۸ وفيه ما فيه ۱۲ مولانا حبيب الرحمن الاعظمي دامت بركاتهم

(۵) في ش صيغته ۱۲

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔ کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

اذکر ما لاح لی بالامعان-

فاقول اما آدم علیہ السلام فمثلہ کمثل رجل عزیز کریم سلیم الصدر فارغ القلب مطواع القول فی السکون والخوف[۱] لیس لہ من نفسہ تہیج ولا قلق اذا حزن اغتم واذا سلی سکن واذا شغل بشیء اشتغل بہ اراد حبیب فائق الحسن والجمال بارع الفضل والکمال واسع النعم والافضال ان یجعلہ عاشقا علیہ مفتونا بہ فناداہ بالتعریف بلا طلب والتجلی بلا شوق[۲] والاحسان الجزیل بالنعیم والراحۃ والریاسۃ العامۃ والسکن حتی اذا الف بہ واطمئن الیہ والتذ بذلک تنکر لہ ملزما علیہ خطیئۃ واحتجب عنہ حتی اذا اشتد علیہ حزنہ وندمہ وطال بکاؤہ وغمہ و ضاق بہ ہجر المحبوب والمہ واستقر فی مقامۃ[۳] المحبۃ قدمہ وتجرع غصصہا سلاہ بالعفو عن الخطأ وامتن علیہ فی ذلک بتعلیم التشفع والتوسل بحبیبہ الذی لہ منہ الثمار وسکنہ بوعد اللقاء وشغلہ بخدمتہ بما شاء من استخراج الصنائع واقتناء[۴] البہائم وتعمیر الصحراء فعاش فی ذلک قائما بمراد المحبوب منتظرا لوفاء الوعد ساکن الباطن عن الجزع والوجد-

واما نوح علیہ السلام فمثلہ کمثل رجل قوی الجسم قوی القلب عشق رجلا عظیم الجاہ ذا دلال و عتاب لا یجتری علی طلب وصالہ ولا یماطل فی الاتیان باوامرہ فاشتد بہ الحب حتی ترک الطعام والمنام الا بالضرورۃ فکلفہ المحبوب بخدمتہ وتحمل المحب فیہا کل مکروہ من الاستہزاء والشتم والضرب دہرا طویلا و ما خطر بالبال تضجرا خشیۃ ملال الحبیب الی ان بلغ بہ الصبر کل مبلغ فشکی الیہ فوات[۵] حکمتہ والہوان علی عبیدہ والعجز عن نفسہ فغار لہ المحبوب غیرۃ عظیمۃ وکان المحب یغتنم ادنی الفۃ[۶] من المحبوب ونظر عنایۃ منہ الیہ ویشکرہ عند کل لقمۃ وجرعۃ ونہضۃ ورقدۃ وقومۃ وقعدۃ ارضاء لہ وتقربا الیہ ولم یأن لہ مع ذلک ان یرفع الحجاب وہو فی جمیع ذلک لا یزداد الا قلقا للحبیب وتشوقا الیہ فلما انتصر لہ الحبیب نصرۃ

---

(۱) فی "ش" والجزع ۱۲
(۲) فی "ش" تشوق ۱۲
(۳) فی "ش" بمقام المحبۃ ۱۲
(۴) فی "ش" وافتنار ۱۲
(۵) فی "ش" فوات حکمتہ ۱۲
(۶) فی "ش" ادنی لفتۃ ۱۲

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے-کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

منبعثة خالج نفسہ باحسن من البسط فسأل المحبوب اما وعدتنی کذا فعاتبہ المحبوب حتی قال لَا تَسْئَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنِّیْٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ فطفق یستغلی[1] جرأتہ ویعتذر الیہ ویسترحمہ بان لیس لہ سواہ ملجأ ولا مہرب وحین فرغ من الخدمۃ ورأی عظیم عنایتہ فی الانتصار والعتاب عند السوال استحیی حیاءً شدیداً وانقطع عن الخلق واستغرق فی ذکرہ ولازم صرف الظاہر والباطن فی علو[2] دینہ وخدمتہ حتی مضی لسبیلہ[3]۔

واما ابراہیم علیہ السلام فمثلہ کمثل رجل شریف النفس زکی الفہم ظریف الطبع کریم الاخلاق رقیق القلب عالی الہمۃ ثابت الاستقامۃ عشق بالغا فی الحسن والحکمۃ ومحاسن الاخلاق ومعرفۃ الحقوق وکثرۃ[4] الاحسان الغایۃ القصوی والدرجۃ العلیا فمازال یفشو فضائلہ ویفتخر بہ ویخاصم الناس علیہ فرغب الیہ المحبوب واستانس بہ لمشاکلۃ الغرائز وجعل یظہر لہ دائما من آثار جمالہ ما یزیدہ محبۃ[5] مع ما ارتسخ فی جوہر نفس المحب من الوفاء والصفاء ثم ما برح یبتلیہ فی دعوی المحبۃ بمعاداۃ الملک الجبار والاحراق بالنار والانقطاع عن الاہل والوطن والوسم بجز[6] شیء من البدن وذبح الابن الفرید والمحنۃ فی بناء البیت الشامخ لشخصہ[7] الوحید والخروج عن الاہل والمال لذکر الحبیب والوفاء بالعہود فی البعید والقریب فوجدہ یبادر الانقیاد ولا یتلکأ اصلاً فی الامتثال فتمکن[8] صدق محبتہ فی قلبہ وتیقن بالمیۃ الانبساط الیہ وایثار محبتہ وجعل یحفظہ ویحسن الیہ ویکافیہ ویزید علیہ ویغنیہ عن غیرہ فیما یحتاج الیہ وعقد بینہ وبینہ عقد الخلۃ وقمع اصل المخالفۃ بتاسیس المصادقۃ وقال کما لم تؤثر علی احداً فلا او ثرن علیک ابداً فحصر اجتبائہ فیہ وفی بنیہ ولم یرض الا من ذریتہ وتبعیہ وسماہم حزبہ وخاصۃ عبادہ وجعلہ اماما للمحبین من بعدہ

(۱) فی "ش" یستعلن ۱۲
(۲) فی "ش" فی عبودیتہ ۱۲
(۳) فی "ش" بسبیلہ ۱۲
(۴) فی "ش" کثیرۃ ۱۲
(۵) فی "ش" ما یزید محبتہ الی محبتہ مع ما ارتسخ ۱۲
(۶) فی "ش" بجزء ۱۲
(۷) فی "ش" بشخصہ ۱۲
(۸) فی "ش" فتمکن ۱۲

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔ کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

وما انفک یتلطف ویتودد فی ذکره من خلفه، وقد تبین من ہذا ان ہؤلاء الثلثة الکبار من الخائضین فی بحر المحبة ولکن کان آدم فی ساحل المدخل، ونوح فی اللجة وتلاطم الامواج وابراہیم فی ساحل المخرج البالغ الی استحقاق المحبوبیة۔

واما موسیٰ علیه السلام فمثله کمثل حکیم خالص(1) الفطنة صادق الفراسة حاذق الصنعة عزم علی کسر دولة قوم جبارین، واستخلاف طائفة مستضعفین، واظہار غرائب الصنعة، وعلی اقامة النظام الفاضل الی الدہور المتطاولة فنظر الی اطفال کثیرة فلم یجد لذلک اہلاً الا طفلاً واحداً فاحبه حباً شدیداً، واصطنعه لنفسه، والقیٰ علیه طلسماً من محبته فرباه فی بیت عدوه امنا من مضرته وغذاه وکساه بطعام الملوک ولباسہم، وعلّمه ضوابط السیاسة فی صحبتہم حتیٰ اذا بلغ ثلثین سنة اخرجه من بینہم خائفاً مذعوراً حتیٰ لا یرغب فی الرجوع الیہم وفوضه الی معلّم یعلّمه آداب خدمته فلما استکمل ہناک عشر سنین وہو لا یشعر بحبة الحکیم العظیم الجاه معه بادأه بالتجلی من غیر طلب، واللقاء من غیر توقع، والمکالمة من دون سفیر، واظہر علیه شغفه، ووکله علی مراده، وکان الصبی نشأ طاہر الباطن، خاشع القلب، قوی الجاش، قوی الجسم، شدید الصدق والامانة، فصار الحکیم المحب یعطیه عجباً بعد عجب، ویزیده فضلاً عن فضل، وتقرباً عقب تقرب، ویغار له وینتصر لاجله، من غیر ابتلاء له(2) وامتحان علیه، وادام المکالمة معه والتنزل(3) الیه والمصاحبة معه ولکن لم یکن اخلاقه تناسب اخلاق الحکیم المحب فکان المحبوب قد ینضجر ویعاتب، وقد یطادع ویتأدّب، والحکیم یحمل کل ذلک منه ولکن یظہر علیه تارة ان من عبیده من ہو اعلم منه وتارةً ان من عبیده من ہو احب الیه منه وتارةً ان من عبیده من ہو افضل منه، فاذا اتقاضا مشافہة الشہود اعتذر الیه لضعفه وتستر عنه ومع ذلک یأخذ منه مراده من کبت الجبابرة وتربیة الکرام البررة وتسخیر قوم عظام النخوة، اذانی الہمة صعاب الرقبة بلیدی الذہن کثیری الجبن حتیٰ اذا قام بالامر غایة ماینبغی جعله قدوة

---

(1) فی "ش" خالص ۱۲ (2) فی "ش" من غیر ابتلائه وامتحان علیه ۱۲

(3) فی "ش" والتنزل الیه ۱۲

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

لاہل اجتبائہٖ واسوۃً لالوفٍ من مقربیہٖ ومثلاً وعبرۃً لصنوف من مخلصیہٖ ومخلصیہٖ ۔

اما عیسیٰ علیہ السلام فمثلہ کمثل ملک کثیر التعلی عظیم الاقتدار نافذ الحکم شدید المہابۃ لہ صنفان من الجنود والخدم صنف اہل الحرم والخباء وصنف اہل المعترک والغضاء اما الثانی فانہم ظاہرون علی الناس یخالطونہم فیہم اہل الملامۃ والعتاب واہل الشکایۃ والعقاب لایصلون الی الملک بانفسہم واما الاول فہم اہل الاطاعۃ والرضاء والمحبۃ والصفاء لا ملام علیہ[1] ولاعتاب لایلاقون الناس ولایتراؤن لہم ہم وسائط الرسالۃ بین الملک والصنف الثانی وشفعائہم عندہ والموکلون من قبلہ علی مصالحہم ومرافقہم والصنفان متخالفان بینہم بالطعام واللباس والحلی والصنائع والعادات فاتفق ان الملک اخذ عرض الفریق الثانی واصطفی منہم ولدا فادخلہ فی اہل الحرم ورباہ عندہ دہوراً طویلۃ ورزقہ من طعامہم وخولہ[2] بلباسہم وزینہ بحلیہم وحذقہ فی شیءٍ من صنائعہم وآخی بینہ وبین صنادیدہم ومکنہ فی اعاظمہم ثم بعد حین اراد ان ینزلہ فی قومہ ویمتعہم بفیضہ وصنعتہ فقطع لہ کسوۃ من لباسہم وعودہ بطعامہم وعاداتہم وکان ینظر الیہ کل لحظۃ نظر محبۃ ومودۃ ویتذکر للعہد القدیم معہ منذ مدۃ ویکرمہ بمایرید کانہ محبۃ طبیعیۃ بلا عوض ولاغرض ومؤانسۃ سابقۃ بلا اکتساب وخدمۃ بحتی اذا استعد اعدائہ لاذاہ رفع بہ الی مقرہ و ماواہ ووعدہ السلطان المبین علیہم والنصر بخاصتہ عبیدہ عند الرجعۃ الیہم وحصول فیضہ والانتفاع بہ لدیہم دابقی فی رفقائہ مدۃ ما التقی الیہم وخلفہ[3] فیہم زمانا بما دعاہم ۔

واما محمد صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ واصحابہ واحبائہ فمثلہ کمثل ملک جامع الفضائل تامہا سابغ الفواضل عامہا فکر فی نفسہ کیف ینبغی ان یکون غایۃ[4] محبوبہ علیہ من الصفات والاحوال فلما تم تصویرہ فی نفسہ وکان لہ علم بما سیکون عرف انہ لیس علی ہذہ السمات الا شخص واحد فالقی علیہ جملۃ محبتہ وکل عشقہ

---

(۱) فی "ش" علیہم ۱۲
(۲) ای اعطاہ ۱۲ من غ
(۳) فی "ش" خلقہ ۱۲
(۴) فی "ش" غایۃ محبوب علیہ ۱۲

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وہابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

واشاع ذکرہ فی خواصہ واہل جنابہ وقدر ان یعطیہ من المعالی والمناقب کذا وان یستعملہ علی الافعال المہمۃ للملک علی کذا وان یختار لہ من الاعوان والاتباع کذا ومہد لہ فی القرون السابقۃ علی وجودہ عزا کبیرا وفضلا کثیرا ثم لما فرق[1] عبیدہ فرقتین جعلہ فی افضلہما حتی اذا حان حین قدومہ ارجف بہ الملوک ونکس لہ الاباطیل واخصت[2] بہ الخلق ونطق بہ الشواہد وعرضہ علی صنادید مملکتہ تعریفا بہ لہم و ماساغ للملک ان یکون لغیرہ منۃ علیہ فی تربیتہ[3] ومحافظتہ وتعلیم فکافار من احسن الیہ باضعاف ماصنع وعین من اہل خبائہ من یحفظہ حتی من حر الشمس بالغمام والاستغنا برزق الغیب عن طلب الشراب و الطعام ولما نشا لم یزل یؤہلہ لاجتبائہ بشرح صدرہ وحشو قلبہ وتنقیتہ من لوث قومہ وقرنائہ فانتشا فی سخاوۃ کاملۃ وشجاعۃ تامۃ وفصاحۃ بالغۃ وامانۃ فی غایۃ وعصمۃ وافیۃ وہمۃ عالیۃ وصدق خارق[4] وعقل وذکاء شارق وصبر وحلم وافر ورحمۃ فی نہایۃ الی غیر ذلک من اخلاق فاضلۃ فی کمال المشاکلۃ لاخلاق الملک یعرف لہ منہ الاجنبی والقریب ولما بلغ اشدہ جعل یعرف الیہ خاصۃ اہل خبائہ ولما استبعدوہ شافہہ بمراسلاتہ معہ بواسطۃ اخص خواصہ والقی الیہ فی ساعۃ بثلاث غطات مؤثرۃ فی نفسہ ونسمتہ وجسمہ مایلقی الی غیرہ فی اعوام وشہور من اہل اجتبائہ وخاطبہ بکلام لم یخاطب بمثلہ فی الصفاحۃ ووجازۃ الالفاظ وکثرۃ المعانی وسیاق الکرامۃ والحبۃ احدا من احبائہ ثم شوقہ الیہا شتیاقا شدیدا تحمل بہ المجاہدات ویستحق بہا الترقیات وفوض امرہ لتوسیع باطنہ وتعمیم فیضہ الی شخص من اہل الخباء لہ التصرف العام فی الجنود بل فی المملکۃ بالامانۃ والاحیاء والصعق والافاقۃ حتی اذا تم استعدادہ اسری بہ الی سریر سلطنتہ وقاعدۃ مملکتہ وقدمہ ہناک علی جبلۃ مقربیہ وکبراء حضرتہ وعرض علیہ دفاتر علمہ ونفائس صنعتہ وخزائن قہرہ ورحمتہ ولقیہ[5] تشفاہا جامعا لہ بین تکلیمہ ورؤیتہ وماانعم بہ

---

(۱) فی "ش" فارق ۱۲ (۲) فی "ش" اخصب ۱۲ (۳) فی "ش" فی تربیتیہ محافظتہ ۱۲

(۴) فی "ش" حاذق ۱۲ (۵) فی "ش" لقبہ ۱۲

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

علی احد من رعیتہ وتفضل علیہ راجحا بما احب من جلائل نعمتہ، ولما اتم تکمیل باطنہ رفع درجاتہ فی ظاہرہ وتیصرف[1] فی مساکن الصنف الثانی، ونصرہ بخواص عبیدہ من الصنفین بما لم ینصر بہ احداً من اہل اصطفائہ حتی بلغہ اعلی المناصب فی ارتقائہ وفی جمیع ذلک لم یزل یمتحنہ بما یمتحن بہ اہل الغیرۃ و الاستقامۃ ویعطیہ ما یرید من الکرامۃ فوجدہ فوق ما یرجی من احد من اصفیائہ، والمحبوب فی کل ہذا لم یجامل معاملۃ دلال وجرأۃ بل معاملۃ محبۃ[2] وعبودیۃ کما یحکی للایاز مع المحمود فلم یبرح یزداد تحببا الی تحبب وتقربا غب تقرب حتی اذا لم یدع شأوا لمستبق من الدنو لامرئ[3] فی لمستنیم اتخذہ خلیلا خلۃ المحبوبیۃ فقطع عن جنابہ السبیل[4] الا سبیلہ ولم یرض الا ممن تمسک بہ واتبعہ وختم علیہ اصالۃ القربۃ الیہ ورسالتہ وضمن لہ ان لا ینسخ عہدہ وان یحوج الی شفاعتہ یوم العرض الاکبر سائر رعیتہ واہل حضرتہ ممن تقدم علیہ ولحقہ وان یقدم علیہم فی مواقفہ ایاہ[5] وزمرتہ ویجعلہ ہناک وسیلۃ لاہل محبتہ لا یبلغ فیضہ وکرامتہ لاحد الا بوساطتہ فیجعل علیہم منتہ[6] حتی اذا اتم علی یدیہ مرادہ اشتاق الی لقائہ فطلبہ مکرما مطیبا عندہ وخلفہ فی حزبہ وتابعیہ احسن خلافۃ فوفی[7] بنصرہم علی العدی ونشرہم فی اقطار الدنیا واقامۃ المجددین فیہم فی کل عصر وان یعطیہم ما اعطی جمیع من سلفہم من الفخر وان یبقی کلمۃ ہدایتہ و رضارہ فیہم ولا یحیط بالذل والضلال عند فسادہم علیہم و ذلک ہو الفضل العظیم۔

وقد تبین من ہذا ان ہؤلاء الثلثۃ العظام خاضوا بحر المحبوبیۃ ولکن محبۃ موسی تشبہ المحبۃ الغرضیۃ المستحکمۃ ومحبۃ عیسی تشبہ المحبۃ الطبیعیۃ الذاتیۃ ومحبۃ المصطفے صلی اللہ علیہ وسلم تجمع[8] عدۃ من المعانی المحبۃ العشقیۃ لاجل الحسن، والمحبۃ الذاتیۃ لعقد المحبۃ معہ من قبل الوجود والمحبۃ لتشاکل[9] الاخلاق الغریزیۃ و

---

(۱) فی "ش" ویتصرف فی مساکن الصنف الاول ویتسلط فی مساکن الصنف الثانی ۱۲

(۲) فی "ش" محبتہ وعبودیتہ ۱۲ (۳) فی "ش" ولا مرتقی لمستنم ۱۲ (۴) فی "ش" السبل ۱۲

(۵) فی "ش" موافقہ ایاہ ۱۲ (۶) فی "ش" نعتہ ۱۲ (۷) فوقی ۱۲

(۸) فی "ش" یجمع عدۃ ۱۲ (۹) فی "ش" لمشاکلۃ الاخلاق الغریزیۃ ۱۲

المحبة المستحكمة الغرضية لانصرام المهمات الكبرىٰ على يديه وآزداد مع هذا الرعاية ادب المحبة بدوام الترقي في التعجب والتدالي في التقرب وبأن أعطى لجسمه حكم ارواحهم من البركة الظاهرة والطيب وكروحه ما لم يقع في حظ ولا نصيب والله يجتبي اليه من يشاء ويهدي اليه من ينيب -

ثانية عشرها توجه شيء ما الى امر توجها ضروريا او راجحا لاجل الاتصال والتلبس به ولاجل انه اما نفس كماله او مفيد كماله او مظهر كماله اصل المحبة ومعناها الدقيق الحكمي فاذا داخل هذا المعنى الشعور والارادة وشمل الكمال لذة قوة من القوى فهو المحبة بالمعنى المتبادر العرفي وبهذا الحكم تتناول لجميع الموجودات من العلل والمعلولات والطبائع والآثار بالاجمال وعند التفصيل يظهر ان الشيء[1] الممكن اذا قيس الى كماله الذي يتوجه اليه فهو اما واجد له على سبيل الاستمرار كالضوء والتدوير للشمس واما واجد له على سبيل التجدد والانتقال كالاوضاع المتواردة عليها واما فاقد له متحرك الى تحصيله فالاول كالعاشق الواصل المبتهج بمحبوبه والثاني كالواجد للوسيلة الطالب للمقصود والثالث كالعاشق المهجور المشتاق الى المحبوب -

وبالجملة فمطلوب كل حقيقة هو الفعلية بحسب ما لها من الصفات والآثار التي تقتضيها[2] ضروريا او راجحا وهي معشوقة ولهذه الفعلية الخاصة نسبة الى الفعلية المطلقة من ثلثة وجوه من حيث اطلاقها ومن حيث مبدئيتها ومن حيث شمولها -

اما الاول فلان من خصائص حقيقة التقرر والفعلية دون ما عداها من الحقائق انها اذا تجردت عن القيود كانت اتم تحصلا واقوى موجودية منها اذا تقيدت بقيد زائد على ذاتها اذ كونها تقررا محضا وفعلية صرفة لا شائبة من الابهام والقوة فيها ثابت لها من اجل ذاتها وكونها فعلية شيء خاص او جميع الاشياء حيثية زائدة على ذاتها وما للذات بالذات اقوى مما لها من الامور العارضة المتأخرة عن الذات وان كانت مستندة الى الذات والفعليات شيون واعتبارات لها وهي كالجزئيات للكلي من حيث الاطلاق والتقييد وعلى عكس ذلك من الابهام والتحصيل[3]

(۱) في "ش" ان الميتة الممكن ۱۲ (۲) يقتضيها ۱۲ (۳) ولعل الصحيح "والتفصيل" والله اعلم ۱۲ سواتي

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

لما بینا فی محلہ بعدۃ من البیانات آن ارتباط الماہیۃ مع وجودہا الحقیقی ارتباط الموہوم بالموجود وارتباط المنتزعات بالمنتزع عنہ

واما الثانی فلان الفعلیۃ المخصوصۃ انما کانت ہی ہی من اجل خصوص علتہا وخصوص تلک العلۃ لاجل خصوص علۃ تلک العلۃ وہکذا وینتہی سلسلۃ العلل الی علۃ بسیطۃ ہی مبدء المبادی واول الاوائل فکون ذلک المبدأ البسیط ہو ہو فی بساطتہ ووحدتہ ہو کون کل شیئ موقت ومستمر علی ماہو علیہ فی وعاء الدہر الواقع ازلا وابدا فعالم الامکان باسرہ تفصیل لبساطۃ ووحدۃ المبدء الاول بما ہو ہو۔

واما الثالث فلانا اذا وسعنا النظر من فعلیۃ معینۃ الی امثالہا فی موطنہا ومادتہا ثم من ذلک الموطن و المادۃ الی المواطن والمواد التی ہی امثالہا[1] وہکذا حصلت سلسلۃ محیطۃ من الازل والابد ومن اعلی الموجودات الی اسفلہا ولاشک ان الفعلیۃ المعینۃ جزء منہا وننتزع من جمیعہا ماینتزع من واحدۃ منہا من معنی التحقق والوجود فجزء من ہذہ السلسلۃ وان خالف بقیۃ الاجزاء من حیث خصوصہ ولکنہ مماثل لہا فی حقیقۃ کونہ فعلیۃ ما فالحقائق فیہا کالامواج فی بحر واحد متصل فعلی جملۃ الوجوہ کل فعلیۃ معینۃ شأن من شیون الفعلیۃ المطلقۃ وقائمۃ بہ ومندرجۃ فیہا وہی عین الحق جل مجدہ فلا معشوق بالحقیقۃ الا اللہ وکل شیئ فانما یشتاق الی شان من شیونہ وجہۃ من جہاتہ کالماء یتحرک بین المشرق والمغرب[2] والشمال والجنوب الی جہات لاتحصی و بالحقیقۃ سیلہ الی جہۃ واحدۃ بسیطۃ فحسب وہو المرکز بالقرب منہ ما امکن من ای جہۃ کان فایاک ان تغفل عن الجمال المطلق بالجمالات الناقصۃ الفاقدۃ لالوف من صنوف الحسن والجمال والفضل والکمال واللہ یہدی[3] لاحسن الاحوال

وعند ہذا انتہی ماکنت اردت ایرادہ فی رسالتی ہذہ[4] رسالۃ المحبۃ وقد التمس منی بعض اہل الصحبۃ ان اسمیہ باسم آخر فعرضت علی جناب استاذی اطال اللہ عمرہ وازال سقمہ اسماء عدیدۃ انوار المحبۃ واطوار المحبۃ وآثار المحبۃ واسرار المحبۃ فاختار لی اسرار المحبۃ ومن اللہ ارجو ان یغفر لی ولاسلافی الکرام المخلصین[5] وبہ یختم لی بما ختم بہ لاہل اجتبائہ وان یصلی علی حبیبہ محمد وآلہ واصحابہ واحبائہ کما یلیق بکمال محبتہ لہ فی جمیع احوالہ انہ ولی رحیم وتواب کریم۔

---

(۱) فی نسخۃ امثالہا ۱۲ (۲) فی نسخۃ الشرق والغرب ۱۲ (۳) فی نسخۃ یہدینی ۱۲ (۴) فی نسخۃ ہذہ ۱۲
(۵) فی نسخۃ المخلصین لہ ویختم لی بما ختم بہ ۱۲

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔ کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

قصیدة

الشیخ الرئیس ابی علی بن سینا فی السؤال عن الحکمة



فی ھبوط النفوس الی الابدان

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

الشيخ ابو علی بن عبد الله بن سینا ولد سنة ۹۸۰ء فی قریة افشنة من مضافات بخارا فی اسرة ممتازة وتلقى العلوم والفنون لاسيما الفلسفة والطب فی بخارا التی كانت مركز العلوم وقبة الاسلام فی تلك العصور وحصل الكمال للشيخ فی العلوم والفنون و امتاز فی الطب والمعالجة وارتقى فی السياسة حتى وصل الى الوزارة لشمس الدولة فی همدان وذاق من حلو الحياة ومرها كان فيلسوفا عبقريا وطبيبا حاذقا شيد اركان الفلسفة اليونانية بعد الفارابی (المعلم الثانی) وصنف ودرس وكتبه فی الفلسفة والمنطق والطب مثل الشفاء والقانون والاشارات والنجاة وغيرها شهيرة متداولة غنية عن التعارف وللشيخ نظرات ثمينة فی الفلسفة وارائه فی المنطق وتجارب مفيدة فی الطب بيد انه اخطاء فی فهم بعض المسائل الفلسفية وبعض العقائد الدينية والمعتقدات الثابتة كما فی مسئلة علم الله تعالى بالجزئيات والحشر الروحانی ومسئلة القدم والحدوث وغيرها كما يظهر لمن طالع الاشارات والشفاء وان لم يكن متعصبا والتوفيق بيد الله تعالى ـ

خلیلیّ قطّاع الفيافی الى الحمى

كثير وارباب الوصول قلائل

(سواتی)

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔ کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

بسم الله الرحمٰن الرحيم

هَبَطَتْ اليك من المحل الارفع	ورقاء ذات تعزز و تمنع
محجوبة عن كل مقلة عارف	وهي التي سفرت ولم تتبرقع
وصلت على كره اليك وربما	كرهت فراقك وهي ذات توجع(١)
انفت فما سكنت(٢) فلما واصلت	الفت مجاورة الخراب البلقع
و اظنها نسيت عهودا بالحمى	ومنازلا بفراقها لم تقنع
حتى اذا اتصلت بهاء هبوطها	عن ميم مركزها بذات الاجرع
علقت بها ثاء الثقيل فاصبحت	بين المعالم و الطلول الخضع
تبكي وقد ذكرت عهودا بالحمى	بمدامع تهمي ولم تتقطع(٣)
وتظل ساجعة(٤) على الدمن التي	درست بتكرار الرياح الاربع
اذ عاقها الشرك الكثيف وصدها	قفص عن الاوج الفسيح المربع(٥)
حتى اذا قرب المسير من الحمى	ودنا الرحيل الى الفضاء الاوسع
وغدت مخالفة(٦) لكل مخلف	عنها حليف الترب غير مشيع
رجعت(٧) وقد كشف الغطاء فابصرت	ما ليس يبصر بالعيون الهجع
وغدت تغني(٨) فوق ذروة شاهق	والعلم يرفع كل من لم يرفع

(١) في "ديوان ابن سينا" مطبوعة في طهران والصافي "جلاء العينين" و "الشوقيات" "تفجع" ١٢ (٢) كذا في "الشوقيات" وفي "جلاء العينين" و "ديوان ابن سينا" وما انست ١٢

(٣) كذا في "جلاء العينين" و "ديوان ابن سينا" وفي "الشوقيات" ولما تقلع ١٢ (٤) في "ديوان ابن سينا" "ساجعة" ١٢

(٥) في "جلاء العينين" المربع وفي "ديوان ابن سينا" "الاربع" ١٢ (٦) في "ديوان" "مفارقة" ١٢

(٧) في "ديوان ابن سينا" "سجعت" ١٢ (٨) في "جلاء العينين" و "ديوان" "تغرد" ١٢

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے-کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

فلای شیئ اہبطت من موضع — سام[1] الی القعر الحضیض الاوضع

ان کان اہبطہا الالٰہ لحکمۃ — طویت عن الفطن[2] اللبیب الاروع

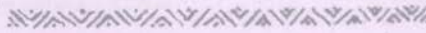
وہبوطہا ان کان ضربۃ لازب — لتکون سامعۃ لما لم تسمع

وتعود عالمۃ بکل خفیۃ — فی العالمین فخرقہا لم یرقع

وہی التی قطع الزمان طریقہا — حتی لقد غربت بغیر[3] المطلع

فکانہا برق تألق بالحمی — ثم انطوی فکانہ لم یلمع

انعم برد جواب ما انا فاحص — عنہ فنار العلم ذات تشعشع



(۱) فی جلاء العینین "من شامخ عال الی قعر الحضیض الاوضع" ۱۲

(۲) فی دیوان و جلاء العینین "عن الفذ اللبیب" ۱۲ (۳) فی دیوان "بعین المطلع" ۱۲

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

قصیدۃ عینیۃ

للشاہ رفیع الدین المحدث الدہلویؒ

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

قصیدۃ طویلۃ بدیعۃ طنّانۃ للشیخ المحقق المحدث المتقن الصوفی الحکیم العارف العلامۃ الشاہ محمد رفیع الدین بن حکیم الامۃ الشاہ احمد ولی اللہ الدہلوی رحمہما اللہ تعالیٰ اجاب فیہا عن سوال الشیخ الرئیس عن حکمۃ ھبوط النفوس الی الابدان، وردّ علی ابن سینا وابان ضعف رأیہ وعدم بلوغ نظرہ الی الشرع المتین، والی حکمۃ اللہ تعالیٰ فی النوع الانسانی۔ (سوانح)

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔ کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

بسم الله الرحمن الرحيم

عجبًا لشيخ فيلسوف المعي ... خفيت بعينيه[1] منارة مشرع[ب]

هلّا تفطن ان بعث النفس فى ... الابدان ينشأ من مواطن شتع

منها مواطن عامات الحكم او ... مختصة مترتبات الموقع

ولكلها حكم وغايات بها ... تستوجب التخصيص فى المتفرع

وجميعها للنفس غايات على ... ان التفاوت بينها لم اشبع

لتغالب الامداد[2] فى تلك الانابيب ... التى فارت بغور بنبع

فلربما كان المحرك واحدا ... اجلى واولى بانتاب مفرع

وسواه بين معاون ومقارن ... لولاه انفكت عرى لم تجرع

فاعم غايات الوجود بروزنا ... فى روضة الامكان بدخل برتعى

وشمول اطوار الوقوع مراوه ... الا الذى قال "النظام" له دع

والجود يانف ان يسمى قاصرا ... عن سائل هو مفصح فى عين عى

ويمن بالتكميل حيث يمن با ... التكوين ان وسع الفضا التوسع

وقليل اضرار لديه موثر ... ان كان بخلا بخير اذيع

---

(١) فى "جلاء العينين" لعينيه ١٢ (٢) فى "جلاء العينين" "الاشداد" د جمع شدد والمراد عالم العناصر والله اعلم ١٢

ب تضمنت هذه القصيدة الجواب عن السوال المذكور بسبعة اوجه، الاول بالنظر الى فيض القضاء، والثانى بالنظر الى فيض القدر، والثالث بالنظر الى صفات التشريع والكلام، والرابع بالنظر الى صفات التدبير وحسن الانتظام، والخامس بالنظر الى اقتضاء النشاة الدنيا، والسادس بالنظر الى اقتضاء النشاة العقبى، والسابع بالنظر الى طبائع النفوس انفسها، وبعض هذه الوجوه السبعة يشتمل على عدة وجوه جزئية فى ضمنها، فهذا تفصيل لقوله فى مواطن شتع، والله سبحانه اعلم واحكم ١٢ من جلاء العينين

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے-کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

ولذلک الآلام والآثام والآفات عن ابوابہ لم یدفع

وعدادہا شرا لدیہ انما ہو حیث یدعو بانعدام الموجع

او کان یعدو بأسہ فی لاصق وصلاحہ اصلاح سلک ارصع

فاذا خلت عنہ فتلک قباحۃ نسبیۃ ما عندہ بمشنع

وجمیع ما یبلیٰ بہا فی اوّلہا من صرمۃ درأت وجوہ المشنع

والفیض لایرضی تخلف ما بہ حقت دواعی کونہٗ بالجمع

کطوافح الافلاک فی حرکاتہا ورواشح الانواع فی المستنقع

ومدبرات فی معارج نزہتہ من صولۃ التاثیر ذات تضلع

ونفوس انسان وجن اُفعمت[1] من ہمۃ تطفی شدیدۃ مقرع

ولہا سیاق ینتقی[2] فرع عن الاصل الجلیل الاوسع

وکفی کمالاً للفروع بانہٗ یوفی لہا[3] حق لاصل ابرع

ودرائہٗ[4] طبع العناصر یقتضی ان یرتقی عن کل وضع اوضع

فاذا اکتست من اعتدال خلعۃ جذبت لہا نفسا لاجل تمتع

والنفس تسقط نحوہا بتعشق لتناسب المعنی العدیم المدفع

فتناسب المعنی یہیج میلہا للجسم لاسمع لما لم یسمع

کالطیر یہوی ان رای فی فخہ[5] حبًا ولایدری مکید الجندع[6]

(۱) فی "جلاء العینین" ونفوس انسان وجن انعمت — من ہمۃ تطفی شدیدۃ قرع ۱۲

(۲) وفی "جلاء العینین" ولہا سیاق ینتقی الجزئی عن الاصل الجلیل المستمر الاوسع ۱۲ (۳) فی "جلاء العینین" بہ ۱۲

(۴) وفی "جلاء العینین" ودرارہ فی الخلق دور یعتنی — تعمیرہا عند الالٰہ ارفع ۱۲

(۵) الفخ المصیدۃ والجمع فخاخ بالکسر وفخوخ بالضم کذا فی مختار الصحاح ۱۲ سواتی (۶) فی "جلاء العینین" ولایدری مکیدۃ اخدع ۱۲

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وہابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

و لقانص فیہ منافع جمۃ — کالاکل او جلب لمال ابتع

فللبشہم فیہا عمارتہا ارتجی — بصنائع الآلاف الف افرع

فی مطعم او مشرب او ملبس — او مسکن او مرکب او مسمع

او منظر او غیرہا من لذۃ — و صنوف آلات ذوات القعقع

و رقی و سحر فیہ تسخیر للدوالح — کرام او غلاظ ضلع

و دفاتر فیہا علوم جمۃ — بشوارق الاسرار مثل المطلع

بتصرف فیہا و فی مولودہا — حجر و حیوان و نبت مکرع؟

و کمالہا بتضرع و تملق — و تجارب و تمارس لم تقطع

و تعاون لعلائق و حوائج — مع دولۃ و سیاسۃ لم تروع

و قوی و اخلاق و آراء و لا — یحصی تشعبہا لاجل تصوع

و تفاوۃ الدرجات و الاحوال فیہا حافل لہم الی مستمتع

فاذا رأت بأسا عن المطلوب کرت — و ہی ترغب فی جوار المبدع

و استصحبت منہا التراث فکانت — المرقاۃ لاستشرافہ فی المخدع

و لہا طریف العیش او کتلاوۃ[1] — او حسرۃ من فعلہا المتضع

و تقدم النفس المطیعۃ و العنیدۃ — کالمعد کمال نفس تتبع

و کذا نفوس الضالعین فربما — تقضی بقوۃ لاحق و تمنع

او لیس خضر نوابت الاغصان — للتشمیر من عادات قوم زرع

و الحر فی یوم یضعف فی غد — تسخین ضوء الشمس عند تقطع

(۱) فی جلاء العینین او ما لوفہ ۱۲

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

وسواہما فی الخلق دور یغتنی … تعمیرہا عند الالہ الارفع

اوماتری لو لم نکن فی دارنا … ہذا اناس کان مثل البلقع

وانظر لکثرۃ اختلاف ہواہم … فیہ اقاموا السیف للمتطلع

اولیس اسبغ ثم اطول مدۃً … للعیش من دنیاک دار المرجع

فانظر بوسعتہا وکثرۃ مابہا … من طیب لذات وہول مفظع

ولئن سمی العرفان فیک تراہما … ملکین قد راہما علی الموضع

بل یرتضی جود الحکیم لیجرما … متطلبین عن الغذاء المشبع

فمصائب ذابت بہا لحیوتہا … طبخ لہا للمضغ او لتجرع

وضروب اعمال علیہا اعزبت … کتوابل مزجبت لجودۃ منجع

و وفاتہا من قوۃ جذابۃ … بہا وترجع لاجترار المبلع

وشدائد لحقت بہا بعد البلیٰ … کالہضم یعرض فی بطون الجوع

اولیس فیما یغتذی ما یستقیل … باعین اوظفرۃ للاصبع

فلما ہناک ذخائر للانبیا … والصالحین وجمیع اہل تطوع

ومنائح تعطی بایمان فافعال … و احوال کصدق تخشع

وفضائح للاشقیا الضالین … بجہلہم و عتوہم فی الجلع

فکذا نصیب الساذجات ونیلہ … من بعد استعدادہا المتوقع

ومن اعظم الاجناد عند اللہ فی … عدد و فی عدو الی الجزم اودعی!

جند الملئکۃ المتبرۃ طینۃً … الفاضلین الطائعین الخضع

معصومۃ ما اضمرت عصیانہ … مثل الجوارح تحت قلب اشجع

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔ کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

لایسبقون مقالۃ بتفخیم — لا یترکون الحرف مما قیل رع

ولہم عزائم نافذات مع قوی — متکاملات والعلوم الوسع

وہم علیٰ زمر منصرف الی — رجم و منہوم ببطش مصلقع

وموکل باقامۃ الانواع والآثار — فی عرفات بید الموسع

ومقربون ہم قوائم عرش تد — بیر ومیزاب الفیوض الترع

والذائقون لذائذ البرکات فی — انزال تسکین علی المنضرع

والخادمون ہیاکل الاسماء والمشروعۃ الاعمال للمطوع

ومعلقون تکونوا من احرف — صدرت من القلب النظیف الاضرع

قد کان قط وافر من قدحہم — ما مد ایدیہم الیہ ولا سعی

فاراد تکمیلا لہم خلافہم — ابداع نوع فی الخطوط مونرع

واذا ہو الانسان من متخوض — فی شدۃ او غیبۃ ومقصع!

فیہم تجددت المشاغل بینہم — واثبتوا صنعا لما لم یصنع

واستعملوا عمالہم بحکومۃ — العدل المہیمن للخطیب المصقع

قاموا علیہم حافظین وکاتبین — وشاہدین وشافعین کالاطمع

ومبشرین ومنعمین وناصرین وجالبین الرزق حسب الجذع

ومعذبین وخاذلین وممرضین وسالبین قوی الشدید الاصرع

ومفتشین دقائق الاعمال والنیات فی القلب الہلوع الاجزع

ومصورین ونافخی ارواحہم — القابضین لہا اذ ان تقلع

والماسحین منازل العشاق — للرحمن اذ وقعوا کطیر وقع

والصاعدين الهابطين بكسبهم — او روحهم او بالقضاء المهرع

وعلى الصغار المنقضين كمشفق — يغذون تربية لهم كالمرضع

وبنوا مساكنهم واسقوا زرعهم — ويعلمونهم اصول تشرع

وسواه مما يعلم الحذاق من — اصحاب تحقيق وان لم اصدع

وكذاك هم يسعون عند معادهم — في دار تنعيم ودار تجمع

كرهوا على اقذارهم اخلالهم — ما استنكفوا من اصلح او اجدع

فالناس قبلهم لاجل عبادة — وشرائع لتقرب وترفع

وكدولة سمحت بها اقدارهم — زانتهم لحبلى وعطر اقنع؟

ولاجله خروا لهم في سجدة — بتملقات القانتين الركع

وباختلاف الناس فاز شتاتهم — برواء صادق او غذاء الرضع

ولو انهم كانوا سواء ظلت الا — قوام منهم واجمين بمقدع

فيه يتم النعمة العظمى لهم — ونجاحهم اسنى مقاصد روع

ولربك الاعلى اليك تقاول — ويجب اعذار لعذر المدعي

وجميع انفسنا هنالك لم تزل — من حفظها عهد المحبة تدعي

وآثارها دون الحجاب ليبتلي — ذا الصدق عن ذي الاختلاف الاخدع

واناخ(۱) فيهم انفسا مخطوطة — لزيارة ليقتين او لتشفع؟

ولهم بهم ربط متين النسج لا — ينفك طول الدهر بالموت النعي

فتقر اعينهم ويكثر حزنهم — بهم وحزنهم على المتصنع

---

(۱) وفي جلاء العينين " واناخ فيهم انفسا محظوظة - لزيادة تفتيش او لتشفع"

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

وله خطاب بالتلطف نحوهم — فی البسط اطنب من کتاب مشبع

ولئن تقل بنزولها لتعدد الا — غراض لست عن الصواب بمهطع

مثل الهداية والتكمل وانتهاء — الفضل و ابتدال هتفتح؟

او طرد جان او لتكفير الخطا — او سبق وعدو انتظار الافجع

او خجلة منه لتقصير الى — ما ليس مذكورا و ذا تجزع

فلها هناک مواقف وتکاثف — ومعاملات شرحها لم يصدع

وحديث ابليس و آدم عبرة — لک ان تکن من ذي العيون الهجع

والفکر يرشدک المعارف جملة — ان کنت تنظر فيه نظرة اصمع

وله تعالىٰ من صفات کماله — ما يقتضي آثارها بتنوع

اوليس عطلتها وکف المشتهي — عنها بشر ذي فساد اشنع

وهو الشديد البطش غفار الجفا — الشاکر المفضال لا في المطمع

فاحب تجربة العباد بمستقل — مذهب و بحسن مستوزع؟

ولجاحد متعنت و — لم ينهج التحذير ليس بانفع؟

وحسابهم صنفا وشخصا مثل ما — فيه ارتواء الظامئ المتجرع

وهو الخبير بظاهر وضمائر — وبمستحق دون لب اللوذعي

فيحلهم حيث ارتمى مرکوزهم — وغدا فيبدي السر للمتتبع

فعسىٰ تراهم کالرقوم على بساط — ذات الوان غرائب صنوع

اوضاعها بتناسب وجهاتها — بتقابل في ضابط کمرصع

او مثل حد في بيوت الوفق — کسّر ثم سُيّر فاستوىٰ بتوزع؟

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

فلو انقلبت بواحد بطل النظام ‏ ‏ ولا یریٰ من لم یحط بموقع

ولعل ظنک فی طباع الانس ان ‏ ‏ دروره فینا کسائر اضرع

کلا فذالک روضتہ کلیۃ ‏ ‏ کل الحقائق فیہ ذات تضوع

وکانہٗ للکون مراۃ من الاقصی ‏ ‏ الی ادناہ اجمع اکتع

فلذا تریٰ فردا کالاف من ‏ ‏ الافراد فی ای الکمال تتبع

وتری نفوسا منہ شیطانیۃ ‏ ‏ او کالضواری او بہائم ترتع

وعلی سمات الوحش و الاطیار ‏ ‏ والحشرات لاترتاب عند تتبع

وطباعہم کمعادن وفعالہم ‏ ‏ مثل النباتات بعد المقلع

وتریٰ بہ الافلاک فی طبقاتہا ‏ ‏ والدائرات مع الدواری اللمع

وتریٰ قلوبا مثل عرش اللہ فی ‏ ‏ حمل الحلی التم دون تبرقع

واللوح والکرسی حیث ذخائر ‏ ‏ للعلم او لطف وقہر مدقع؟

ولقد سمعت بان فی تصویرہ ‏ ‏ معنی یحاکی اللہ عند الاروع

فہو النموذج للالہ بما اقتضیٰ ‏ ‏ اصناف اثنیۃ لسیر ابدع

فاعرف لہذا النوع رفعۃ قدرہ ‏ ‏ فیہ استحق خلافۃ لم تخلع؟

واذا شممت من الحقیقۃ نفحۃ ‏ ‏ فاحرف صماخ القلب نحوی واسمع

لما اراد اللہ نشر کمالہ المطوی فی التوحید کالمتقنع

بدأ البریۃ بالمبادی العاقلات ‏ ‏ الواہبات الخیر ذات تبرع

واقام کلا مقام خطہٖ ‏ ‏ شرف الجواہر والمعانی التتبع

وکلہا وجہ الوصول بربہ ‏ ‏ علما وحالا مجتلی فی مدرع

فالحال توحيد فعاليٌّ له ان يلق داعية التخلف يسفع؟

والعلم كشف احاطة الحسن والتنزيه شوقٌ......؟

فجمال صانعها عليها باهر ان نالها طرف اليه يرجع

حتىٰ انتهىٰ عند الطبيعة والهيولى في فسادا بهما و تصدع؟

اما الهيولى فهو امر غاسق تتبلد وابى القوام فلا يعي

لا تستبد بذاتها لفضيلة وضعت لتقلب تحت ايدي الصنّع

محبوسة في سجن استعدادها والقدس لا يحكي لكشف مزمع

وكذا الطبيعة لاعتدالٍ بائنٍ وتقومت بزاجرٍ مستدفع

واذا العناصر في المزاج تركبت تبغي التفرق دائمًا ان تسطع

ثم التراكيب التي حصلت بها متنافيات كلها ان تجمع

اما نظام الخير منها فهو في نذرٍ من الاطوار نذر الموقع

وطريقة تقتيدها بالقدر والاوضاع والازمان دون مضيع

فاذا تعدىٰ واحد عن حده فهما يصادف من ضعيف يصرع

وهما جميعا شبه ميت صدتا عن حيث يستجلي بنوره افرع

من ينقطع لهما يرىٰ دهرية ترخي حجابات ثقال المخرع

ولذا توسلتا بهذا النوع كي يتمتعا في طاعة و تورع

بتجليات الحق والانوار من ملأ على افق العلو ستدرع؟

ما بدلها الباري تعالىٰ شأنه الا ليبرز بالكمال الاسنع؟

ما لا يطيق من البدائع نسله وشفاهه علنا بغير مقرصع

ويجعل التخليط بين شرورها ... ونعيمها ومشارقات الاشنع

مقياس تمييز لها مستوعبا ... كيما تعد لموطن متتبع

وجوارها بالنفس يعطيها من ... الا صباغ قانون الجزاء الاينع

وترى بناحية الشمال على شفا ... الدنيا من اوضاع النحوس المصع

ومن الدواهي والشرور تشجت ... ظلماء عن سنن الصواب كافدع

هي للفساد خزانة جلابة ... وعلى عناد اليسر ذات مذعذع

ونظير مرأة تريك الشئ منكو ... سا لاحكام صوادق نصّع

وكم من الا دوار في احشائها ... هو منذر بفنائها وتبضّع

ورسوخها ونفوذها يزداد من ... مدد من الدار الدنية مسرع

وهي التي بطنت جناحيها على ... جند الشياطين اللئام الرقع

فامام هذا النوع لما كان كالمرأة للمقدمات التلع

مستجلبا من ربه اسمائه ... طرا ومشحونا بها بتوقع!

وخليفة في ملكه مستنبطا ... لغوابر فيه من المستودع؟

فيوم ما يأتي على عقبيه في ... غيب ومرأى فارغ او مفزع

ليكون مجموع العوالم وحده ... ومدار جود عم كل المبدع

استوجب التفريق في افراده ... ضعيف الخيار وضيف قوم سوع

منهم فريق لايزال محجبا ... وجماعة تزكوا بصوب اهمع

وله مع المعبود حذو جبيعها ... درك لشان خالص بتضرع

فخيارهم لجوا بصقع القدس من ... حيث استبانة ما هنا بتضعضع؟

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔ کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

وتمسکوا بولایۃ الملک الودود — وعروۃ وثقیٰ بغیرہ تزعزع

و ذووالحجابہم و بناہم — فی وہمہم جبوا و کبر مفجع؟

واستوکرت وہمائہا فیہم وصار — دخانہا الجلباب للمتدرع

اما الذین سحاب فضل اللہ زکاہم وہم اتباع قوم افوع؟

فہم کنظم الخیر نقعًا فی الحجاب — وبہجۃ لتدارب مستبشع

ہم کالذین عزوا عن الطرفین من — تصدیق حق اوخیال مقذع

او کالذین وبیصہم متکدر — مصعود نقع من طباع اخنع

فالاولون الی الہیولیٰ امیل — والآخرون الی الطباع الاروع

اولیس فی خیر النظام نفائس — بالحرق تصلح او بدق المقمع

ووسائل ماہیئت الا لنفع — الغیر ما استوفت جلیل المنفع

والالف باللوعات دیدن عاشق — التغلب للعلیا رداب الابزع

فعلی طباق القوم جاہ وما اقتنیٰ — منہ سوی قرب وفضل اشوع

ولئن دریت حیاتہا ومماتہا — والیٰ مَ نقلتہا بسیر مسرع

لعرفت ان النفس قبل حلولہا — بالجسم مثل البذر لمایذرع

والبذر مختلف القوام سلامتہ — وسوائہا من کل اوصاف تعی

وثمارہا متفاوتۃ وصنوفہا — متکاثر من جنسہا المتنوع

وجمیع قوتہا بہا مکنونۃ — لاخالَ فوق خدودہا لتصنع[1]

ماشانہا الا شعور مجملٌ — بذواتہا والمبدأُ المترفع

وبما احاط بہا وشاکل لونہا — وجمیعہا بتوحید مستجمع

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

اياک ان ترمی الیہا شنعۃً — بنفورہا عن ان تحل بمرتع
فہناک للقضاء مطیعۃ — کملائک لم تدر غیر تخضع
وتجاذب بین القوی ذلک الذی — افضی بہا الاحزان[1] حین تزعزع
وطباعہا لایقتضی الا انتشار — غصونہا فی سبب توسع
ومحل ہاتیک القوی ہی نسمۃ — وجبالہا یقوی کمثل البرقع
ورکوبہا من النسیمۃ بدرہا — وحدوثہا عند[2] اختلاط الاربع
فیہا استعدت للمعاد مخلداً — وبہا الرحیل الی فضاء المرتع
وبہا لہا السلطان فی العقبیٰ علیٰ — استیفاء ما عن وصلہ لم تمنع
وہی المطیۃ للترقی فی الکمال — وغیرہا عن حدہ لم یرفع
فہبوطہا فی الجسم سنح کمالہا — ولو انہ کالبارق المتلمع
وانظر لما نبتابہ فی عمرہا — من عبث نعمی وضر موجع[3]
تجد الامور بشعبتین فشعبۃ — بالقصد والاخریٰ کدفع المضجع
فاذا اتاہا سانح لضرورۃ — فالقلب لایہداء بغیر تطلع
بل لایزال یقوم فیہا حاکماً — بقبولہ او لفظہ لتبشع
ولہ مراتب مثل فعل ناجز[4] — او عزمۃ او ہاجس لم یوقع
ولہ رضیً وتلذذ فی حکمہ — فیہ یصیر کمثل ثوب مجزع
ونقوشہا ہی لاتزال تلازم — الاشخاص مثل الندب لم تتقلع

(۱) فی "جلاء العینین" الافراح ۱۲ (۲) فی "جلاء العینین" من ۱۲
(۳) فی "جلاء العینین" وانظر لما تبلی بہ فی عمرہا من عیشۃ نعمی وضر موجع ۱۲ (۴) فی "جلاء العینین" نافذ ۱۲

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔ کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

واشدها اثرا عقائد وطنت ‏ ‏ ‏ ‏ ها للدوام وكالوعار المترع

وجميع ماتلقى غدا تماثيل لها ‏ ‏ ‏ ‏ ونتائج عن غرسها في المزرع

وجميع هاتيك القضايا اصلها ‏ ‏ ‏ ‏ من خلقها وطباعها المنطبع

وعسى ترى الانسان في آرائه ‏ ‏ ‏ ‏ بتحجا عجبا ولو ذا المنجع

فاعرف بان الاشقياء اذا رأوا ‏ ‏ ‏ ‏ باسا بليغا مقنطا عن مفزع

فلهم اذا شان عجيب نحوه ‏ ‏ ‏ ‏ سارت نفوسهم بكل تشجع

اما النفوس[۱] الخاليات فتنتهي ‏ ‏ ‏ ‏ انوار نظرتها بغير تلفع

وبلوغها المساوي بغير تعمل ‏ ‏ ‏ ‏ وسلامة عن جذب ايدي المنزع

ومقام ادلال على رب الورى ‏ ‏ ‏ ‏ وفكاك اسر مثل ما للاخلع

والارتقاء بعجلة نحو الذي ‏ ‏ ‏ ‏ هو للنفوس باسرها كالمنبع

والله ان يكشف عليك صميمها ‏ ‏ ‏ ‏ ومن اين انعقدت لكنت بمقنع

اوما سمعت عناية الباري اقتضت ‏ ‏ ‏ ‏ كل الطبائع من وفور تشعشع

فهناك فاضت كلها معقولة ‏ ‏ ‏ ‏ قامت به ازلا بغير تكعكع

لا يدخل التعليل في تحديدها ‏ ‏ ‏ ‏ وكذا اقتران لوازم لم تنزع

وقيامها ما كان شبه عوارض ‏ ‏ ‏ ‏ بل كاندراج الضوء في المتشعشع

فله مراتب في القضاء تباينت ‏ ‏ ‏ ‏ وتوحدت فيه لفرط تمصع

والعارفون يرونها اظلال ‏ ‏ ‏ ‏ اسماء على اعلى المدارج سطع

فتحاورت ايدي العقول نظامها ‏ ‏ ‏ ‏ حتى استقلت كالنجوم الطلع

(۱) في "جلاء العينين" اما نفوس الساذجين فتنتهي - انوار فطرتها بغير تلفع ۱۲

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وہابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

تلقی علی لوح النفوس شعاعہا فحکی المرائی کل سر مودع

فتشعبت آثارہا و ترکبت احکامہا فبدا الشخوص با جمع

وتمیزت اعیانہا بجمیع ما ترتادہ ابداً بغیر المقطع

ولہا الہیولیٰ مثل شمعۃ خاتم ارائیتہا انتقشت بما لم یطبع

وہل الکمال سوی تحصل ما انطویٰ فیہا و کان لہٗ الطباع کمولع

فکمال انواع بدت و صنوفہا لاریب لیس یفوت عند تمزع

ان یکن فرد علی ذاک الکمال کمثل اعمیٰ لیس یسمع اقطع

وکمالہٗ الشخصی لیس بفائت قطعاً و ان یطرب لہٗ او یجزع

والزجز والتحریض فی ادیانہم لدقیقۃ فی الناس اجمع ابصع

فیسوق کلا نحو ما فی جذرہ من فسق عاص و اتقاء الاطوع

واذا انتہیت الی ہہنا فالصمت بی احری فلیست قوۃ الشعرا معی

وہل اللسان بنشر دقائق فی صنع رب قاہر متمتع

لاتنکرن علیّ حیث وجدتنی لاصول مشائیۃ لم اتبع

فالحق اعظم ان یحاز بمسلک ومرادنا الحق الذی فینازعی

فالشیخ قید نفسہٗ و دہائہ لعقال فن واحد کالاظلع

ثم الصلوٰۃ علی النبی و آلہ

والحمد للہادی الرفیع الانفع

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

قصیدة

فی معرفة النفس

لأحمد شوقی أمیر الشعرا فی القرن العشرین

(القرن الرابع عشر)

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

تأثر من قصيدة الشيخ الرئيس ابن سينا الذى عجز عن درك حقيقة النفس فسأل عن وجه هبوطها الى الابدان وشوقی شاعر جديد له شعور دقيق وذوق لطيف ومس بالفلسفة الاجتماعية والعمرانيات والسياسة والاخلاق والمذهب تصور النفس وغموضها حسب شعوره الشعرى فابان خياله۔

ومهما كان الرجل فيلسوفا عبقريا اوشاعرا مجيدا لا يرتقى فى درك حقيقة النفس سوى انها سر الهى به قوام الانسان وعظمته وكلما هم لكشف القناع يزداد غموضها بحثا وتدقيقا مع قرب صلة النفس بالانسان الحقنا هذه القصيدة الى قصيدة الشاه رفيع الدين لمناسبة نفس الموضوع ولبعض الفوائد المتوقعة والله الموفق الى الصواب۔ (سواتى)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وقد قال المقتطف فی الشاعرین (ابن سینا وشوقی) بعد کلام طویل "والاثنان جریا مجری افلاطون فی حسبان النفس رُوحًا کانت عند الخالق، ثم ہبطت و دخلت جسم الانسان الا ان افلاطون تصوّرہا فرسًا مجنحۃً غذاؤہا الجمال والحکمۃ والصلاح، فلما ہبطت فقدت جناحیہا و دخلت جسم الانسان، و الفلاسفۃ یشعرون بشیٔ لایستطیعون معرفتہ ویصفونہ کما یتصورونہ ویجاریہم الشعراء فی التصوّر و یفوقونہم فی الوصف"



ضُمّی قِناعَک یا سعادُ اورفعی — ہذی المحاسنُ ما خُلِقن لبرقع[1]

الضاحیاتُ الضاحکاتُ ودونہا — سِترُ الجلال وبعدشاؤ المطلع[2]

یا دُمیۃً لایُستزاد جمالُہا — زیدیہ حُسنَ المحسنِ المتبرّع

ماذا علی سلطانہ من وقفۃٍ — للضارعین و عُطفۃٍ للخُشّع

بل ما یضرک لوسمحتِ بجلوۃٍ — ان العروسَ کثیرۃ المتطلع

لیس الحجابُ لمن یعزّ منالہ — ان الحجابَ لہیّنٌ لم یمنع

انتِ التی اتّخذ الجمال لعزہ — من مَظہرٍ ولسترہ من مَوضع[3]

وہوالصَّناعُ[4] یصوغ کلَّ دقیقۃ — وادقَّ منکِ بنانہ لم تصنع

لمستکِ راحتہُ و مسّکِ روحُہ — فاتی البدیع علی مثالِ المبدِع

(۱) الخطاب للنفس خاطبہا کما یخاطبہا فیلسوف علم بالہہا وبحث عن حقیقتہا فرآہا تزید غموضا کلما ازداد بحثا مع انہا اقرب مایکون الیہ ۱۲

(۲) الضاحیاتُ الظاہرۃ البارزۃ وصف بہا محاسن النفس وقال انہا مع ذٰلک مطلعہا بعید وجلالہا مستور ۱۲

(۳) (من) زائدۃ والمعنی ان النفس اتخذہا الجمال مظہراً لعزہ وموضعاً لسرہ ۱۲

(۴) الصناع۔ الماہر فی الصناعۃ ۱۲

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے-کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

اللّٰہَ فی الاحبار من متہالکٍ   بِضَنٍو وہتوکِ المسُوح مصرَّعِ(۱)

من کلّ غاوٍ فی طویّۃٍ راشدٍ   عاصی الظواہر فی سریرۃ مُطیعِ

یتوہّجون و یطفاؤن کانہم   سُرُجٌ بمعترکِ الرّیاح الاربعِ

علموا فضاق بہم وشقّ طریقہم   والجاہلون علی الطریق المَہْیَعِ

ذہب (ابن سینا) لم یفُز بک ساعۃً   وتولت الحکماء لم تتمتعِ

ہٰذا مقامٌ کلُّ عزٍّ دونَہٗ   شمس النہار بمثلہ لم تطمعِ

(محمد) لک و (المسیح) ترجلا   وترجلت شمس النہار (لیوشعِ)(۲)

مابال (احمد) عیَّ عنکِ بیانُہ   بل ما (لعیسی) لم یقُل او یدَّعِ

ولسانُ (موسیٰ) انحل الاعقدۃً   من جانبیک علاجُہا لم ینجعِ

لماحللتِ (بآدمٍ) حلّ الحُبٰی   ومشی علی الملاء السجود الرُّکّعِ(۳)

واری النبوّۃَ فی ذراک تکرّمت   فی (یوسفٍ) وتکلمت فی المُرضعِ(۴)

وسقت (قریشٌ) علی لسان (محمدٍ)   بالبابلی من البیان الممتعِ(۵)

ومشت (بموسی) فی الظلام   وحدثتہ فی قلل الجبال اللمّعِ(۶)

(۱) نصب اسم الجلالۃ علی الاستغاثۃ والکلام فی الابیات الخمسۃ لبعدہ وصف لما عاناہ الاحبار والفلاسفۃ من البحث عن حقیقۃ النفس فشق طریقہم کلما زادوا اجتہاداً اما الجاہلون ففی راحۃ سائرون فی المہیع ای الطریق الواسع المبین ۱۲

(۲) الضمیر فی لک یرجع الی النفس اراد بہا الجوہر الالٰہی ۱۲

(۳) حل الحبا۔ نہض والمقصود ہنا تقدیس الروح العالی الذی نفخ اللّٰہ فی آدم ۱۲

(۴) اراد بیوسف یوسف الصدیق لما عف وتکرم وان النفس بلغت فیہ الکمال و اراد بالمرضع السید المسیح ۱۲

(۵) اراد بالبابلی السحر اشارۃ الی قولہ (ان من البیان لسحراً) ۱۲

(۶) اشارۃ الی الحلیقۃ الملتہبۃ ۱۲

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وہابی مولوی نے کیا ہے۔ کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

حتی اذا طُویت ورثت خلالہا — رُفع الرحیقُ وسرّہ لم یُرفع[1]

قسمت منازلک الحظوظ فمنزلاً — اترعن منک و منزلاً لم تترع

وخلیۃً بالنحل منک عمیرۃ — وخلیۃ معمورۃ (بالتبع)[2]

وحظیرۃ قد اُودعت عزر الدمیٰ — وحظیرۃ محرومۃ لم تودع[3]

نظر (الرئیس) الی کمالک نظرۃً — لم تخلُ من بصر اللبیب الاروع

فرآہ منزلۃ تعترض دونہا — قِصرُ الحیاۃ وحال وشک المصرع

لولا کمالک فی (الرئیس) ومثلہ — لم تحسن الدنیا و لم تترعرع[4]

اللّٰہُ ثبت ارضہ بدعائم — ہم حائطُ الدنیا ورکنُ المجمع

لو ان کلَّ اخی یراع بالغ — شأو (الرئیس) وکلَّ صاحب مبضع

ذہب الکمال سُدیً وضاع محلہ — فی العالم المتفاوت المتنوع



یانفسُ مثل الشمس انتِ اشعۃٌ — فی عامر واشعۃ فی بلقع

فاذا طوی اللّٰہ النہار تراجعت — شتی الاشعۃ فالتقت فی المرجع

لما نعیت الی المنازل غودرت — دکّا ومثلک فی المنازل ماثعیٰ

ضجّت علیک معالماً ومعاہداً — وبکت فراقک بالدموع الہمع[5]

---

(۱) فاعل طویت یعود الی النبوۃ والخلال، الصفات والمزایا التی یبقی اثرہا کما یبقی اثر الخمر بعد ما تزول ۱۲

(۲) التبع۔ اعاظم النحل اراد بہا ملکاتہ ۱۲

(۳) الدمی ۔ الصور او تماثیل الجبلیۃ ۔ اشار بمافی الابیات الثلاثۃ المتقدمۃ الی تفاوت النفوس فی الناس ۱۲

(۴) ای لولا کبار النفوس لما ترتقی العالم وصلحت الانام، والمقصود من الکمال ہنا بلوغ النفس الکمال فی النبوۃ او ما یقرب من الکمال فی بعض العبقریین من الناس والرئیس منہم ۱۲

(باقی بر صـ ۱۴۴)

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

آذنتها بنوىً فقالت ليت لم ... تصِل الحبالَ وليتها لم تقطع

ورداء جثمانٍ لبست مُرقَّم ... بيد الشباب على المشيب مرقّع

كم بِنتِ دكم خُبِئتِ كانهٗ ... ثوبُ المبتّل او لباس المُرقّع(۱)

اَسمِتِ من ديباجه فنزعته ... والخزُّ اكفانٌ اذا لم ينزع

فزعت وما خفيت عليها غايةٌ ... لكنّ من يَرِد القيامة يَفزع(۲)

ضَرعت باد معها اليك وما دُرِت ... ان السفينة اقلعت في الادمع

انتِ الوفيّة لا الذِمامَ لديك مذ ... مومٌ ولا عهد الهوى بمضيّع

ازمعت فانهلّت دموعك رقّةً ... ولو استطعت اقامةً لم تزمعي

بان الاحبّةُ يوم بينك كلّهم
وذهبتِ بالماضي وبالمتوقّع



(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۳)

(۵) فاعل ضجت عائد الى المنازل اى الاجسام، ومعالم ومعاهد منصوبتان على التميز، اراد بالمعالم ذوى النفوس الصغيرة والمعاهد ذوى النفوس الكبيرة ۱۲

(حاشیہ صفحہ ہذا)

(۱) المرفع - الكرنفال الذى يلبس الناس فيه ثيابا مزوقة ۱۲

(۲) فزعت - تاهبت او تجارت، والضمير عائد الى الاجسام، واراد بالقيامة ساعة الموت ۱۲

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

تخمیس

للشاہ رفیع الدینؒ علی قصیدۃ والدہؒ

فی حقیقۃ النفس

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

نظم الشاہ رفیع الدین رح فی ھذہ القصیدۃ ان الوجود ھبط من المحل الارفع (من اللاھوت) وکان فی ھویۃ الغیب علی الاطلاق، واکتسی نسبۃ علمیۃ وصار لازماً لحقیقۃ القصوی کنسبۃ الزوج الی الاربع وتشعبت الحقائق من موطن ثانٍ (بالتنزل) واکتست کسوۃ الاعراض، ثم تنزلت بشؤن ھی کثرۃ فی الظاھر وفی نفس الامر وحدۃ - وای انہ امر واحد بید ورشھادۃ وبرزخاً -

وکمال النفس التشخصی یؤتی لھا فی الدنیا والقبر والمحشر والجنۃ وترقی الی اعلی مدارج السعادۃ - لاکما ظن الفیلسوف انھا کانت کاملۃ من جمیع الوجوہ ھبطت من المحل الارفع وما کانت ترید الاقامۃ ھھنا الا برھۃ من الزمان ثم استقرت بالمکان البلقع رخ

بل فی ابداع النفس وابرازھا من اللاھوت وتقلیبھا حکمۃ الصانع جل مجدہ - لا یعلمھا الا اللہ والحکماء الراسخون - (سوانح)

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سال الحکیم عن النفوس الرتع — وقعت فطارت لم تفز بالمطمع

فاجبت الکشف سترھا عن منبع — ھبط الوجود من المحل الارفع

مستدرجا بتجنس و تنوع

قد جل فی اطلاق غیب ھویۃ — عن وصمۃ التقیید فی انیۃ

حتی اکتسی من نسبۃ علمیۃ — لزمت حقائق اولا لحقیقۃ

قصوی کمال الزوج عند الاربع

فھناک کل کان اسما سامیا — عن کسوۃ التخلیط خلوا عاریا

لصنوف آثار التمثل حاویا — ثم اکتست تلک الحقائق ثانیا

بحقائق الاعراض کالمتقنع

فی اللوح قد ظلت تظل بجملۃ — مما استکن بروزھا فی وحدۃ

من کل معنی تقتضیہ وصورۃ — ثم استقرت کلھا بھویۃ

فیھا تشخصت الشیون بجمع

اوفت بھا الناسوت حدا حاصرا — وتجر الآثار فعلا حاضرا

ما قد حوتہ وافرا او قاصرا — متکثرا تلک الحقائق ظاھرا

متوحدا عند اللبیب الاروع

فیدور امر واحد فی دورہ — بشھادۃ او برزخ او غیبۃ

وقیام عین او تلاحق ھیئۃ — وبنفس عقد جامع لمشتۃ

والنفس باطن جثة المتجمّع

وکمالها الشخصي یوفی بتة   دنیاً و قبراً محشراً او جنة

وتریٰ لہٗ نوعا و صنفا وسعة   اتظنها رأت الاقامة برهة

ثم استقرت بالدیار البلقع

او فاتها امرٌ ترصّص اسه   اتری الحکیم البرسوّغ بوسه

کلا فان الوهم نکس رأسه   اتظن ان الشئ یکره لنفسه

هیهات ذاک من المحال الاشنع



قصیدۃ

للشاہ رفیع الدینؒ



معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

رقیقة الالفاظ، دقیقة المعانی، فیها تلمیحات واشارات الی وقعة المعراج الجسمانی وکوائف هامة تتعلق بتلك السفرة المباركة، وبیان فضائل سیدنا ومولانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم وظهور فطرته السلیمة، ومکالمته مع الکلیم، وتخلف روح الامین عند سدرة، ووصوله الی مقام القرب، وما کساه اللہ تعالیٰ فی مقام القرب من اشعة ذاته، ورؤیته بعینی نوره واعطاه اللہ دین القویم وغیره من نعم جلائل ما لها عد ولاحد، وفنائه فی ذاته وبقائه به ۔

(سواتی)

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔ کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا "احمد المختار" یا زین الوریٰ   یا خاتم الرُسُل ما اعلاکا
یا کاشف الدعاء من مستنجدٍ   یا منجیٔ فی الحشر یا والاکا
ہل کان غیرک فی الانام من استویٰ   فوق "البراق" وجاوز الافلاکا
واستمسک "الروح الامین" رکابہ   فی سیرہ واستخدم الاملاکا
عرضتک لک الدنیا وداعی ملۃ   نسجت بنعتک طامعین رداکا؟
فرددتہم فی خیبۃ عن قصدہم   اللہ صانک عنہم ووقاکا
واخترت من لبنٍ وخمرٍ فطرۃً   الاسلام بالہدیٰ الیہ ہداکا
فعدت لک الرسل العظام ترقباً   فعلوت مغبوطاً لہم مسراکا
واممتہم فی القدس بعد تجاوزٍ   منہم بامر اللہ اذ ولاکا
وبکی "الکلیم" لما راک علوتہ   وتنافسوک، یحق فیہم ذاکا!
وتزینت حور الجنان لشانئۃٍ   بک سیدی شوقاً الی لقیاکا
خلفت "روح القدس" عند السدرۃ   القصوی یخاف من الجلال ہلاکا؟
ادناک ربک فی منازل قربۃ   جلّی لک الاکوان ثم حیاکا
واتم نعمتہ علیک فلم تسل   ان تو ثر الارفاق والاملاکا!
القی الیک کنوز اسرار سمت   عن حیطۃ الافہام اذ ناجاکا
وسالت فینا العفو منہ شفاعۃً   فاجاب ربک قد وہبت مُناکا
حتی اذا تم الدنو فسترت   منک ہویتہ فی سنا مولاکا؟

اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم

فرایتہ جَہراً بعینی نورہٖ ‏ ‏ ‏ ‏ ماکان الا اللّٰہ فی مجلاکا

فکساک نورا من اشعۃ ذاتہ ‏ ‏ ‏ ‏ افناک عنک اذابہ ابقاکا

فلک المناصب و السیارۃ فی الوریٰ ‏ ‏ ‏ ‏ وخلافۃ الرحمٰن یا بشراکا

جعلت لک الاقدار و الانوار ‏ ‏ ‏ ‏ الجناتِ و النیران فی مرأکا

اعطاک تخفیفاً وتیسیراً الی ‏ ‏ ‏ ‏ دینٍ قویمٍ محکمٍ لقمراکا

وسواہ من نعم جلائل مالہا ‏ ‏ ‏ ‏ عدٌّ و حدٌّ ینتہی او لاکا

فرجعتَ مسرورا بہا فی المحبۃ ‏ ‏ ‏ ‏ وجمیع خلق اللّٰہ قد ہنّاکا

اجریت دین اللّٰہ بعد لقبولہ؟ ‏ ‏ ‏ ‏ ومحوت راس الجہل والاشراکا؟

فلقد اتیتک سیدی مستجدیا ‏ ‏ ‏ ‏ من سیبک المدرارِ حسن ولاکا

یا لیتنی قد فزت منک بنظرۃٍ ‏ ‏ ‏ ‏ فی بدر وجہٍ نوّر الاملاکا



اس کتاب کا ترجمہ دیوبندی وھابی مولوی نے کیا ہے۔کہاں کہاں خیانت کی ہے واللہ اعلم